عمران سیریز
سپر ایجنٹس
Pakistanipoint
Waqar
Azeem
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

معزز قارئین۔ سلام مسنون۔ میرا نیا ناول ”سپر ایجنٹس“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں علی عمران نے متعدد سپر ایجنٹوں کے خلاف ایسی خوفناک اور جان توڑ جدوجہد کی ہے کہ یقیناً اس ناول کا ایک ایک حرف، ایک ایک سطر اور ایک ایک فقرہ عمران کی جان لیوا جدوجہد کا شاہد بن کر رہ گیا ہے۔ عمران کو جب معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک کر کے بے شمار ایجنٹس پاکیشیا پہنچ رہے ہیں اور ان کے آنے کا سلسلہ کسی طور نہیں رک رہا تو وہ ایک اہم فیصلہ کرتا ہے اور اس فیصلے کے تحت وہ کارمن کے ایک سپر ایجنٹ فالسن کو نہ صرف فارمولا حاصل کر لینے میں کامیاب ہونے کا موقع دیتا ہے بلکہ اسے پاکیشیا سے فارمولے سمیت فرار ہونے کے لئے راستے کھلے چھوڑ دیتا ہے۔

عمران نے ایسا کیوں کیا ہے یہ سب تو آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی ہر لحاظ سے آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے گا۔ لیکن ناول کے مطالعے سے پہلے ایک خط اور اس کا جواب ضرور پڑھ لیں۔

ڈیرہ غازی خان سے رفیق انجم لکھتے ہیں۔ میں طویل عرصہ سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں اور مجھے خط میں یہ لکھتے ہوئے فخر

محسوس ہو رہا ہے آپ کا انداز تحریر اس قدر اچھا ہے کہ اس پر تنقید کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا اور نہ ہی آپ کے ناولوں میں ایسا کچھ ہوتا ہے جس پر تنقید کی جا سکے۔ البتہ آپ کے ناولوں میں آہستہ آہستہ مزاح، رومان اور ایسی ہی دلچسپ باتیں ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یا تو آپ واقعی بوڑھے ہو گئے ہیں یا پھر عمران پر بڑھاپا طاری ہونا شروع ہو گیا ہے۔

محترم رفیق انجم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی یہ شکایت کہ اب ناولوں میں مزاح، رومان اور ایسی ہی دیگر دلچسپ باتیں ختم ہو رہی ہیں تو محترم ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں بوڑھا ہونے کے باوجود بوڑھا نہیں ہوا اور نہ ہی عمران کے بوڑھا ہونے کے کوئی آثار ہیں۔ البتہ بعض ناولوں کا موضوع ایسا ہوتا ہے یا اس کا ٹمپو اتنا تیز ہوتا ہے کہ آپ کو ان سب کی کمی محسوس ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ امید ہے آپ میری بات سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

سفید رنگ کی کار ایک چار منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور پھر مڑ کر ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں جا کر رک گئی۔ اس میں سے ایک نوجوان عورت اور ایک نوجوان مرد اترے اور پھر وہ دونوں پارکنگ سے نکل کر عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان دونوں کے چہروں پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں بگ سائز کے سیلڈ لفافے تھے۔

دونوں خاموشی سے عمارت کے مین گیٹ میں داخل ہو گئے۔ یہ فرانس کے دارالحکومت کا ایک کمرشل پلازہ تھا اور وہاں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے آفسز تھے اس لئے وہاں لوگوں کی آمد و رفت جاری رہتی تھی۔ وہ دونوں ایک لفٹ میں سوار ہوئے اور اس لفٹ کے ذریعے عمارت کے چوتھے فلور پر پہنچ گئے۔ اس فلور پر بھی مختلف کمپنیوں کے آفسز تھے۔ وہ دونوں ایک ساتھ چلتے ہوئے راہداری کے آخر میں موجود ایک کمپنی کے آفس کے دروازے کے پاس آ

کر رک گئے۔ دروازے کے پاس ایک آدمی سٹول پر مستعد بیٹھا تھا۔

ان دونوں کو دیکھ کر اس نے انہیں مخصوص انداز میں سلام کیا جس کا انہوں نے مخصوص انداز میں سر ہلا کر جواب دیا۔ اس آدمی نے ان کے لئے دروازہ کھول دیا اور وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ آفس میں بڑے بھرپور انداز میں کام ہو رہا تھا۔ ایک کونے میں گول کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی موجود تھی جس کے عقب میں شیشے کا ایک دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دونوں کاؤنٹر پر پہنچ کر رک گئے۔

''یس پلیز''...... کاؤنٹر کے پیچھے موجود لڑکی نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی خوش اخلاقی سے کہا۔

''میرا نام رابن ہے اور یہ میری ساتھی ہائنا ہے۔ ہمیں جنرل مینیجر صاحب سے ملنا ہے''......نوجوان نے کہا۔

''کیا آپ نے ان سے ملاقات کا وقت لیا ہے''......لڑکی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''جی ہاں''...... نوجوان نے جواب دیا تو لڑکی نے سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اسے کان سے لگا کر اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔

''سر۔ مسٹر رابن اور مس ہائنا آئے ہیں''......لڑکی نے سنجیدگی سے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے جواب سن کر 'یس سر'

کہتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''آپ دونوں ادھر سے اندر چلے جائیں۔ سامنے ہی باس کا آفس ہے۔ وہ آپ دونوں کے ہی منتظر ہیں''...... کاؤنٹر گرل نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور شیشے کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ رابن نے شیشے کا دروازہ کھولا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام ایک کمرے کے دروازے پر ہوا۔ دروازہ بند تھا۔ رابن نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

''یس۔ کم اِن''...... اندر سے ایک بھاری آواز سنائی دی تو رابن نے دروازہ کھولا اور ہائنا کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا جس نے نیوی کلر کا بہترین تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے اور اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات جیسے ثبت تھے۔ اس کی آنکھوں میں بھی سختی اور تندی کے تاثرات نمایاں تھے۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے ادھیڑ عمر انہیں غور سے اور تیز نظروں سے دیکھنے لگا۔

''میں رابن ہوں اور یہ میری ساتھی ہائنا ہے''...... رابن نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بیٹھو''...... ادھیڑ عمر نے سخت اور سرد لہجے میں کہا تو وہ دونوں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''رابن تم کرانسی ایس ایس تھری کے سپیشل ایجنٹ ہو اور ہائنا تمہارا تعلق کرانسی ملٹری سیکشن فائیو سے ہے''...... ادھیڑ عمر نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ان دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

''تم دونوں کا تعلق الگ الگ سرکاری ایجنسیوں سے ہے پھر تم نے یہ کیوں کہا ہے کہ تم اور یہ ساتھی ہیں''...... باس نے ان کی طرف غور سے اور نہایت گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم دونوں متعدد بار ایک ساتھ کام کر چکے ہیں۔ آپ کے علاوہ ہمیں جس ایجنسی کا چیف اپنے پاس بلاتا ہے اکٹھے ہی بلاتا ہے اور اگر کوئی اہم مشن ہو تو پھر ہم دونوں کو ہی اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ آپ نے سپر اور فاسٹ ایجنٹوں کی ڈیمانڈ کی تھی اس لئے ڈیفنس سیکرٹری کی طرف سے ہم دونوں کو ہی آپ کے پاس بھیجا گیا ہے''...... اس بار ہائنا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں اپنی فائلیں لائے ہو''...... باس نے پوچھا۔

''یس باس''...... ان دونوں نے ایک ساتھ کہا ،ور پھر انہوں نے اپنے اپنے لفافے باس کی طرف بڑھا دیئے۔ باس نے لفافے لے کر میز پر رکھے اور پھر اس نے ایک پیپر کٹر سے ایک لفافے کا کنارا کاٹا اور اس میں موجود ایک فائل نکال لی۔ فائل میں چند پرنٹڈ پیپر تھے۔ وہ غور سے ان پیپرز کو پڑھنے لگا۔ تمام پیپر پڑھ

نے کے بعد اس نے دوسرا لفافہ کھولا۔ اس لفافے میں بھی ایک فائل تھی۔ اس نے لفافے سے فائل نکالی اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

''فائلوں کے مطابق تو تم دونوں انتہائی ذہین، شاطر اور سپر ایجنٹس ہو۔ تم دونوں نے واقعی مل کر کام کیا ہے اور آج تک تم دونوں نے جو بھی مشن ہاتھ میں لیا ہے اسے ہر صورت میں مکمل کیا ہے۔ ویل ڈن''...... باس نے کہا۔

''تھینک یو باس''...... رابن نے کہا۔ باس نے دونوں فائلیں سائیڈ میں رکھ دیں اور ایک بار پھر انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

''تم دونوں نے الگ الگ اور ایک ساتھ جتنے بھی مشن مکمل کئے ہیں وہ زیادہ تر یورپی ممالک کے ہیں۔ چند ایک کرانس اور چند گریٹ لینڈ کے مشنز بھی شامل ہیں''...... باس نے کہا۔

''یس باس''...... رابن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''لیکن تم دونوں نے اب تک ایک بھی مشن پاکیشیا میں مکمل نہیں کیا ہے''...... باس نے کہا۔

''یس باس۔ ہم نے ابھی تک پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل نہیں کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک ہمیں ایسا کوئی مشن دیا ہی نہیں گیا ہے جسے ہم پاکیشیا جا کر مکمل کر سکیں''...... رابن نے کہا۔

''پھر تو تم نے کافرستان اور شوگران میں بھی کوئی مشن مکمل نہیں کیا ہو گا''...... باس نے کہا۔

"یس باس۔ کافرستان اور شوگران ہی نہیں ابھی تک ہمیں ایسا کوئی بھی مشن نہیں ملا ہے جو ہم نے ایشیا کے کسی بھی ملک میں مکمل کیا ہو"...... رابن نے کہا۔

"تب پھر تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے ہو گے۔ میں نے ڈیفنس سیکرٹری کو درخواست بھیجی تھی کہ مجھے دو ایسے سپر ایجنٹ دیئے جائیں جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتے ہوں اور انہوں نے پاکیشیا میں مشن بھی مکمل کئے ہوں"...... باس نے مایوسی سے کہا۔

"یہ درست ہے باس کہ ہم نے ابھی تک کوئی مشن پاکیشیا میں مکمل نہیں کیا ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جتنا ہم جانتے ہیں اتنا شاید ہی اس ملک کی کوئی ایجنسی یا ایجنٹ جانتا ہو۔ ہمارے پاس نہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان بلکہ ان کے ساتھ کام کرنے والے خطرناک ایجنٹ علی عمران کے بارے میں بھی معلومات موجود ہیں۔ وہ باقاعدہ مشن کے لئے ہائر کیا جاتا ہے اور بظاہر احمق اور مسخرہ سا آدمی ہے لیکن حقیقت میں وہ انتہائی خطرناک سپر ٹاپ ایجنٹ ہے"...... رابن نے جواب دیا۔

"اگر میں تمہیں کسی مشن پر پاکیشیا بھیجوں اور تمہارے راستے میں عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس حائل ہو تو تم کیا کرو گے۔ کیا تم دونوں میں اتنی ہمت ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کا سامنا کر سکو اور ان کی موجودگی میں اپنا مشن مکمل کر سکو"...... باس

نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ہماری تو شروع سے ہی تمنا تھی کہ ہمیں پاکیشیا کے خلاف کوئی مشن دیا جائے اور ایسا مشن دیا جائے کہ ہمارا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ علی عمران سے بھی ٹکراؤ یقینی ہو۔ ہم انہیں شکست دے کر اپنا مشن مکمل کریں گے اور ان سب کا ایسا حشر کریں گے کہ مرنے کے بعد بھی ان کی روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی"...... رابن نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں نے فائل میں تم دونوں کی تفصیل دیکھی ہے۔ فائل دیکھنے کے بعد مجھے یقین ہے کہ تم جو کہہ رہے ہو اس پر عمل بھی کرو گے اور میں تمہیں جس مشن کے لئے پاکیشیا بھیجوں گا تم اسے آسانی سے مکمل بھی کر لو گے"...... باس نے کہا۔

"یقیناً۔ ہمیں اپنی صلاحیتوں پر اعتماد ہے"...... رابن نے کہا۔

"تم کیوں خاموش ہو ہائنا"...... باس نے اس بار ہائنا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری نے آپ کی درخواست پر ہمیں سوچ سمجھ کر ہی بھیجا ہے جناب۔ آپ نے یقیناً ان سے اس مشن کے بارے میں ڈسکس کی ہو گی جس کے لئے انہوں نے خصوصی طور پر ہم دونوں کو منتخب کیا ہے۔ اس لئے آپ کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم اپنا مشن آسانی سے مکمل کر لیں گے۔ ہمارا کوئی بھی مشن آسان نہیں ہوتا اور نہ ہی ڈیفنس سیکرٹری ہمیں کسی آسان مشن کے لئے

منتخب کرتے ہیں''...... ہائنا نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا تو اس کے بولنے کے انداز پر باس کے چہرے پر یکلخت غصے کی سرخی ابھر آئی لیکن وہ فوراً نارمل ہو گیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میں نے ڈیفنس سیکرٹری سے انتہائی منجھے ہوئے اور تیز ترین سپر ایجنٹوں کی ڈیمانڈ کی تھی۔ بہرحال۔ یہ فائل دیکھ لو اس کے بعد ہم مزید ڈسکس کرتے ہیں''...... باس نے کہا اور اس نے میز کے نیچے ہاتھ ڈال کر کسی خفیہ خانے سے ایک سیاہ جلد والی فائل نکالی اور ان کی طرف بڑھا دی۔

''اس فائل میں مشن کی تفصیل ہے۔ تم دونوں اطمینان سے فائل دیکھ لو اور پھر فیصلہ کرنا کہ تم دونوں اس مشن کے اہل ہو یا نہیں۔ مجھے کل تک جواب مل جانا چاہئے۔ اگر تمہارا جواب ہاں میں ہوا تو تم دونوں کو کل شام ہی پاکیشیا روانہ کر دیا جائے گا۔ اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے میں تمہیں دس دن دوں گا۔ دس دن میں مشن مکمل ہو جانا چاہئے۔ اب تم جا سکتے ہو''...... باس نے کرخت لہجے میں کہا تو وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''اوکے باس۔ ہم آپ کی توقع پر ہر صورت میں پورا اتریں گے''...... رابن نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے پیچھے ہائنا بھی مڑی اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکل کر راہداری میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ آفس سے نکل کر لفٹ کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔

پارکنگ سے کار نکال کر رابن تیز رفتاری سے کار ڈرائیو کرتا ہوا ہائنا سمیت ایک دس منزلہ عمارت کے پارکنگ ایریا میں پہنچ گیا جہاں پانچویں فلور پر اس کا فلیٹ تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں فلیٹ میں داخل ہو رہے تھے۔ فلیٹ میں آتے ہی وہ دونوں سٹنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے۔

''پہلے یہ فائل تم پڑھ لو''...... رابن نے فائل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ابھی نہیں۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ اگر تمہارے پاس کچھ کھانے کے لئے ہے تو لے آؤ''...... ہائنا نے لاپرواہی سے کہا۔

''کھانے کے لئے تو کچھ نہیں۔ اگر کہو تو میں باہر جا کر کسی ریسٹورنٹ سے کچھ لے آتا ہوں یا میرے ساتھ چلو ہم ریسٹورنٹ میں ہی بیٹھ کر کھا لیں گے''...... رابن نے کہا۔

''نہیں۔ فی الحال میرا باہر جانے کا موڈ نہیں ہے۔ تم جاؤ اور لے آؤ''...... ہائنا نے کہا تو رابن اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا لاؤں''...... رابن نے پوچھا۔

''جو بھی ملے لے آؤ لیکن ذرا جلدی آنا۔ میں نے صبح سے ناشتہ نہیں کیا ہے اس لئے میری بھوک میں اضافہ ہو رہا ہے''۔ ہائنا نے سنجیدگی سے کہا تو رابن نے اثبات میں سر ہلایا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ واپس آ گیا۔ ہائنا اسی طرح صوفے میں دھنسی بیٹھی گہرے خیالوں میں

کھوئی ہوئی تھی۔ رابن کچن میں گیا اور پھر کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک ٹرے تھی جس میں دو ہاٹ برگرز اور دو کولڈ ڈرنکس کے کین تھے۔ اس نے ٹرے ہائنا کے سامنے رکھ دی۔

''کیا تم نے فائل پڑھ لی ہے''...... رابن نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں''...... ہائنا نے جواب دیا اور پھر اس نے برگر اٹھایا اور اسے کھانے میں مصروف ہوگئی۔

''میں تو سمجھا تھا کہ تم نے اب تک فائل پڑھ لی ہو گی''۔ رابن نے کہا۔

''پہلے کھا پی لو پھر بات کرتے ہیں''...... ہائنا نے کہا تو رابن نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ بھی ہاٹ برگر کھانے لگا۔ ہاٹ برگر کے ساتھ وہ کولڈ ڈرنک بھی پی رہے تھے۔ کھانے پینے سے فارغ ہو کر انہوں نے میز پر پڑے نیپکن باکس سے نیپکن نکالے اور ان سے ہاتھ صاف کرنے لگے۔

''اب بتاؤ۔ فائل تم پہلے پڑھو گی یا میں دیکھ لوں اسے''۔ رابن نے پوچھا۔

''تم دیکھ لو''...... ہائنا نے کہا تو رابن نے اثبات میں سر ہلا کر فائل اٹھائی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ فائل میں چند پرنٹڈ پیپر تھے۔ اس نے کچھ ہی دیر میں ساری فائل پڑھ لی اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے فائل ہائنا کی طرف بڑھا

دی۔

''لو اب تم پڑھ لو''...... رابن نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے اس فائل میں کیا ہے''...... ہائنا نے جواب دیا تو رابن چونک پڑا۔

''جب تم کہہ رہی ہو کہ تم نے فائل پڑھی ہی نہیں تو پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس فائل میں کیا ہے اور ہمیں کس مشن پر پاکیشیا روانہ کیا جا رہا ہے''...... رابن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میری صبح ڈیفنس سیکرٹری سے پرسنل ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے مجھے مشن کے بارے میں تفصیل بتا دی تھی۔ مشن کی تفصیلات معلوم ہونے کے بعد ہی میں تمہارے ساتھ برائٹ سٹار ایجنسی کے چیف سے ملنے گئی تھی''...... ہائنا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ اچھا۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا یہ مشن ہمارے لئے آسان ثابت ہو گا''...... رابن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میرا تجربہ ہے کہ جو مشن بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے وہ خاصا مشکل ثابت ہوتا ہے۔ خاص طور پر اس وقت مشن میں شدید مشکلات سامنے آئیں گی جب اس مشن کے بارے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس یا پھر علی عمران جیسے خطرناک انسان کو علم ہو جائے گا''...... ہائنا نے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اس صورت میں مشن واقعی مشکل

ہوسکتا ہے''...... رابن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اور ہمارا کام ہی مشکل مشن سرانجام دینا ہے۔ اسی لئے تو ہم ٹاپ سیکرٹ اور سُپر ایجنٹوں میں شمار ہوتے ہیں''۔ ہائنا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہمارا یہ مشن بظاہر آسان ہے۔ہمیں پاکیشیا پہنچ کر ایک سائنس دان آصف رندھاوا کو تلاش کرنا ہے جس نے ٹاپ سیکرٹ آئی نامی ہتھیار ایجاد کیا ہے۔ہمیں اس سائنس دان سے وہ فارمولا حاصل کر کے اسے ہلاک کرنا ہے اور فارمولا لا کر برائٹ سٹار ایجنسی کے چیف کو دے دینا ہے۔ اگر ہم پاکیشیا پہنچ کر خاموشی سے اس سائنس دان کو تلاش کریں اور اس تک پہنچ کر اسے ہلاک کر کے اس سے فارمولا حاصل کر لیں تو ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں ہو گی لیکن اگر ہمارے مشن کے بارے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس یا علی عمران کو بھنک پڑ گئی تو پھر وہ یقیناً ہمارے راستے میں دیوار بننے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمیں یہ دیواریں گرانی پڑیں گی ورنہ اور کوئی مسئلہ نہیں ہے''...... رابن نے کہا۔

''ہمارے لئے ایک اور مشکل بھی ہے''...... ہائنا نے کہا۔

''کون سی مشکل''...... رابن نے چونک کر کہا۔

''ہمیں صرف اس سائنس دان کا نام بتایا گیا ہے کہ اس کا نام آصف رندھاوا ہے۔ وہ یقیناً پاکیشیا کا غیر معروف سائنس دان ہو گا۔ اگر کوئی نامور سائنس دان ہوتا تو اس کے لئے ہماری بجائے

کسی بھی ایجنٹ یا ایجنسی کو بھیجا جا سکتا تھا۔ہمیں اس سائنس دان کی تلاش کا کام سونپا گیا ہے جو غیر معروف ہونے کی وجہ سے یقیناً کسی ایسی جگہ پوشیدہ ہو گا جسے تلاش کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔ اسی مشکل کو حل کرنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کی گئی ہیں اور ہم یہ مشن ضرور مکمل کریں گے۔

اس سائنس دان کو تلاش کرنے کے لئے ہمیں جو بھی قدم اٹھانے پڑیں اٹھائیں گے۔ ہماری کوشش ہو گی کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی عمران سے ہاتھ پیر بچا کر کام کریں لیکن اگر وہ ہمارے راستے میں آئے اور انہوں نے ہمارے مشن میں حائل ہونے کی کوشش کی تو پھر ہم ڈٹ کر ان کا مقابلہ بھی کریں گے اور ان سے مقابلہ جیت کر اپنا مشن بھی پورا کریں گے''۔ ہائنا نے مضبوط لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یقیناً۔ ہمارے ریکارڈ میں کوئی ناکام مشن نہیں ہے۔ اس بار بھی ایسا ہی ہو گا۔ جس طرح ہم نے اپنے تمام مشکل ترین مشن مکمل کئے ہیں اسی طرح ہم اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے اپنی جان لڑا دیں گے''...... رابن نے بھی اسی انداز میں کہا۔

''تو پھر برائٹ سٹار ایجنسی کے چیف کو فون کرو اور اس سے کہو کہ ہم اس مشن پر جانے کے لئے تیار ہیں۔کل کی بجائے اگر وہ ہمیں آج شام یا رات بھی پاکیشیا بھیج سکتا ہے تو اس کے انتظامات مکمل کر دے۔ ہم اس کے دیئے ہوئے مقررہ دس دنوں سے پہلے

ہی اسے یہ مشن مکمل کر کے دکھا دیں گے“...... ہائنا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”میرے خیال میں ہمیں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ ہمارا اپنا ملک ہے۔ مشن کی تفصیل ہمیں معلوم ہے۔ یہاں ایسی بہت سی خفیہ تنظیمیں ہیں جو دنیا بھر کی معلومات رکھتی ہیں۔ ہمیں پہلے ان سے بات کر لینی چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ ہمیں کسی آرگنائزیشن سے ڈاکٹر آصف رندھاوا کے بارے میں معلومات مل جائیں۔ ہم یہیں سے اس کے ٹھکانے کا پتہ لگا لیں تو ہمیں پاکیشیا پہنچ کر اسے ڈھونڈنے کے لئے اپنے جوتے نہیں چٹخانے پڑیں گے“...... رابن نے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے۔ اگر ڈاکٹر آصف رندھاوا کا پتہ کسی آرگنائزیشن کو معلوم ہوتا تو برائٹ سٹار ایجنسی کا چیف معلومات حاصل کر کے اپنے ایجنسی کے ایجنٹوں کو بھیج کر ڈاکٹر رندھاوا سے اب تک فارمولا نہ حاصل کر چکا ہوتا“...... ہائنا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر آصف رندھاوا پاکیشیا میں کہیں روپوش ہے جسے تلاش کرنا آسان نہیں ہے۔ اسی لئے یہ مشن ہمارے سپرد کیا گیا ہے“...... رابن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”یہی تو میں کہہ رہی ہوں نانسنس“...... ہائنا نے منہ بنا کر کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ اگر ڈاکٹر آصف رندھاوا کو ہمیں پاکیشیا پہنچ کر ہی تلاش کرنا ہے تو پھر ہمیں واقعی آج ہی وہاں روانہ ہو جانا چاہئے۔ میں برائٹ سٹار کے چیف سے بات کرتا ہوں تاکہ وہ ہماری روانگی کا آج ہی بندوبست کر دے“...... رابن نے کہا تو ہائنا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ایئر پورٹ سے باہر آتے ہی کارمن نژاد نوجوان لڑکی نے آنکھوں پر لگا ہوا سیاہ رنگ کا چشمہ آنکھوں سے ہٹا کر اپنے سر کے بالوں میں پھنسایا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اس لڑکی کی آنکھیں بھورے رنگ کی تھیں اور اس کے بال اخروٹی رنگ کے تھے جو اس کے شانوں تک لہرا رہے تھے۔ لڑکی کے چہرے پر سرخی اس کے حسن کو چار چاند لگا رہے تھے۔ سامنے پارکنگ دیکھ کر اس نے دھیرے سے سر ہلایا اور پھر تیز تیز چلتی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

لڑکی نے کاندھے میں ایک ہینڈ بیگ لٹکا رکھا تھا اور اس کے دوسرے ہاتھ میں چھوٹا سوٹ کیس تھا جس کے نیچے وہیل لگے ہوئے تھے۔ لڑکی نے سوٹ کیس کا ہینڈل پکڑ رکھا تھا اور وہ سوٹ کیس کو کھینچتی ہوئی لے جا رہی تھی۔ پارکنگ میں آتے ہی لڑکی نے اشارہ کیا تو پارکنگ سے ایک ٹیکسی نکل کر تیزی سے اس کی طرف

بڑھی اور پھر اس کے قریب آ کر رک گئی۔ لڑکی نے پچھلا دروازہ کھول کر سوٹ کیس اٹھا کر سیٹ پر رکھا اور پھر خود بھی اندر بیٹھ گئی۔

''یس مس''...... ڈرائیور نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہوٹل شیرٹن چلو''...... لڑکی نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ ٹیکسی ایئر پورٹ کے احاطے سے نکل کر مین سڑک پر آئی اور شہر کی طرف جانے والے راستے پر دوڑتی چلی گئی۔ ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ٹیکسی دارالحکومت کے فائیو اسٹار ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھی۔

ڈرائیور نے کمپاؤنڈ میں ٹیکسی روکی تو لڑکی کار سے اتر آئی۔ اس نے سیٹ سے اپنا سوٹ کیس اٹھایا اور پھر اس نے ہینڈ بیگ سے دو بڑے نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھا دیئے۔ بڑے نوٹ دیکھ کر ڈرائیور کی باچھیں پھیل گئیں۔ اس نے لڑکی سے نوٹ یوں جھپٹ لئے جیسے اسے خدشہ ہو کہ لڑکی کا ارادہ ہی نہ بدل جائے اور وہ اسے دو کی بجائے ایک نوٹ دے کر ہی ٹرخا دے۔ اس نے لڑکی کو سلام کیا اور ٹیکسی آگے لے جا کر یوٹرن لیتا ہوا واپس گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی لمحے ہوٹل سے ایک پورٹر باہر آ گیا۔ اس نے لڑکی کو سلام کیا اور اس کے ہاتھ سے سوٹ کیس لے لیا۔ لڑکی اس کے ساتھ ہوٹل کے وسیع ہال میں داخل ہوئی اور پھر وہ رکے بغیر کاؤنٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کاؤنٹر پر دو خوش پوش نوجوان اور ایک نوجوان لڑکی نے اس کا خیر مقدم کیا۔

''میرا نام گریٹا ہے اور میں کارمن سے آئی ہوں۔ میں نے اپنے لئے ایک سوٹ بک کرایا تھا''...... لڑکی نے کاؤنٹر گرل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس مادام۔ آپ اپنا پاسپورٹ اور کاغذات دے دیں میں چیک کر لیتی ہوں''...... کاؤنٹر گرل نے خوش اخلاقی سے کہا تو لڑکی جس نے اپنا نام گریٹا بتایا تھا، نے اپنے ہینڈ بیگ سے پاسپورٹ اور کاغذات نکال کر کاؤنٹر گرل کو دے دیئے۔ لڑکی نے پاسپورٹ اور کاغذات دیکھے اور پھر وہ انہیں انٹری کمپیوٹر ڈیٹا سے میچ کرنا شروع ہو گئی۔

''یس مادام۔ آپ کے نام پر سوٹ نمبر تین سو سترہ بک ہے''۔ کاؤنٹر گرل نے کہا تو گریٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کاؤنٹر گرل نے کاغذات گریٹا کو واپس کئے اور پھر اس نے پورٹر کو ہدایات دینا شروع کر دیں۔ پورٹر، گریٹا کو لے کر لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لفٹ تھرڈ فلور پر رکی تو وہ دونوں لفٹ سے باہر آ گئے۔ باہر ایک طویل راہداری تھی۔ دونوں اس راہداری میں چلتے ہوئے سوٹ نمبر تین سو سترہ کے دروازے پر آ کر رک گئے پورٹر نے چابی لگا کر دروازہ کھولا اور گریٹا کو پہلے اندر جانے دینے کے لئے احتراماً سائیڈ میں ہو گیا۔ گریٹا اندر داخل ہوئی۔ اندر ایک لگژری سوٹ تھا جہاں ضرورت کی ہر چیز کو نہایت خوبصورت اور شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔

پورٹر نے گریٹا کا سوٹ کیس ایک سائیڈ پر رکھ دیا۔ گریٹا نے ہینڈ بیگ کھول کر ایک بڑا نوٹ نکالا اور پورٹر کو دے دیا۔ بڑا نوٹ دیکھ کر پورٹر کا چہرہ کھل اٹھا اور وہ جھک جھک کر گریٹا کو سلام کرتا ہوا وہاں سے رخصت ہو گیا۔ جیسے ہی پورٹر باہر گیا گریٹا تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی اس نے دروازہ لاک کیا اور پھر واپس اندر آ گئی۔ اندر آتے ہی اس نے اپنا سوٹ کیس اٹھا کر میز پر رکھا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے سوٹ کیس کے کوڈ لاک کے مخصوص بٹن پریس کر کے سوٹ کیس کھولا اور پھر اس میں موجود سامان نکال کر میز اور سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسیوں پر رکھنے لگی۔ چند ہی لمحوں میں اس نے سارا سوٹ کیس خالی کر دیا۔

سوٹ کیس خالی ہوتے ہی اس نے سوٹ کیس کے ایک کنارے پر موجود ایک چھوٹے سے بٹن کو ناخن سے پریس کیا تو اچانک سوٹ کیس کا نچلا حصہ کسی ڈھکن کی طرح کھل گیا۔ سوٹ کیس کے نچلے حصے میں ایک چھوٹا سا بریف کیس رکھا ہوا تھا۔ گریٹا نے بریف کیس نکالا اور پھر اس نے سوٹ کیس کو میز سے اٹھا کر سائیڈ پر رکھ دیا۔ اس نے سوٹ کیس کی جگہ بریف کیس کو سامنے میز پر رکھا اور پھر وہ اسے کھولنے لگی۔

بریف کیس کھول کر اس نے اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین اور ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ یہ ٹرانسمیٹر جدید ساخت کے سیل فون جیسا تھا۔ گریٹا نے سب سے پہلے مشین کے چند بٹن

پریس کیے۔ مشین کے بٹن پریس ہوتے ہی اس سے سر سر کی آوازیں نکلنا شروع ہو گئیں اور اس پر لگے چند بلب جلنے بجھنے لگے۔ گریٹا نے ایک اور بٹن پریس کیا تو مشین کے ایک سرے سے تیز فلیش سا چمکا۔ فلیش کے چمکتے ہی گریٹا کو ایسا لگا جیسے اس کی قوت سماعت یکلخت کم ہو گئی ہو۔ اسے اپنے کانوں میں ہلکی ہلکی سیٹیاں سے بجتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔

یہ وائس سکر مشین تھی جس نے کمرے میں ایسی ریز پھیلا دی تھیں کہ کمرے کی آوازیں نہ کمرے سے باہر جا سکتی تھیں اور نہ ہی کمرے کے باہر سے کوئی آواز اندر آ سکتی تھی۔ ان ریز کی وجہ سے گریٹا کو بھی اپنے کانوں میں سائیں سائیں کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئی تھیں۔ وائس سکر مشین آن کرتے ہی گریٹا نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے سیل فون جیسا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کے بٹن پریس کر کے اسے آن کرنے لگی۔ ٹرانسمیٹر آن کر کے اس نے ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر وہ دوسری طرف کال دینا شروع ہو گئی۔

''یس۔ جوپیٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... دوسری طرف رابطہ ملتے ہی ایک کرخت اور سرد آواز سنائی دی۔

''سینڈرا بول رہی ہوں باس۔ اوور''...... گریٹا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کوڈ بتاؤ''...... جوپیٹر نے اسی طرح انتہائی سخت اور سرد لہجے

میں کہا۔

''ایس اے فورٹی۔ اوور''...... گریٹا نے کہا جس نے اپنا نام سینڈرا بتایا تھا۔

''کوڈ غلط ہے۔ درست کوڈ بتاؤ۔ اوور''...... جوپیٹر کی کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یہ درست کوڈ ہے۔ ڈبل کوڈ کے لئے سپر ایجنٹ ہے۔ اوور''...... سینڈرا نے کہا۔

''او کے۔ کہاں ہو تم۔ اوور''...... اس بار جوپیٹر نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''میں پاکیشیا پہنچ چکی ہوں باس اور اس وقت میں اسی ہوٹل کے سوٹ میں ہوں جو آپ نے میرے لئے بک کرایا تھا۔ اوور''۔ سینڈرا نے جواب دیا۔

''کال کرنے سے پہلے تم نے وی ایس مشین آن کر لی تھی۔ اوور''...... جوپیٹر نے پوچھا۔

''یس باس۔ وی ایس مشین آن کئے بغیر میں اس ٹرانسمیٹر سے بھلا آپ کو کیسے کال کر سکتی تھی۔ یہ ٹرانسمیٹر وی ایس مشین سے لنکڈ ہے۔ جب تک وی ایس مشین آن نہ ہو اس ٹرانسمیٹر سے کال نہیں کی جا سکتی۔ اوور''...... سینڈرا نے ناگوار لہجے میں کہا۔

''اوہ یس۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ تمہاری متعلقہ آدمی سے بات ہوئی ہے یا نہیں۔ اوور''...... جوپیٹر نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں یہاں پہنچتے ہی آپ سے بات کر رہی ہوں۔ ڈاکٹر حسن نے مجھے شام چار بجے کال کرنے کا کہا تھا۔ ابھی دو بجے ہیں۔ اسے میں مقررہ وقت پر ہی کال کروں گی۔ اوور"۔ سینڈرا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اس سے بات کر لینا اور پھر وہ جیسا کہے وہی کرنا۔ یاد رہے۔ تم نے اس کے ساتھ ایسے پیش آنا ہے جیسے تم سینڈرا نہیں بلکہ شوگرانی سائنس دان ڈاکٹر لی شنگ کی بیٹی لی سان ہو۔ کسی کو اس بات کا پتہ نہیں چلنا چاہئے کہ تم نے لی سان کی جگہ لی ہوئی ہے اور تم اس کے میک اپ میں ہو۔ سمجھ گئی تم۔ اوور"۔ جوپیٹر نے کہا۔

"یس باس۔ سمجھ گئی۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں نے جو میک اپ کیا ہے اسے کسی بھی کیمرے سے چیک نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی یہ میک اپ واشر سے صاف ہو سکتا ہے۔ مجھے دیکھ کر کوئی اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکتا کہ میں کون ہوں۔ اوور"...... سینڈرا نے کہا۔

"گڈ۔ ہم چونکہ سیف ٹرانسمیٹر پر کال کر رہے ہیں جسے نہ ٹریس کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی کال کہیں سنی جا سکتی ہے اس لئے میں تمہیں ایک بار پھر کھل کر ساری تفصیل بتا دیتا ہوں تاکہ تم اسے ذہن نشین کر لو اور تم میری بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق کام کر سکو۔ میں نہیں چاہتا کہ اس معاملے میں تم سے کوئی معمولی سی بھی

غلطی ہو اور تمہاری اس غلطی کی وجہ سے ٹی ایس ای فارمولا ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے۔ اوور"...... جوپیٹر نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو گا چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ہر حال میں ڈاکٹر آصف رندھاوا سے فارمولا حاصل کر کے آپ کو لا کر دے دوں گی۔ میرے لئے یہ ایک آسان سا مشن ہے۔ میں نے محض شوگرانی سائنس دان کی بیٹی لی سان کا بہروپ بدلا ہے۔ اس بہروپ میں مجھے ڈاکٹر آصف رندھاوا کے اسسٹنٹ ڈاکٹر حسن سے ملنا ہے جو مجھے اپنے ساتھ اس خفیہ مقام پر لے جائے گا جہاں ڈاکٹر آصف رندھاوا چھپا ہوا ہے۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا سے مل کر مجھے اسے شوگرانی سائنس دان کے وہ کاغذات دکھانے ہیں جو اس بات کے ثبوت ہیں کہ میں ہی ڈاکٹر لی شنگ کی بیٹی ڈاکٹر لی سان ہوں۔ اس کے بعد میں نے ڈاکٹر آصف رندھاوا کو پچاس کروڑ ڈالرز کا گارنٹڈ چیک دینا ہے۔ جس کے بدلے میں وہ مجھے ٹی ایس ای کا فارمولا دے گا اور وہ فارمولا لے کر مجھے واپس اسرائیل آنا ہے اور اسے آپ کے حوالے کر دینا ہے۔ اور بس۔ اوور"۔ سینڈرا نے کہا۔

"ہاں۔ یہ سب تو تمہیں یاد ہے لیکن تم نے یہ بات بھی یاد رکھنی ہے کہ اس فارمولے کے حصول کے لئے دنیا بھر کے سپر ایجنٹس متحرک ہو چکے ہیں اور میری اطلاع کے مطابق، ایکریمیا، کارمن، گریٹ لینڈ اور روسیاہی ایجنٹس بھی پاکیشیا پہنچ چکے ہیں جو ڈاکٹر

آصف رندھاوا سے یہ فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا اپنا فارمولا پاکیشیا کو دینے کی بجائے خفیہ طور پر شوگرانی سائنس دانوں کو فروخت کر رہا ہے جس کے لئے اس کا شوگرانی سائنس دان ڈاکٹر لی شنگ سے خفیہ معاہدہ طے پا چکا ہے اور ڈاکٹر آصف رندھاوا نے پچاس کروڑ ڈالرز کے عیوض ٹی ایس ای فارمولا ڈاکٹر لی شنگ کو فروخت کر دیا ہے۔ ڈاکٹر لی شنگ نے اپنی بیٹی ڈاکٹر لی سان کو خفیہ طور پر کارمن بھیجا تھا تاکہ وہ اپنا نام اور حلیہ بدل کر پاکیشیا پہنچ جائے اور پھر وہ خفیہ طور پر ڈاکٹر آصف رندھاوا سے ملاقات کر کے اسے پچاس کروڑ ڈالرز کا گارنٹڈ چیک دے کر اس سے فارمولا حاصل کرے اور اسے لے کر شوگران روانہ ہو جائے۔ اوور''...... جوپیٹر نے کہا۔

''یس باس۔ آگے کی ساری تفصیل مجھے معلوم ہے۔ ڈاکٹر لی سان نے نام اور روپ بدل کر کچھ دن کارمن میں گزارے تھے۔ وہ جس ہوٹل میں تھی اتفاق سے آپ بھی اسی ہوٹل کے ایسے کمرے میں موجود تھے جو لی سان کے کمرے سے ملحق تھا۔ آپ کے پاس ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا جس پر آپ اپنے کسی ساتھی کو کال کرنے والے تھے کہ ساتھ والے کمرے سے کی جانے والی ٹرانسمیٹر کال آپ کے ٹرانسمیٹر پر کیچ ہوگئی اور آپ نے لی سان اور اس کے باپ ڈاکٹر لی شنگ کے درمیان ہونے والی ساری باتیں سن لیں اور آپ کو لی سان اور ڈاکٹر آصف رندھاوا اور اس کے

فارمولے کا پتہ چل گیا۔ فارمولے کے بارے میں جب آپ نے مزید معلومات حاصل کیں تو آپ کو علم ہوا کہ فارمولے کی کیا اہمیت ہے۔ آپ نے فوری طور پر لی سان کی جگہ میرے ذریعے پاکیشیا کے ڈاکٹر آصف رندھاوا سے یہ فارمولا حاصل کرنے کا پلان بنا لیا۔ آپ نے اپنے آدمیوں کے ذریعے ہوٹل سے لی سان کو اغوا کرایا اور پھر اسے مخصوص ٹھکانے پر لے جا کر اس پر تشدد کیا اور پھر آپ نے اس سے فارمولے کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کر لیں۔ لی سان پاکیشیا ڈاکٹر آصف رندھاوا سے پچاس کروڑ ڈالرز کے عیوض ٹی ایس ای فارمولا حاصل کرنے جا رہی تھی۔ آپ نے اس کی جگہ مجھے لی سان بنا دیا اور وہ چیک مجھے دے دیا ہے تاکہ میں پاکیشیا پہنچ کر لی سان کی بجائے ڈاکٹر آصف رندھاوا سے مل کر اس سے فارمولا حاصل کر سکوں۔ اوور''...... سینڈرا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس وقت یہ ساری تفصیل بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی نانسنس۔ میں تمہیں بس اتنا کہنا چاہتا تھا کہ تمہیں ہر وقت مستعد اور چوکنا رہنا ہوگا اور فارمولا حاصل کرتے ہی وہاں سے نکلنا ہوگا تاکہ کوئی اور ایجنٹ تمہارے راستے میں نہ آ سکے یا پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہارے پیچھے نہ لگ جائے۔ اوور''...... جوپیٹر نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ اوور''...... سینڈرا نے کہا۔

"یہ فارمولا ہمارے لئے بے حد اہمیت کا حامل ہے سینڈرا۔ اگر یہ فارمولا ہمیں مل جائے تو ہم اسے انٹرنیشنل مارکیٹ میں فروخت کر کے منہ مانگی دولت حاصل کر سکتے ہیں۔ مجھے کسی اور ملک سے کوئی غرض نہیں ہے۔ ٹی ایس ای فارمولا اگر میں اپنے ملک اسرائیل کے ہی حوالے کر دوں تو اسرائیل اس فارمولے کے عیوض مجھے اربوں ڈالرز دے سکتا ہے۔ تم میری پارٹنر ہو۔ جتنی دولت میں کماؤں گا اتنی ہی تمہیں بھی ملے گی۔ تمہارا یہ مشن ہم دونوں کی زندگیاں بدل سکتا ہے۔ اس لئے اس مشن کو پورا کرنے کے لئے تمہیں اپنی جان کی بازی لگانی ہو گی اور ہر صورت میں فارمولا حاصل کرنا ہو گا۔ جب تک تم فارمولا لے کر اسرائیل میرے پاس نہیں پہنچ جاتی مجھے تمہاری فکر لگی رہے گی۔ اوور"...... جوپیٹر نے کہا۔

"آپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے باس۔ میں اپنا کام بخوبی کرنا جانتی ہوں۔ میں یہ فارمولا ضرور حاصل کروں گی اور بہت جلد اسے لے کر آپ کے پاس پہنچ جاؤں گی۔ اوور"...... سینڈرا نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"اور میں شدت سے تمہاری واپسی کے لئے بے چین رہوں گا۔ اوور"...... جوپیٹر نے کہا۔

"تھینک یو باس۔ اب یہ بتا دیں کہ میرا سامان مجھے کہاں ملے گا اوور"...... سینڈرا نے کہا۔

"سامان کے لئے تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم جس کمرے میں موجود ہو اس کمرے کا وارڈروب کھولو۔ وارڈروب کے تیسرے خانے میں ایک خلاء بنا ہوا ہے۔ وہاں تمہاری ضرورت کا سارا سامان پہنچا دیا گیا ہے۔ اوور"...... جوپیٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سینڈرا مڑ کر سائیڈ کی دیوار میں موجود وارڈروب کی طرف دیکھنے لگی۔

"کیا میں سامان چیک کر لوں۔ اوور"...... سینڈرا نے پوچھا۔

"ہاں ضرور۔ کیوں نہیں۔ اوور"...... جوپیٹر نے کہا تو سینڈرا اٹھ کر وارڈروب کی طرف بڑھی۔ اس نے وارڈروب کھولا اور تیسرے خانے کو دیکھا تو اسے وہاں ایک چھوٹا سا خانہ بنا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے خانے میں ہاتھ ڈال دیا۔ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک مشین پسٹل تھا۔ اس نے مشین پسٹل سائیڈ پر رکھا اور خانے میں دوبارہ ہاتھ ڈال دیا۔ خانے سے اس نے مشین پسٹل کے دو فالتو میگزین اور گیند نما چار بم نکالے اور انہیں غور سے دیکھنے لگی۔

"مل گیا سامان۔ اوور"...... جوپیٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ اوور"...... سینڈرا نے کہا۔ اس نے کچھ دیر مزید جوپیٹر سے بات کی اور پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

"ہونہہ۔ میں جانتی ہوں جوپیٹر شدت سے میرا نہیں اس

فارمولے کا منتظر ہے۔ وہ اس فارمولے کے ذریعے اسرائیل سے بڑی سے بڑی دولت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ فارمولا ملتے ہی وہ مجھے راستے سے ہٹا دے گا اور فارمولے کی مدد میں ملنے والی تمام دولت اکیلا ہضم کرنے کی کوشش کرے گا لیکن میرا نام بھی سینڈرا ہے اور میں بھی اسرائیلی ایجنسی کراسٹ کی سپر لیڈی ایجنٹ ہوں۔ میں جوپیٹر کو ساری دولت اکیلے ہضم نہیں کرنے دوں گی بلکہ اسرائیل پہنچتے ہی میں سب سے پہلا کام جوپیٹر کو ہلاک کرنے کا ہی کروں گی۔ جوپیٹر ہلاک ہو گیا تو حکومت نہ صرف مجھے اس کی جگہ کراسٹ ایجنسی کی سربراہ بنا دے گی بلکہ ٹی ایس ای فارمولا لانے کا سارا انعام بھی مجھے دے گی۔ میں ایک ہی رات میں دنیا کی امیر ترین لڑکی بن جاؤں گی اور اسرائیلی ایجنسی کراسٹ کی سربراہ بھی۔ پھر میری زندگی پرسکون ہو جائے گی''۔ سینڈرا نے ٹرانسمیٹر آف کر کے غراہٹ بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے دوبارہ بریف کیس میں رکھا اور پھر اس نے وائس سکر مشین کو بھی آف کر کے بریف کیس میں رکھ کر بریف کیس بند کر دیا۔ اس نے بریف کیس کو سوٹ کیس کے خفیہ خانے میں چھپایا اور پھر سوٹ کیس سے نکالا ہوا سامان دوبارہ سوٹ کیس میں ڈالنے لگی۔

سارا سامان سوٹ کیس میں ڈال کر اس نے سوٹ کیس بند کر کے ایک طرف رکھا اور پھر وہ اٹھ کر سامنے موجود بیڈ کی طرف بڑھ

گئی۔ اس کے پاس دو گھنٹے تھے۔ یہ دو گھنٹے اس نے ریسٹ کیا پھر اس نے اٹھ کر وال کلاک دیکھا جس پر شام کے چار بج رہے تھے۔ اس نے فوراً اٹھ کر اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور اس میں سے جدید ساخت کا سیل فون نکال لیا۔ اس نے سیل فون پر چند نمبر پریس کئے اور پھر اس نے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''لیں''...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''گریٹا بول رہی ہوں''...... سینڈرا نے آواز بدل کر کہا۔

''کوڈ''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''سی ایس ای''...... سینڈرا نے کہا۔

''اپنا اصل نام بتائیں پلیز''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''لی سان''...... سینڈرا نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں ڈاکٹر حسن بول رہا ہوں۔ آپ کہاں ہیں اس وقت''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''میں اپنے ہوٹل میں ہوں''...... سینڈرا نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ ٹھیک پانچ بجے ہوٹل سے نکلیں اور ایک ٹیکسی میں سوار ہو جائیں۔ آپ نے اس ٹیکسی سے ٹیپو روڈ کے سپر کمرشل پلازہ کے پاس اترنا ہے''...... ڈاکٹر حسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر''...... سینڈرا نے پوچھا۔

''اس کے بعد کیا کرنا ہے اور کہاں جانا ہے یہ میں آپ کو پانچ بجے کے بعد فون کر کے بتاؤں گا۔ یاد رہے۔ آپ نے فون آف

نہیں کرنا۔ میں اسی نمبر پر آپ کو دوسرے نمبر سے کال کروں گا اور اب کوڈ کے لئے میں صرف ٹی ایس ای اور اپنے نام کا مخفف ڈی ایچ بولوں گا''...... ڈاکٹر حسن نے کہا۔

''او کے''...... سینڈرا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا تو سینڈرا نے سیل فون کان سے ہٹا لیا۔

''یہ پاکیشیائی بھی بڑے لالچی اور دولت پرست ہوتے ہیں۔ اپنے ہی ملک میں ایجادات کرتے ہیں اور پھر ملک سے غداری کرتے ہوئے اپنی ایجادات دوسرے ممالک کو فروخت کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا بھی ان لالچی سائنس دانوں میں سے ایک ہے جو اپنی ایجاد اپنے ملک کے مفادات کے لئے استعمال کرنے کی بجائے اسے پچاس کروڑ ڈالرز کے عیوض شوگران کو فروخت کر رہا ہے''...... سینڈرا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے پانچ بجنے کا انتظار کیا اور پھر پونے پانچ بجتے ہی وہ اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر کمرے سے نکل آئی۔ ہوٹل سے باہر آ کر اس نے ایک ٹیکسی ہائر کی اور اس نے ٹیکسی میں بیٹھ کر ڈرائیور کو ٹیپو روڈ پر واقع سپر کمرشل پلازہ کی طرف چلنے کا کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ تھوڑی ہی دیر میں ٹیکسی ایک بڑے اور جدید کمرشل پلازہ کے پاس رک گئی۔ سینڈرا نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور سڑک کے کنارے پر کھڑی ہو کر ادھر ادھر دیکھنے

لگی۔ سیل فون اس کے ہاتھ میں تھا۔ ابھی وہ ادھر ادھر دیکھ ہی رہی تھی کہ اچانک سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ سیل فون کی سکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگی۔ سیل فون پر ایک نیا نمبر فلیش ہو رہا تھا۔

''یس''...... سینڈرا نے لی سان کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ڈی ایچ۔ ٹی ایس ای''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر حسن کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ میں کمرشل پلازہ کے باہر کھڑی ہوں''...... سینڈرا نے کہا۔

''آپ کمرشل پلازہ کے بیک ڈور سے نکل کر دوسرے روڈ پر جائیں وہاں سے نئی ٹیکسی لیں اور اسے وائٹ روز ہوٹل چلنے کا کہیں''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر حسن نے کہا۔ اس سے پہلے کہ سینڈرا کچھ اور کہتی ڈاکٹر حسن نے رابطہ ختم کر دیا۔ سینڈرا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر وہ مڑ کر کمرشل پلازہ میں داخل ہو گئی اور کمرشل پلازہ کے مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی اس کے بیک پر آ گئی۔ دوسری سڑک پر خاصا رش تھا۔ اس نے ایک خالی ٹیکسی دیکھ کر اسے روکا اور پھر اس میں سوار ہو گئی۔ وائٹ روز کلب کہنے پر ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ تھوڑی ہی دیر میں سینڈرا وائٹ روز ہوٹل کے سامنے تھی۔ جیسے ہی وہ ٹیکسی سے اتری اسی لمحے ایک بار پھر سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس بار پھر نئے نمبر سے کال کی گئی تھی۔

"ہاں۔ اب میں وائٹ روز ہوٹل کے سامنے ہوں۔ اب بتاؤ کہاں ہو تم"...... کوڈ ورڈز سننے کے بعد سینڈرا نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

"ابھی میں آپ سے دور ہوں مادام۔ آپ نے یہاں سے ایک اور ٹیکسی پکڑنی ہے۔ اس ٹیکسی سے اب آپ کو زیرو پوائنٹ پر آنا ہے"...... ڈاکٹر حسن نے کہا تو سینڈرا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ پہلے کی طرح ڈاکٹر حسن نے زیرو پوائنٹ کا بتاتے ہی رابطہ ختم کر دیا تھا۔ اس نے کچھ دور جا کر پھر نئی ٹیکسی لی اور ڈاکٹر حسن کے بتائے ہوئے نئے پتے پر پہنچ گئی۔ نئے پتے پر پہنچتے ہی اسے پھر ایک نئے نمبر سے کال موصول ہوئی۔

"تم مجھے پورے شہر میں دوڑاتے پھر رہے ہو نانسنس۔ ایک بار کیوں نہیں بتاتے کہ مجھے کہاں آنا ہے"...... کوڈ ورڈز سنتے ہی سینڈرا نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"بس مادام۔ آپ کو آخری بار ایک اور ٹیکسی پکڑنی ہے۔ اس بار اس ٹیکسی میں آپ سیدھی میرے پاس ہی پہنچیں گی"...... ڈاکٹر حسن کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اور اس بار کہاں پہنچنا ہے"...... سینڈرا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ جس ٹیکسی میں سوار ہوں۔ اس سے کہیں کہ وہ آپ کو سوراج پہنچا دے"...... ڈاکٹر حسن نے کہا۔

"سوراج۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ کہاں ہے"...... سینڈرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کسی بھی ٹیکسی ڈرائیور سے بات کریں وہ آپ کو خود ہی سوراج لے آئے گا۔ میں یہیں آپ کا منتظر ہوں"...... ڈاکٹر حسن نے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

"نانسنس۔ اس نے مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ بھگاتا پھر رہا ہے۔ آخر یہ چاہتا کیا ہے"...... سینڈرا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی ڈاکٹر حسن پر شدید غصہ آ رہا تھا۔ وہ کچھ دیر اپنا غصہ کنٹرول کرتی رہی پھر اس نے ایک اور ٹیکسی ہائر کی اور پھر وہ اس ٹیکسی میں بیٹھ کر سوراج کی طرف روانہ ہو گئی۔ ایک گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد وہ ایک ویران اور خالی سڑک پر سفر کر رہی تھی تو ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اب کیا مصیبت ہے۔ یہ آدمی مجھے چین بھی لینے دے گا یا نہیں"...... سینڈرا نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور سیل فون کی سکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگی۔ ڈسپلے پر نیا نمبر ہی فلیش کر رہا تھا۔

"یس"...... اس نے کال رسیو کر کے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"آپ جس سڑک پر سفر کر رہی ہیں اس سڑک پر دائیں طرف برگد کے دو بڑے درخت موجود ہیں جو اوپر سے آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ یہاں ان درختوں کو جڑواں درخت کہا جاتا ہے۔ آپ

ٹیکسی ڈرائیور سے کہیں کہ وہ آپ کو ان جڑواں درختوں کے پاس لے جا کر اتار دے۔ ان درختوں کے پاس میں نئے ماڈل کی سیاہ رنگ کی بی ایم ڈبلیو کار کے پاس کھڑا ہوں۔ اس کار کا نمبر نوٹ کر لیں۔ ٹیکسی سے اتر کر آپ سیدھی میرے پاس آئیں گی اور پھر میں آپ کو اس سیکرٹ جگہ لے جاؤں گا جہاں آپ کو بگ باس سے ملا دیا جائے گا''...... ڈاکٹر حسن نے کہا اور حسب معمول پھر رابطہ ختم کر دیا۔ سینڈرا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے سیل فون آف کر دیا۔

''بھائی صاحب کیا اس راستے میں برگد کے دو ایسے درخت ہیں جو اوپر سے ملے ہوئے ہیں اور جڑواں درخت کہلاتے ہیں''۔ سینڈرا نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''جی ہاں۔ جڑواں درخت زیادہ دور نہیں ہیں''...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہاں میرا دوست سیاہ رنگ کی کار لے کر کھڑا ہے آپ مجھے اس کار کے پاس لے جا کر اتار دینا۔ میں آپ کو سوراج کا پورا کرایہ ادا کروں گی''...... سینڈرا نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں سینڈرا کو سڑک کے کنارے پر کھڑی سیاہ رنگ کی بی ایم ڈبلیو کار نظر آ گئی۔ اس کا نمبر وہی تھا جو ڈاکٹر احسن نے اسے بتایا تھا۔ کار کے باہر ایک نوجوان کھڑا تھا۔

''کیا یہی ہے وہ کار''...... ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی کی رفتار کم

کرتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ یہی ہے۔ بس روک لو ٹیکسی''...... سینڈرا نے کہا تو ڈرائیور نے سڑک کے دوسرے کنارے پر ٹیکسی روک لی۔ سینڈرا نے ہینڈ بیگ سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کو دیا اور پھر وہ ٹیکسی سے اتری اور تیز تیز چلتی ہوئی سیاہ کار کے ساتھ کھڑے نوجوان کی طرف بڑھنے لگی جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔

''تو تم ہو ڈاکٹر حسن''...... سینڈرا نے اس کے نزدیک پہنچ کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''جی ہاں''...... نوجوان نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''اگر مجھے ایسی جگہ ہی بلانا تھا تو ایک بار نہیں بتا سکتے تھے۔ بار بار کیوں مجھے ادھر سے ادھر دوڑاتے رہے ہو''...... سینڈرا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ سب میں نے ڈاکٹر صاحب کی ہدایات کے مطابق کیا ہے مادام۔ اسے آپ اپنا اور ہمارا حفاظتی اقدام سمجھیں۔ بہرحال کار میں بیٹھیں میں آپ کو ڈاکٹر صاحب کے پاس لے چلتا ہوں''۔ نوجوان نے کہا تو سینڈرا اسے تیز نظروں سے گھورتی ہوئی کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔ نوجوان بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا لیکن اس نے کار کا انجن اسٹارٹ نہیں کیا تھا۔

''کیا ہوا۔ اب کار اسٹارٹ کیوں نہیں کر رہے تم''...... سینڈرا

نے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ٹیکسی کو جا لینے دیں''...... ڈاکٹر حسن نے سنجیدگی سے کہا تو سینڈرا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ ٹیکسی آگے جا کر مڑ رہی تھی اور پھر وہ جس راستے سے آئی تھی تیزی سے اس طرف دوڑتی چلی گئی۔

''چلو اب۔ ٹیکسی چلی گئی ہے''...... سینڈرا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر حسن نے کار کا انجن اسٹارٹ کیا اور پھر کار آگے بڑھاتا لے گیا۔ رات ہو رہی تھی۔ اس نے کار کی ہیڈ لائٹس آن کر لیں۔ سڑک کے دائیں بائیں درختوں کی بہتات تھی جو کسی جنگل کا منظر پیش کر رہے تھے۔

ڈاکٹر حسن نے تھوڑی دور جاتے ہی کار دائیں طرف موڑ لی اور اسے درختوں کے درمیان بنے ہوئے ایک راستے پر لے گیا۔ کچھ دور جا کر اس نے کار روکی تو سینڈرا چونک پڑی۔ سامنے اسے ایک پرانی اور بوسیدہ عمارت دکھائی دے رہی تھی۔ اس عمارت کے مین گیٹ سے روشنی باہر آتی دکھائی دے رہی تھی جسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے اس ویران اور بیابان جنگل میں اب بھی یہ بوسیدہ اور پرانی عمارت آباد ہو۔

''کیا مطلب۔ کیا ڈاکٹر آصف رندھاوا مجھے اس عمارت میں ملیں گے''...... سینڈرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ آئیں۔ میں آپ کو ان کے پاس لے چلتا ہوں''۔

ڈاکٹر حسن نے کہا تو سینڈرا ایک طویل سانس لے کر نیچے اتر آئی۔ ڈاکٹر حسن نے اسے ساتھ لیا اور پھر وہ اسے پرانی عمارت میں لے گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ سینڈرا کو لے کر ایک ایسے کمرے میں آ گیا جہاں سامان نام کی کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ کمرہ خالی تھا۔

''یہ کمرہ تو خالی ہے۔ کہاں ہیں ڈاکٹر آصف رندھاوا''...... سینڈرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ڈاکٹر حسن نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اور اس آلے کا رخ ایک دیوار کی طرف کرتے ہوئے ایک بٹن پریس کر دیا۔ آلے سے نارنجی رنگ کی شعاع سی نکل کر دیوار پر پڑی۔ دوسرے لمحے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس دیوار میں ایک خلاء سا بنتا چلا گیا۔ نیچے سیڑھیاں جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

''آئیں مادام''...... ڈاکٹر حسن نے کہا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ سینڈرا ایک طویل سانس لیتی ہوئی اس کے ساتھ چل پڑی۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک تہہ خانے میں آ گئے۔ تہہ خانہ عمارت کی بہ نسبت خاصا صاف ستھرا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس تہہ خانے کو خصوصی طور پر رہائش کے لئے استعمال کرنے کے لئے تیار کرایا گیا ہو۔ سامنے ایک میز تھی جس کے پیچھے ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کا سر گنجا تھا اور اس نے

آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگا رکھا تھا۔ میز پر ایک جدید لیپ ٹاپ کمپیوٹر تھا۔ ادھیڑ عمر آدمی کی نظریں کمپیوٹر سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور وہ اسے آپریٹ کرنے میں مصروف تھا۔

''میں ڈاکٹر لی سان کو لے آیا ہوں انکل''...... ڈاکٹر حسن نے کہا تو ادھیڑ عمر یوں چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگا جیسے اب تک اسے ان کے تہہ خانے میں داخل ہونے کا پتہ ہی نہ چلا ہو۔ سینڈرا پر نظریں پڑتے ہی ادھیڑ عمر آدمی کی آنکھیں چمک اٹھیں اور وہ فوراً کرسی چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''ویلکم ڈیئر۔ ویلکم۔ میں آصف رندھاوا ہوں۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا''...... ادھیڑ عمر آدمی نے ان کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں لی سان ہوں۔ ڈاکٹر لی سان''...... سینڈرا نے ڈاکٹر لی سان کی آواز میں کہا۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا نے اس سے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو سینڈرا نے بھی ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا اسے لے کر ایک طرف پڑی ہوئی کرسیوں کی طرف بڑھ گیا۔

''بیٹھیں ڈاکٹر لی سان''...... ڈاکٹر آصف رندھاوا نے نہایت خوش اخلاقی سے کہا تو سینڈرا تھینک یو کہہ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا جبکہ ڈاکٹر حسن اس میز پر جا بیٹھا تھا جہاں ڈاکٹر آصف رندھاوا کمپیوٹر آپریٹ کر رہا

تھا۔

''امید ہے آپ کو یہاں تک آنے میں تکلیف نہ ہوئی ہو گی''۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا نے مسکرا کر کہا۔

''تکلیف تو ہوئی ہے لیکن خیر آپ نے جو کچھ کیا ہے وہ سب حفاظتی اقدام کے لئے کیا تھا اس لئے مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہیں ہے''...... سینڈرا نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی آپ تک یا آپ کے ذریعے مجھ تک پہنچ سکے اسی لئے میں نے ڈاکٹر حسن سے کہا تھا کہ وہ آپ کو ہر خطرے اور ہر پریشانی سے بچا کر میرے پاس لائے۔ اس کے لئے آپ کو تھوڑی بہت جو زحمت گوارا کرنی پڑی ہے اس کے لئے میں معذرت چاہتا ہوں''...... ڈاکٹر آصف رندھاوا نے کہا۔

''کوئی بات نہیں''...... سینڈرا نے مسکرا کر کہا۔

''میری ابھی تھوڑی دیر پہلے شوگران میں موجود آپ کے والد ڈاکٹر لی شنگ سے بات ہوئی تھی۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ آپ پاکیشیا پہنچ چکی ہیں اور تھوڑی ہی دیر میں میرے پاس پہنچ جائیں گی۔ اگر آپ ان سے بات کرنا چاہیں تو میں آپ کی ان سے بات کرا سکتا ہوں''...... ڈاکٹر آصف رندھاوا نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈیڈی نے مجھے یہاں بااختیار بنا کر بھیجا ہے۔ کام ہو جانے کے بعد میں خود ہی ان سے

رابطہ کر لوں گی''...... سینڈرا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ اب بتائیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کروں۔ یہاں اور کچھ نہیں ہے۔ البتہ میں آپ کو کولڈ ڈرنک ضرور مہیا کر سکتا ہوں''...... ڈاکٹر آصف رندھاوا نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے کولڈ ڈرنک کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے خیال میں ہمیں ان سب باتوں کو چھوڑ کر کام کی باتیں کرنی چاہئیں کیونکہ میں یہاں صرف کچھ وقت کے لئے آئی ہوں۔ رات دس بجے میری واپسی کی فلائٹ ہے۔ یہاں آتے آتے کافی وقت لگ گیا ہے۔ واپس جاتے ہوئے بھی وقت لگے گا اس لئے میرے خیال میں ہمیں مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... سینڈرا نے سنجیدگی سے کہا۔

''بالکل ٹھیک کہا آپ نے۔ وقت ضائع کرنا بھی نہیں چاہئے۔ آپ مجھے وہ ڈرافٹ دے دیں جو ڈاکٹر لی شنگ نے میرے لئے بھیجا ہے''...... ڈاکٹر آصف رندھاوا نے کہا۔

''ڈرافٹ نہیں۔ گارنٹڈ چیک ہے''...... سینڈرا نے کہا۔

''ایک ہی بات ہے''...... ڈاکٹر آصف رندھاوا نے کہا تو سینڈرا نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا اور اس کے خفیہ خانے سے ایک سیلڈ لفافہ نکال کر ڈاکٹر آصف رندھاوا کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا نے بے چینی سے لفافہ لے کر کھولا اور اس میں سے ایک

گارنٹڈ چیک نکال لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

''ڈاکٹر حسن''...... ڈاکٹر آصف رندھاوا نے اپنے اسسٹنٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس ڈاکٹر آصف''...... ڈاکٹر حسن نے فوراً کرسی چھوڑ کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

''اسے چیک کرو''...... ڈاکٹر آصف نے چیک ڈاکٹر حسن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یس ڈاکٹر''...... ڈاکٹر حسن نے کہا اور پھر وہ چیک لے کر واپس کمپیوٹر کی طرف چلا گیا۔

''فارمولا کہاں ہے''...... سینڈرا نے ڈاکٹر آصف رندھاوا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ۔ ڈاکٹر حسن چیک کی چیکنگ کر لے۔ اوکے ہونے پر میں فارمولے کی فائل آپ کو دے دوں گا''...... ڈاکٹر آصف رندھاوا نے کہا تو سینڈرا خاموش ہو گئی۔

''چیک درست ہے ڈاکٹر آصف۔ انٹرنیشنل بنک نے اس چیک کے کیش ہونے کی ضمانت دے دی ہے''...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر حسن نے ڈاکٹر آصف رندھاوا سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈاکٹر آصف رندھاوا کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ وہ جس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس نے اس کرسی کے نیچے ہاتھ ڈالا اور پھر اس نے کرسی کے نیچے چپکی ہوئی ایک فائل اتاری اور دونوں ہاتھوں

پر رکھ کر سینڈرا کی طرف بڑھا دی۔

"یہ رہی آپ کی ٹاپ سیکرٹ آئی فارمولے کی فائل"۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا نے کہا تو سینڈرا نے اس سے فائل لے لی۔ فائل زیادہ ضخیم نہ تھی۔ اس نے فائل کھولی تو اس میں ہاتھ سے تحریر شدہ بیس پچیس کاغذات دکھائی دیئے جو کوڈ میں تھے البتہ پہلے صفحے پر ٹی ایس ای ضرور لکھا ہوا تھا جس کا مطلب ٹاپ سیکرٹ آئی تھا۔

"یہ فائل تو کوڈ میں ہے"...... سینڈرا نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے ڈاکٹر لی شنگ کو کوڈ کی بتا دی ہے۔ وہ اسے آسانی سے ڈی کوڈ کر لیں گے"...... ڈاکٹر آصف رندھاوا نے کہا۔

"مجھے بھی کی کوڈ بتا دیں کیونکہ ڈیڈی کافی بوڑھے ہو چکے ہیں۔ انہیں بھولنے کی بیماری ہے۔ وہ اکثر باتیں بھول جاتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ میرے پہنچنے تک وہ کوڈ کی ہی بھول جائیں"...... سینڈرا نے کہا تو ڈاکٹر آصف رندھاوا بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کو کوڈ کی کا پرنٹ دے دیتا ہوں۔ آپ اسے ساتھ لے جائیں پھر آپ کو بھی یہ فائل ڈی کوڈ کرنے میں مسئلہ نہیں ہو گا"...... ڈاکٹر آصف رندھاوا نے کہا تو سینڈرا نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"ڈاکٹر حسن۔ مس لی سان کو ماسٹر ڈی کوڈ کا ایک پرنٹ نکال کر دے دیں"...... ڈاکٹر آصف رندھاوا نے ڈاکٹر حسن سے

مخاطب ہو کر کہا۔

"اوکے ڈاکٹر آصف"...... ڈاکٹر حسن نے کہا اور وہ کمپیوٹر پر ماسٹر کوڈ کی کی فائل تلاش کرنے لگا۔ سینڈرا نے فائل اپنے ہینڈ بیگ میں رکھ لی۔ تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر حسن نے ڈی کوڈ کا ایک پرنٹ لا کر سینڈرا کو دے دیا۔ کوڈ کی دیکھ کر سینڈرا کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے اس نے کوڈ کی کا پرنٹ ہینڈ بیگ کے خفیہ خانے میں رکھ لیا۔

"میں اس بات کا کیسے یقین کر لوں ڈاکٹر آصف کہ آپ نے مجھے اوریجنل فائل دی ہے اور کوڈ کی بھی اصل ہے"...... سینڈرا نے غور سے ڈاکٹر آصف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں نے اس فارمولے کے عیوض ڈاکٹر لی شنگ سے پچاس کروڑ ڈالرز لئے ہیں۔ انہوں نے مجھ پر اعتماد کر کے ہی مجھے گارنٹڈ چیک جاری کیا ہے۔ اس لئے میں بھلا آپ کو غلط فائل اور غلط کوڈ کی کیسے دے سکتا ہوں"...... ڈاکٹر آصف نے کہا تو اس کے لہجے میں سچائی کا عنصر دیکھ کر سینڈرا کے چہرے پر اطمینان آ گیا اور وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"اوکے۔ ہماری ڈیل فائنل ہو گئی ہے۔ لہٰذا اب مجھے چلنا چاہئے۔ کیا آپ ڈاکٹر حسن سے کہیں گے کہ یہ مجھے میرے ہوٹل تک پہنچا دیں تاکہ میں وہاں سے اپنا سامان لے کر ایئر پورٹ روانہ ہو سکوں"...... سینڈرا نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ ضرور۔ ڈاکٹر حسن"...... ڈاکٹر آصف نے پہلے اس سے اور پھر ڈاکٹر حسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ڈاکٹر آصف۔ میں انہیں ان کے ہوٹل تک پہنچا آؤں گا"...... ڈاکٹر حسن نے کہا۔

"آئیں۔ میں آپ کو باہر تک چھوڑ آتا ہوں"...... ڈاکٹر آصف نے اٹھتے ہوئے کہا تو سینڈرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ڈاکٹر آصف اور ڈاکٹر حسن، سینڈرا کے ساتھ سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔ سینڈرا آگے تھی آگے جاتے ہوئے اس نے اپنے ہینڈ بیگ میں ہاتھ ڈال لیا تھا۔ آگے جاتے ہی وہ تیزی سے مڑی تو یہ دیکھ کر ڈاکٹر آصف اور ڈاکٹر حسن بری طرح سے اچھل پڑے کہ سینڈرا کے ہاتھ میں مشین پسٹل دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے ڈاکٹر لی سان"...... مشین پسٹل دیکھ کر ڈاکٹر آصف رندھاوا نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم دونوں اس ملک کے غدار ہو اور غدار کوئی بھی ہو کسی بھی ملک کا ہو میری نظروں میں اس کی سزا صرف اور صرف موت ہوتی ہے۔ اس لئے گڈ بائی"...... سینڈرا نے سرد لہجے میں کہا اس سے پہلے کہ ڈاکٹر آصف رندھاوا اور ڈاکٹر حسن کچھ کہتے سینڈرا نے یکلخت مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ تہہ خانہ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ ڈاکٹر آصف اور ڈاکٹر حسن لٹو کی طرح گھومتے ہوئے گرے اور ساکت ہوتے چلے گئے۔

"مرنے والوں کو دولت کی ضرورت نہیں ہوا کرتی اس لئے پچاس کروڑ ڈالرز کا چیک بھی اب میرا ہے"...... سینڈرا نے سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے اس میز کی طرف بڑھی جہاں ڈاکٹر آصف کا کمپیوٹر رکھا ہوا تھا۔ چیک کرنے کے بعد ڈاکٹر حسن نے گارنٹڈ چیک بھی وہاں رکھ دیا تھا۔ سینڈرا نے چیک اٹھا کر اپنے ہینڈ بیگ میں رکھا اور پھر اس نے مشین پسٹل بھی ہینڈ بیگ میں ڈال لیا پھر وہ ڈاکٹر حسن کی طرف بڑھی اور اس نے ڈاکٹر حسن کی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ ریموٹ کنٹرول آلہ نکالا جس سے ڈاکٹر حسن نے دیوار پر شعاع مار کر تہہ خانے کا خفیہ راستہ اوپن کیا تھا۔

اس نے ریموٹ کنٹرول ہینڈ بیگ میں ڈالا اور پھر اس نے ہینڈ بیگ سے گیند نما دو بم نکالے جو وہ وارڈ روب سے نکال کر اپنے ساتھ لے آئی تھی۔ اس نے بموں پر لگے ہوئے بٹن پریس کئے اور انہیں دائیں بائیں پھینک کر مڑی اور سیڑھیاں چڑھتی ہوئی تیزی سے تہہ خانے سے نکل کر باہر آ گئی۔ سیڑھیاں چڑھتے ہی اس نے ہینڈ بیگ سے ریموٹ کنٹرول آلہ نکالا اور اس کا رخ تہہ خانے کے کھلے ہوئے راستے کی طرف کرتے ہوئے ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی آلے سے نارنجی رنگ کی شعاع نکل کر دیوار پر پڑی اور ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی خلاء بند ہوتا چلا گیا۔

"گڈ بائی ڈاکٹر آصف۔ گڈ بائی ڈاکٹر حسن۔ اب سے ٹھیک

دس منٹ بعد تہہ خانے میں میرے پھینکے ہوئے بال بلاسٹر بلاسٹ
ہو جائیں گے اور تم دونوں کی لاشوں کے ساتھ تہہ خانے میں موجود
ہر چیز جل کر راکھ بن جائے گی“...... سینڈرا نے مسرت بھرے لہجے
میں کہا اور تیزی سے مڑ کر عمارت سے باہر نکل کر اس طرف دوڑتی
چلی گئی جس طرف ڈاکٹر حسن کی کار کھڑی تھی۔ ابھی وہ کار کے
نزدیک پہنچی ہی تھی کہ اچانک ایک درخت کے پیچھے سے مشین
پسٹل کی تڑتڑاہٹ سنائی دی اور سینڈرا کو اپنے جسم میں متعدد گرم
سلاخیں گھستی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اس کے حلق سے زوردار چیخ نکلی
اور وہ کار کے قریب ہی گر پڑی۔ اس کے دماغ میں یکلخت اندھیرا
چھا گیا تھا۔ موت کا مہیب اندھیرا جو کبھی ختم نہ ہو سکتا تھا۔

عمران نے کار کا رخ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی عمارت کے مین
گیٹ کی طرف موڑا اور مین گیٹ سے گزار کر وہ اسے پارکنگ کی
طرف لے گیا۔ کار سے نیچے اتر کر اس نے پارکنگ بوائے سے
ٹوکن لیا اور پھر وہ اطمینان سے چلتا ہوا سوپر فیاض کے آفس کی
طرف بڑھتا چلا گیا۔ ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی
کیس نہ تھا اس لئے وہ سب فراغت کے دن گزار رہے تھے۔
عمران کا زیادہ وقت حسب معمول فلیٹ پر ہی گزرتا تھا۔

ان دنوں چونکہ سلیمان اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے
عمران فلیٹ میں اکیلا رہ رہ کر اکتا سا گیا تھا۔ کتابیں، میگزین اور
رسائل پڑھنے کے ساتھ ساتھ جب اسے اپنے لئے خود ہی کچن میں
جا کر چائے بنانی پڑتی تھی تو وہ بے حد کوفت محسوس کرتا تھا اس لئے
اس نے آج فلیٹ میں رہنے کی بجائے سوپر فیاض سے مل کر دن
گزارنے کا سوچا تھا اور وہ تیار ہو کر سوپر فیاض کے آفس پہنچ گیا

تھا۔

سوپر فیاض کے آفس کے باہراس کا چپڑاسی بابا عبدالکریم بڑے ڈھیلے ڈھالے انداز میں بیٹھا ہوا تھا اور اسے اس انداز میں بیٹھا دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ سوپر فیاض اپنے آفس میں موجود نہیں ہے ورنہ بابا عبدالکریم اس طرح سٹول پر نہ بیٹھا ہوتا بلکہ وہ دروازے کے سامنے مستعد کھڑا ہوتا تاکہ سوپر فیاض کی ایک آواز پر الہ دین کے چراغ کے جن کی طرح اس کے سامنے حاضر ہو سکے کیونکہ سوپر فیاض اپنے ماتحتوں کی تندہی اور تیزی دیکھنا اپنی شان سمجھتا تھا۔

''السلام علیکم و رحمتہ اللہ برکاۃُ بابا عبدالکریم صاحب''...... عمران نے مکمل سلام کرتے ہوئے بابا عبدالکریم کی طرف باقاعدہ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا کر کہا۔ اس کی آواز سن کر بابا عبدالکریم بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر عمران پرنظر پڑتے ہی اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔

''وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاۃُ۔ چھوٹے صاحب آپ''۔ بوڑھے عبدالکریم نے بڑے عقیدت بھرے انداز میں دونوں ہاتھوں سے عمران کا مصافحہ کے لئے بڑھا ہوا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ عمران کے اس طرف مکمل سلام اور اسے مصافحہ کے لئے اس طرح عزت دینے پراس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

''جی ہاں میں۔ کیسے ہیں آپ''...... عمران نے عزت اور تکریم بھرے لہجے میں کہا۔

''اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے چھوٹے صاحب۔ اللہ تعالیٰ میری اس عزت افزائی پر آپ کو خوشیاں عنایت کرے''...... بابا عبدالکریم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سنا ہے پچھلے دنوں آپ کافی علیل رہے ہیں۔ اب کیسی صحت ہے آپ کی''...... عمران نے ان سے ہاتھ چھڑا کر محبت سے ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

''اللہ کا بہت احسان ہے بیٹا۔ اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔ یہ سب بڑے صاحب کی مہربانی سے ہوا ہے جنہوں نے ذاتی خرچ سے بڑے ہسپتال سے میرا علاج کرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ بڑے صاحب واقعی بڑے دل کے مالک ہیں۔ ہم جیسے ملازموں کے لئے بھی ان کے دل میں بے حد ہمدردی ہے۔ اللہ پاک انہیں سلامت رکھے''...... بابا عبدالکریم نے کہا۔

بابا عبدالکریم پچھلے دنوں دل کے عارضے میں مبتلا ہو گئے تھے۔ انہیں دوران ڈیوٹی ہی دل کا دورہ پڑا تھا۔ اس وقت اتفاق سے سر عبدالرحمٰن اپنے آفس سے باہر آ رہے تھے۔ انہوں نے جو بابا عبدالکریم کو اس طرح گرتے دیکھا تو وہ تیزی سے ان کی طرف لپکے اور پھر جب انہوں نے بابا عبدالکریم کی حالت خراب ہوتے دیکھی تو وہ انہیں خود سوپر فیاض کے ساتھ سہارا دے کر اپنی کار تک لے گئے تھے اور پھر اپنی کار میں ڈال کر وہ انہیں پرائیویٹ ہسپتال میں لے آئے اور انہیں سپیشل وارڈ میں ایڈمٹ کرایا۔ ان کے دل

میں سٹنٹ لگنے تھے جو سر عبدالرحمٰن نے اپنے ذاتی خرچے پر لگوائے
تھے۔ عمران کو جب بابا عبدالکریم کے بارے میں علم ہوا تو وہ بھی
ایک دو بار ان کی عیادت کے لئے ہسپتال آیا تھا۔ اس لئے بابا
عبدالکریم ضرورت سے بڑھ کر سر عبدالرحمٰن اور عمران کے عقیدت
مند ہو گئے تھے۔

''کہاں ہیں آپ کے بڑے صاحب''...... عمران نے کہا۔

''بڑے صاحب تو اپنے آفس میں ہیں''...... بابا عبدالکریم نے
کہا۔

''ارے میں ڈیڈی کی نہیں۔ آپ کے صاحب کا پوچھ رہا
ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ وہ تو واقعی سب سے بڑے صاحب ہیں''...... عبدالکریم
نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''کہاں ہے اس وقت''...... عمران نے پوچھا۔

''بڑے صاحب کے آفس میں گئے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر میں آ
جاتے ہیں''...... بابا عبدالکریم نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر
ہلا دیا۔

''آپ اندر چل کر بیٹھیں میں آپ کے لئے مشروب لاتا
ہوں''...... بابا عبدالکریم نے کہا۔

''نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ڈیڈی اس سے کوئی میٹنگ کر رہے ہوں
اس لئے اس کے آنے میں دیر ہو سکتی ہے۔ چلیں رہنے دیں۔ سُپر

صاحب آئیں تو میری طرف سے ان کی ذات اقدس میں سلام
پیش کر دیجئے گا''...... عمران نے کہا۔

''ارے۔ کیا آپ واپس جا رہے ہیں۔ بڑے صاحب سے
نہیں ملیں گے''...... بابا عبدالکریم نے کہا۔

''نہیں۔ میں ابھی ناشتہ کر کے آیا ہوں اور صبح صبح ڈیڈی کی
جھاڑ کھا کر مجھے اپنا ناشتہ ہضم کرانے کا کوئی شوق نہیں ہے''۔
عمران نے کہا تو بابا عبدالکریم بے اختیار ہنس پڑے۔

''اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور وہ مڑنے ہی لگا تھا اسی لمحے
سر عبدالرحمٰن کے آفس کا دروازہ کھلا اور سوپر فیاض باہر آ گیا۔

''صاحب باہر آ گئے ہیں''...... عبدالکریم نے کہا۔ سوپر فیاض
نے عمران کو دیکھا تو اس نے دور سے ہی برے برے منہ بنانے
شروع کر دیئے اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ اس
کے ہاتھوں میں ایک فائل تھی۔ عمران مسکراتا ہوا سوپر فیاض کے
آفس میں داخل ہوا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں میز کی
دوسری طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے
سوپر فیاض اندر آ گیا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور اس کے
چہرے کے عضلات یوں پھڑپھڑا رہے تھے جیسے چہرے کے
عضلات پر زلزلہ آ رہا ہو۔

''تمہاری کمی تھی جو تم بھی میری جان کھانے کے لئے آ گئے
ہو۔ لگتا ہے تم دونوں باپ بیٹا میری جان کے دشمن ہو جو مجھے کسی

روز مار کر ہی دم لو گے“...... سوپر فیاض نے فائل میز پر پٹختے ہوئے نہایت غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے۔ نہ سلام نہ دعا۔ آتے ہی لٹھ مار دی سر پر“۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ کیا خاک سلام دعا کروں تم سے۔ مجھے تو جیسے سب نے احمق سمجھ رکھا ہے۔ تمہارے ڈیڈی کو میرے سوا کوئی نظر ہی نہیں آتا۔ جب دیکھو مجھے ہی جھاڑ پلاتے رہتے ہیں جیسے مجھ سے بڑا احمق اور نانسنس کوئی نہ ہو“...... سوپر فیاض نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر اس طرح جھٹکے سے بیٹھا کہ بے چاری کرسی بری طرح سے چرچرا اٹھی۔

”میں نے روح افزاء اور دوسرے کئی مشروبات کے نام تو سنے ہیں لیکن یہ جھاڑ۔ یہ کون سا مشروب ہے جو تمہیں ڈیڈی نے پلایا ہے۔ ویسے یقین مانو یہ جھاڑ مشروب جو بھی ہے بڑا ہی مقوی اور زود ہضم معلوم ہو رہا ہے جسے پیتے ہی تمہارا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا ہے۔ میں آج ہی سلمیٰ بھابھی کو فون کر کے کہوں گا کہ جھاڑ مشروب کا پورا ٹرک ہی منگوا لیں تاکہ صبح شام تمہیں جھاڑ مشروب پلاتی رہیں اور تمہاری صحت یونہی بنی رہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض اسے گھور کر رہ گیا۔

”کچھ اور کہنا ہے تو وہ بھی کہہ لو۔ میری تو قسمت ہی خراب ہے جو میں اس محکمے میں آ گیا ہوں“...... سوپر فیاض نے دونوں

ہاتھوں سے اپنا سر تھامتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے سائے ثبت تھے۔ اس کی بگڑی ہوئی حالت دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے سر عبدالرحمٰن نے اسے واقعی زبردست جھاڑ پلائی ہو اور اب وہ خودکشی ہی کر لے گا۔

”ارے ارے۔ کیا ہوا۔ تم اس قدر غمزدہ، خوفزدہ اور غصے میں کیوں ہو۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔ ایسا کیا کہہ دیا ہے تم سے ڈیڈی نے جو تم مر جانے کی حد تک سنجیدہ دکھائی دے رہے ہو۔ یقین کرو تمہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے تم ابھی خودکشی کر لو گے“۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اب واقعی یہی نوبت آ گئی ہے کہ میں خودکشی ہی کر لوں۔ کم از کم میری تم باپ بیٹے سے تو جان چھوٹ جائے گی“۔ سوپر فیاض نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”خودکشی کرنا جانتے ہو یا میں کوئی آسان سا طریقہ بتاؤں“۔ عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔ سوپر فیاض اسے گھور کر رہ گیا۔

”ہاں۔ تم تو یہی چاہتے ہو کہ میں واقعی خودکشی کر لوں۔ اس کے علاوہ تم میرے بارے میں اور سوچ بھی کیا سکتے ہو“...... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

”ارے۔ نہیں نہیں۔ میں تمہارا سچا دوست ہوں۔ تمہارا غمگسار، غمخوار، جانثار، شیرخوار، ارے ہپ، مم مم۔ میرا مطلب ہے جو بھی

ہے میں تمہارا وفادار دوست ہوں“...... عمران جب بولنے پر آیا تو نان سٹاپ بولتا ہی چلا گیا۔

”بس بس۔ ٹھیک ہے“...... سوپر فیاض نے بے چارگی کے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

”جیسے تمہاری مرضی۔ ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ ایسے کون کون سے الفاظ ہیں جن کے آخر میں دار آتا ہے۔ ڈر صرف تختہ دار سے آتا ہے۔ میں تمہارے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں لیکن تختہ دار پر نہیں چڑھ سکتا۔ ویسے بات کیا ہے جو ڈیڈی نے تمہیں جھاڑ مشروب کی اتنی بوتلیں پلا دی ہیں کہ تم سرخ سرخ ہوئے بیٹھے ہو“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ نانسنس ایک کارمن نژاد لڑکی کے قتل کا مسئلہ ہے۔ نجانے ایسی نانسنس لڑکیاں منہ اٹھائے کیوں پاکیشیا چلی آتی ہیں اور قتل ہونے کے بعد ہمارے لئے سر درد بن جاتی ہیں“...... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

”کارمن نژاد لڑکی“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ اس کا نام گریٹا ہے۔ اسے قتل کر دیا گیا ہے اور تمہارے ڈیڈی کا فرمان ہے کہ میں جلد سے جلد اس کے قاتل کو تلاش کروں۔ اب تم ہی بتاؤ میں کہاں سے جا کر اس کے قاتل کو پکڑوں۔ قاتل میری راہ تو نہ تک رہا ہو گا کہ آؤ اور مجھے پکڑ کر لے جاؤ۔ اس کے لئے مجھے تفتیش کرنی پڑے گی لیکن تمہارے

ڈیڈی سمجھتے ہیں کہ میرے پاس جادو کا چراغ ہے جسے رگڑوں گا تو میرے سامنے جن حاضر ہو جائے گا اور وہ قاتل پکڑ کر میرے سامنے لے آئے گا“...... سوپر فیاض جب بولنے پر آیا تو بولتا ہی چلا گیا۔

”لیکن میں نے تو کارمن نژاد لڑکی کے قتل کی خبر کسی اخبار میں نہیں پڑھی اور نہ ہی الیکٹرانک میڈیا میں ایسی کوئی خبر آئی ہے“۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ حکومت نے جب خبر رکوا دی ہو گی تو اس خبر نے خاک آنا تھا خبروں میں۔ ہر عذاب تو مجھے ہی بھگتنا پڑتا ہے جیسے میں نے اس لڑکی سے کہا تھا کہ وہ بغیر سیکورٹی کے سوراج جیسے ویران علاقے میں منہ اٹھا کر اکیلی چلی جائے“...... سوپر فیاض نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوراج۔ یہ کون سا علاقہ ہے اور کہاں ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے یہ نام وہ پہلی بار سن رہا ہو۔

”پاکیشیا اور کافرستان کا ایک ویران سرحدی علاقہ ہے“۔ سوپر فیاض نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کب ہوا ہے اس لڑکی کا قتل“...... عمران نے پوچھا۔

”کل رات کو“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”کہاں ہے اس کی لاش“...... عمران نے پوچھا۔

”ظاہر ہے سرد خانے کے علاوہ اور کہاں ہو سکتی ہے۔ کیا تم

چاہتے ہو کہ میں اب سرد خانے جا کر اس لڑکی کی لاش سے ملوں اور اس سے پوچھوں کہ اس کا قاتل کون ہے“......سوپر فیاض نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ لاشیں بھلا بولتی ہیں جو اس بے چاری کی لاش اپنے قاتل کا پتہ بتائے گی۔ تم فکر نہ کرو۔ تمہارے لئے میں اس لڑکی کے قاتل کو تلاش کروں گا۔ اس کے قاتل کو تلاش کرنے کے لئے میں زمین کی تہیں کھنگالوں گا، صحرائے اعظم کو چھان ماروں گا اور اگر ضرورت پڑی تو سمندروں کی گہرائیوں میں پہنچ جاؤں گا لیکن ہر صورت اس قاتل کو ڈھونڈ کر تمہارے سامنے لے آؤں گا تاکہ تم اسے کان سے پکڑ کر اکڑ کر ڈیڈی کے سامنے پیش کر سکو“......عمران نے مسکرا کر کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

”تم۔ تم میری مدد کرو گے۔ کیا واقعی“......سوپر فیاض نے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت چمک آ گئی تھی۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ تم میرے سچے اور مخلص دوست ہو۔ مشکل وقت میں جب تم میرے کام آتے ہو تو بھلا میں تمہارا کوئی کام کیوں نہیں کر سکتا“......عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے۔

”ہونہہ۔ تم نے پھر سے اپنی مشکل کی بھیرویں الاپنی شروع کر دی ہے۔ جاؤ۔ مجھے نہیں چاہئے تمہاری مدد۔ جو کرنا ہو گا میں خود کر لوں گا“......سوپر فیاض نے غرا کر کہا۔

”تم سوائے خودکشی کے اور کچھ نہیں کر سکتے پیارے“......عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں ہاں۔ کر لوں گا میں خودکشی“......سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے۔ اگر تم نے خودکشی کر لی تو میرا پرسان حال کون ہو گا۔ ایک تم ہی تو ہو جو میرا اتنا خیال رکھتے ہو اور میرے کہنے پر اپنا سارا پرس خالی کر دیتے ہو اور ضرورت پڑنے پر بلینک چیک تک کاٹ کر میرے سپرد کر دیتے ہو“......عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

”اب تم خواہ مخواہ میرا سر کھا رہے ہو“......سوپر فیاض نے اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تمہارے سر میں ہے کیا جو میں کھاؤں گا“......عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میرا سر خالی ہے۔ میرے سر میں کچھ نہیں ہے۔ بولو“......سوپر فیاض الٹا اس پر ہی چڑھ دوڑا۔

”ارے ارے۔ میں نے ایسا کب کہا ہے۔ جو تمہارے منہ میں آتا ہے بولے چلے جا رہے ہو۔ اچھا بتاؤ کیا مسئلہ ہے“......عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں لیکن اس کے

بدلے میں تمہیں میں ایک کوڑی بھی نہیں دوں گا یہ اچھی طرح سمجھ لینا تم''......سوپر فیاض نے کہا۔

''تم مجھے اتنا ہی گرا ہوا سمجھتے ہو کہ میں تمہارا کوئی کام کروں گا اور اس کے بدلے میں تم سے رقم اینٹھوں گا''...... عمران نے ناگواری سے کہا۔

''اوہ۔نہیں۔ میرا کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں تو......'' سوپر فیاض نے عمران کا موڈ بدلتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں خوب سمجھتا ہوں تمہیں۔ تم جو کہنا چاہتے ہو یہ اچھی بات نہیں ہے۔ میں ایسا دوست نہیں ہوں جو دوست کا ایک کام کروں اور اس سے معاوضہ وصول کرنا شروع کر دوں۔ جاؤ۔ اب میں نہیں کروں گا تمہارا کام۔ خود ہی تلاش کرو اس لڑکی کے قاتل کو۔ اگر وہ مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ میری طرف سے اجازت ہے ایک بار نہیں دس بار خودکشی کرتے پھرنا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو سوپر فیاض دانت نکالنے لگا۔

''عمران پلیز۔ میں پہلے ہی الجھا ہوا ہوں اور انتہائی پریشان ہوں۔ اب تم ایسی باتیں کر کے میرا اور دل نہ جلاؤ''...... سوپر فیاض نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اور تم جو میرا دل اور گردے جلا رہے ہو وہ کچھ نہیں''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا سوری۔ میں دوبارہ ایسی بات نہیں کروں گا''...... سوپر

فیاض نے فوراً کہا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ میں تمہاری سوری قبول کرتا ہوں۔ اب بتاؤ کہ کیا واقعی تم کارمن نژاد لڑکی کے قاتل کو پکڑنا چاہتے ہو''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ اس میں بھلا پوچھنے کی کیا بات ہے۔ جب تک وہ قاتل ہاتھ نہیں آ جاتا اس وقت تک تمہارے ڈیڈی بھلا میری جان کہاں چھوڑنے والے ہیں''......سوپر فیاض نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر تمہیں میری ہر بات ماننی پڑے گی۔ میں جو کہوں گا تمہیں ہر حال میں پورا کرنا ہوگا''......عمران نے کہا۔

''اس قاتل کو پکڑنے کے لئے میں تمہاری ہر بات مانوں گا لیکن پلیز کسی طرح تم مجھے اس قاتل تک پہنچا دو اور بس''......سوپر فیاض نے ایک بار پھر منت کرتے ہوئے کہا۔

''پہلے وعدہ کرو کہ میں جو بھی کہوں گا اس پر حرف بہ حرف عمل کرو گے''...... عمران نے کہا۔

''وعدہ۔ پکا وعدہ''...... سوپر فیاض نے بغیر سوچے سمجھے کہا اور عمران کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ عمران نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''وعدے سے منحرف ہونے والا انسان مسلمان نہیں ہوتا اور میں جانتا ہوں کہ سوپر فیاض جیسا بھی ہے ایک بار جو وعدہ کر لے اسے ضرور پورا کرتا ہے''...... عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں اپنا وعدہ کبھی نہیں توڑتا"...... سوپر فیاض نے دانت نکال کر کہا۔

"تو پھر فوراً چیک بک نکالو اور میرے نام دس کروڑ کا ایک چیک بنا کر اس پر دستخط کر دو"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا نہ صرف رنگ زرد ہو گیا بلکہ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے کے عضلات ایک بار پھر پھڑکنا شروع ہو گئے تھے اور غصے سے اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے۔

"دس کروڑ کا چیک۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ کس بات کے دس کروڑ روپے دوں میں تمہیں۔ ایک غیر ملکی لڑکی کے قاتل کا سراغ لگانے کے لئے دس کروڑ کہاں سے لاؤں میں۔ اٹھو یہاں سے اور فوراً نکل جاؤ میرے آفس سے۔ میں تمہاری منحوس صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ گٹ آؤٹ۔ چلے جاؤ یہاں سے ورنہ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا نانسنس"...... سوپر فیاض نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔ میں ڈیڈی کے پاس چلا جاتا ہوں اور ان سے ڈیل کر لیتا ہوں کہ میں اگر انہیں کارمن نژاد لڑکی کا قاتل پکڑ کر لا دوں تو وہ مجھے انعام میں بیس کروڑ روپے دیں گے۔ انعام کی رقم دینے کے لئے انہیں اپنی جیب یا پھر سرکاری خزانے پر بوجھ نہیں ڈالنا پڑے گا۔ میں انہیں الشال بنک کا نام اس کے ایک اکاؤنٹ کا نمبر اور اکاؤنٹ ہولڈر کا نام بتاؤں گا بس۔ ڈیڈی خود

ہی اس بنک اکاؤنٹ سے ساری رقم نکلوا کر مجھے دے دیں گے۔ اس شخص کو شاید تم بھی جانتے ہو گے۔ وہ ایک سرکاری ملازم ہے اور اس کا نام فیاض احمد ہے۔ اور اس کا بنک اکاؤنٹ نمبر بھی مجھے معلوم ہے"۔ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ایک بنک اکاؤنٹ کا نمبر بتانے لگا۔ جسے سن کر سوپر فیاض کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ کرسی پر یوں بیٹھتا چلا گیا جیسے غبارے سے ساری ہوا نکل گئی ہو۔ اس کا رنگ لٹھے کی طرح سفید پڑ گیا تھا اور وہ عمران کی طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے عمران کی بجائے کسی دوسری دنیا کی مخلوق اس کے سامنے بیٹھی ہو۔

"اس اکاؤنٹ میں پچاس کروڑ چھبیس لاکھ ستر ہزار روپے موجود ہیں جو بے چارے وہاں پڑے پڑے گل سڑ رہے ہیں۔ میں ڈیڈی سے کہہ کر ساری رقم نکلوا لوں گا دس کروڑ خود رکھ لوں گا باقی کی غریب عوام میں بانٹ دوں گا۔ اگر تمہیں ضرورت ہو تو مجھ سے فلیٹ میں آ کر دس بیس ہزار لے جانا"...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو سوپر فیاض نے بے اختیار اپنا سر تھام لیا۔

"تت تت۔ تمہیں اس اکاؤنٹ کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ہے"...... سوپر فیاض نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسی بنک میں میرا بھی اکاؤنٹ ہے۔ میں اپنے اکاؤنٹ سے چند ہزار نکلوانے کے لئے گیا تھا تو پتہ چلا کہ میرا اکاؤنٹ بالکل خالی ہے۔ میں بنک منیجر قاسم ہاشمی سے ملنے اس کے آفس میں چلا

گیا کہ اس کے بنک میں کسی بڑے آدمی کے اکاؤنٹ میں اضافی
رقم ہو تو وہ کچھ کر کرا کر اس میں سے چند ہزار میرے اکاؤنٹ میں
ٹرانسفر کرا دے تاکہ میں گزر بسر کر سکوں۔ تب اس نے مجھے فیاض
احمد کے اکاؤنٹ کے بارے میں بتا دیا''...... عمران نے جواب دیا
تو سوپر فیاض کا چہرہ ایک بار پھر سرخ ہونا شروع ہو گیا۔

''میں اس بنک منیجر کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں اس کے
ٹکڑے اُڑا دوں گا۔ اس نے میرے پرسنل اور سیکرٹ اکاؤنٹ کے
بارے میں تمہیں کیسے بتا دیا۔ کیوں بتا دیا۔ میں اسے نہیں چھوڑوں
گا کسی بھی صورت میں زندہ نہیں چھوڑوں گا''...... سوپر فیاض نے
غصے سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ارے ارے کیوں اس بے چارے بنک منیجر پر ناراض ہو
رہے ہو۔ وہ تو میں نے تمہیں ایک روز اس بنک سے نکلتے دیکھ لیا
تھا۔ تمہارے ساتھ بنک میجر بھی تھا جو تمہارے سامنے بچھا جا رہا تھا
اور اسے تمہارے سامنے بچھتا دیکھ کر میں سمجھ گیا تھا کہ کیا معاملہ ہو
سکتا ہے تو میں نے اپنا گٹ اپ بدلا اور ڈیڈی کا نمائندہ خصوصی
بن کر اس کے پاس پہنچ گیا اور پھر جب میں نے اس کی گردن
پکڑی تو اس نے تمہارا سارا کچا چٹھا میرے سامنے رکھ دیا''......
عمران نے کہا تو سوپر نیاض کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا۔

''آخر تم ہو کیا بلا''...... سوپر فیاض نے رو دینے والے لہجے میں
کہا۔

''ایسی بلا جو اگر کسی سے چمٹ جائے تو اس کا سارا خون چوس
کر ہی اس کی جان چھوڑتی ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''تم سچ کہہ رہے ہو۔ تم واقعی خون چوسنے والی ہی بلا ہو''۔ سوپر
فیاض نے اسی انداز میں کہا۔

''اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ اپنے خون کے چند قطرے مجھے
پلا کر مجھے راضی کرتے ہو یا پھر ڈیڈی تمہاری گردن کاٹ کر تمہارا
سارا خون ہی نچوڑ لیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم مجھے بلیک میل کر رہے ہو''...... سوپر فیاض
نے غرا کر کہا۔

''اب تم اسے بلیک میل سمجھو۔ وائٹ میل، ای میل یا کوئی بھی
میل''...... عمران نے کہا۔

''کیا چاہتے ہو''...... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں۔ میں تو بس اتنا کہوں گا کہ دوست کی دولت پر
ایک اچھے اور مخلص دوست کا کچھ نہ کچھ تو حق ہوتا ہے۔ اب پچاس
کروڑ کی رقم ہے تو اس میں سے دس کروڑ میرے اکاؤنٹ میں
ٹرانسفر ہو جائیں تو کیا برائی ہے۔ ویسے بھی سمندر سے چند قطرے
نکال لئے جائیں تو بھرے سمندر کو کیا فرق پڑے گا''۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ میرا اکاؤنٹ ہے نانسنس۔ اس میں کوئی غلط رقم جمع نہیں
کرائی ہے میں نے۔ میرے پاس کئی ایکڑ آبائی زمین تھی۔ میں

نے وہ ساری بیچ دی ہے اور وہی رقم اس اکاؤنٹ میں جمع کرائی ہے“...... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں نے کب کہا ہے کہ یہ رقم کن کلبوں کے منیجروں اور کن ہوٹلوں کے مالکوں اور کن کرمنلز نے تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرائی ہے۔ دو چار کو تو میں جانتا ہوں۔ بس مجھے ان کے نام ڈیڈی کے سامنے لینے کی دیر ہے پھر سب کچھ کھل کر سامنے آ جائے گا“۔ عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا رنگ یکلخت زرد پڑ گیا۔

”اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ۔ آخر ان سب باتوں کا تمہیں کیسے پتہ چل جاتا ہے“...... سوپر فیاض نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

”سمجھ لو کہ میرے پاس اللہ دین کا چراغ ہے جسے میں جب رگڑتا ہوں تو اس چراغ کا جن مجھے سب کچھ بتا دیتا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”تو کیا تم نے یہ جن مجھ پر اور میری دولت پر نظر رکھنے کے لئے رکھا ہوا ہے“...... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی سمجھ لو“...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کی حالت ایسی ہوگئی جیسے وہ ابھی بے ہوش ہو کر گر ہی جائے گا۔

”تم میری جان نہیں چھوڑ سکتے۔ کیوں میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے رہتے ہو۔ کیا تمہیں اور کوئی کام نہیں ہے“...... سوپر فیاض نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بہت سے کام ہیں کرنے والے لیکن انہیں پورا کرنے کے لئے رقم نہیں ہے میرے پاس۔ اگر تم میری مدد کر دیا کرو تو میں اس جن کو ہمیشہ کے لئے چراغ میں بند کر دوں گا تاکہ وہ تم پر اور تمہارے اکاؤنٹس پر نظر رکھنا چھوڑ دے۔ اگر انکار کرو گے تو میں اس جن کو مع ثبوتوں کے ڈیڈی کے پاس بھیج دوں گا۔ ایک بار جن ڈیڈی کے پاس چلا گیا تو پھر وہ میری بھی نہیں سنے گا اور تمہارے ان اکاؤنٹس کے بارے میں بھی ڈیڈی کو بتا دے گا جو تم نے مختلف ناموں سے مختلف بنکوں میں کھول رکھے ہیں۔ کہو تو ان کی تفصیل بتا دوں تمہیں“...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں دس لاکھ کا چیک بنا کر دے دیتا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم اس سے کم پر راضی ہونے والے انسان نہیں ہو۔ انتہائی ڈھیٹ ہو“...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے چیک بک نکال لی۔

”دس کروڑ کا چیک بنانا ورنہ۔ اللہ دین کے چراغ کا جن ڈیڈی کے پاس جانے سے نہیں رکے گا“...... عمران نے کہا۔

”دس کروڑ نہیں۔ میں تمہیں دس لاکھ سے ایک روپیہ بھی زیادہ نہیں دوں گا سمجھ گئے تم۔ دس لاکھ چھوٹی رقم نہیں ہے۔ اگر نہیں لینی تو تمہاری مرضی۔ تم بے شک اپنے ڈیڈی کے پاس جا کر میری شکایت کر دو اور میرے تمام اکاؤنٹس کے بارے میں انہیں بتا دو۔

مجھ سے اور کچھ ہو نہ ہو لیکن میں خود کو گولی ضرور مار لوں گا۔ اس طرح ساری رقمیں بنکوں میں ہی پڑی رہ جائیں گی لیکن ان میں سے تمہیں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملے گی‘‘...... سوپر فیاض نے ایک بار پھر غصے میں آتے ہوئے کہا۔

’’مجھے منظور ہے‘‘...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتا دیکھ کر سوپر فیاض بوکھلا گیا۔

’’ارے ارے۔ کہاں جا رہے ہو‘‘...... سوپر فیاض نے بوکھلا کر کہا۔

’’تم نے خود ہی مجھے ڈیڈی کے پاس جانے کی اجازت دی ہے‘‘...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

’’بیٹھو‘‘...... سوپر فیاض نے کہا۔

’’دس کروڑ کا چیک بناتے ہو تو بیٹھ جاتا ہوں ورنہ......‘‘ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

’’نہیں۔ میں تمہیں اتنی بڑی رقم نہیں دے سکتا‘‘...... سوپر فیاض نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

’’تو پھر ٹاٹا۔ بھابھی کو فون کر کے اپنے کفن دفن اور روح کے ایصالِ ثواب کرانے کا انتظام کرا لو۔ پھر نہ کہنا کہ دوست ہونے کے ناطے میں نے تمہیں کوئی نیک مشورہ نہ دیا تھا‘‘...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض غرا کر رہ گیا۔

’’ایک کروڑ لے لو اور میری جان چھوڑ دو پلیز‘‘...... سوپر فیاض نے اس کی منت کرنے والے انداز میں کہا۔

’’آخری بار دس کروڑ مانگ رہا ہوں۔ اب اگر تم نے بارگیننگ کرنے کی کوشش کی تو یہ رقم دگنی ہو جائے گی‘‘...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض تھکے تھکے انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

’’اچھا بیٹھو۔ دیتا ہوں تمہیں دس کروڑ کا چیک‘‘...... سوپر فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

’’ویل ڈن۔ یہ ہوئی نا حاتم طائی والی بات۔ واہ۔ دوست ہو تو ایسا جو دوست کے لئے ہر قربانی دینے کو تیار رہتا ہے‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

’’میرا بس نہیں چلتا ورنہ میں تمہیں سچ مچ شوٹ کر دوں‘‘۔ سوپر فیاض نے غرا کر کہا۔

’’خیالی پلاؤ پکانے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ خیالوں ہی خیالوں میں اپنے ریوالور کی ساری گولیاں میرے سینے میں اتار دیا کرو اور کچھ نہیں تو تمہارے دل کا بوجھ ہی ہلکا ہو جایا کرے گا‘‘...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض اسے گھور کر رہ گیا۔

’’اب گھورنے کا کام بعد میں کر لینا۔ پہلے چیک لکھو۔ لیکن رکو۔ ایک نہیں دو چیک لکھو‘‘...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا چہرہ ایک بار پھر بدلنے لگا۔

’’دو چیک۔ کیا مطلب۔ دو چیک کس لئے‘‘...... سوپر فیاض

نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ارے گھبراؤ نہیں۔ میں تم سے دس دس کروڑ کے دو چیک نہیں مانگ رہا۔ ایک چیک دس لاکھ کا لکھو اور دوسرا چیک نو کروڑ نوے لاکھ کا۔ ایک غریب آدمی ہے۔ بے چارے کے پاس اپنا گھر نہیں ہے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ مجھے تم کارمن نژاد لڑکی کے قاتل پکڑنے کی انعام میں جو رقم دے رہے ہو اس میں سے کچھ خیر خیرات بھی کر دوں تاکہ باقی کی رقم میرے پاس بچی رہے اور سلیمان جیسے انسان کی نظروں میں نہ آئے''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔

''اچھا ہے تم جیسا انسان سلیمان کے ہاتھوں ہی ٹھیک رہتا ہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''تو کوئی بات نہیں۔ مجھے ضرورت ہوئی تو میں مزید ثبوتوں کا پنڈارا لے کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا اور ایسا ہی چیک تم سے ایک اور لکھوا لوں گا''...... عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دوبارہ آئے تو تمہیں بھی گولی مار دوں گا اور خود کو بھی اُڑا لوں گا''...... سوپر فیاض نے کہا اور پھر اس نے دو گارنٹڈ چیک لکھے۔ ایک دس لاکھ کا اور دوسرا نو کروڑ نوے لاکھ کا اور دونوں چیک، چیک بک سے پھاڑ کر مردہ دلی سے عمران کی طرف بڑھا دیئے۔ عمران نے اس سے چیک یوں جھپٹ لئے جیسے اسے خدشہ

ہو کہ سوپر فیاض کا ارادہ ہی نہ بدل جائے اور وہ اسے چیک دینے سے انکار کر دے۔ چیک لیتے ہی عمران فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اب تو تم نے اتنی بڑی رقم لے لی ہے۔ اب تو مجھے اس کارمن نژاد لڑکی کے قاتل کا پتہ بتا دو گے نا''...... سوپر فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''بے فکر رہو۔ بہت جلد قاتل تمہارے سامنے ہو گا۔ اگر وہ نہ ملا تو میں آ کر خود اس بات کا اقرار کر لوں گا کہ اس لڑکی کا قاتل میں ہوں۔ تم مجھے پکڑ کر ڈیڈی کے سامنے پیش کر دینا''...... عمران نے کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ مجھے اصل قاتل چاہئے سمجھے تم''...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سمجھ گیا۔ مجھے اس قتل کے محرکات کے بارے میں بتاؤ''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے سامنے رکھی ہوئی فائل اٹھا کر اس کی طرف بڑھا دی۔

''یہ فائل ہے۔ اسے پڑھ لو۔ اس میں ساری تفصیل موجود ہے''...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران نے فائل اٹھائی اور اسے کھول لیا۔ فائل کے پہلے صفحے پر نظریں پڑتے ہی وہ چونک پڑا۔ صفحے پر ایک غیر ملکی لڑکی کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ جس کے نیچے اس کا نام گریٹا لکھا ہوا تھا۔ عمران کی نظریں اس لڑکی کی آنکھوں پر جم گئیں۔ وہ اس لڑکی کی آنکھوں میں یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ اس کی

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کے دماغ میں جھانکنے کی کوشش کر رہا ہو۔

''کیا مطلب۔ کیا یہ لڑکی قتل ہوئی ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کیوں۔ کیا تم اسے جانتے ہو''...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ یہ کارمن نژاد نہیں ہے شوگرانی نژاد ہے اور اس کا نام گریٹا نہیں لی سان ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''لی سان۔ کیا مطلب۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کے پاس سے ہمیں جو آئیڈینٹی ملی تھی اور اس کے پاس جو کاغذات تھے ان پر تو اس کا نام گریٹا ہی لکھا ہوا ہے اور اس کی قومیت بھی کارمن ہے''...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ سب فرضی بھی ہو سکتا ہے۔ رکو۔ مجھے فائل پڑھنے دو''۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ فائل پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں اس نے فائل بند کی اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل سامنے میز پر رکھ دی۔ اس کے چہرے پر قدرے تشویش کے تاثرات نمایاں تھے اور وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

''کیا ہوا''...... سوپر فیاض نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''لی سان کا تعلق شوگران سے ہے پیارے اور یہ شوگرانی سائنس دان ڈاکٹر لی شنگ کی بیٹی ہے۔ اس نے خود بھی سائنس کی اعلیٰ ڈگری حاصل کر رکھی ہے۔ اس کا شمار شوگران کے اعلیٰ ترین سائنس دانوں میں ہوتا ہے جس نے اپنے باپ کے ساتھ مل کر شوگران کے لئے بے شمار جدید اور انقلابی ایجادات کی ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اگر یہ اتنی بڑی سائنس دان ہے تو پھر یہ اس طرح سیاح بن کر یہاں کیوں آئی تھی اور اس نے اپنی شناخت کیوں چھپائی تھی''...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دال میں کالا ہے بلکہ مجھے ساری دال ہی کالی نظر آ رہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری باتیں سن کر تو میرے بھی ہوش اُڑ گئے ہیں۔ اب تک تو یہ معاملہ ایک سیاح کے قتل کا تھا لیکن جب تمہارے ڈیڈی کو پتہ چلے گا کہ یہ شوگرانی لڑکی ہے اور شوگران کی سائنس دان ہے تو وہ آسمان سر پر اٹھا لیں گے اور میرا جینا حرام کر دیں گے''...... سوپر فیاض نے روہانسے لہجے میں کہا۔

''اس کی لاش کس ہسپتال کے سرد خانے میں ہے''...... عمران نے جیسے سوپر فیاض کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

''سٹی ہسپتال کے سرد خانے میں ہے اس کی لاش''...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میں جلد ہی اس کے بارے میں تمہیں خبر دوں گا۔ تم نے رفاہی اداروں کے لئے مجھے جو چیک دیا ہے۔ چیک ان کے پاس پہنچتے ہی وہ تمہیں دعائیں دیں گے اور ان کی دعاؤں کے طفیل تم اس پریشانی سے نکل جاؤ گے اور اس لڑکی کا قاتل خود ہی چل کر تمہارے سامنے دست بدست حاضر ہو کر اپنے جرم کا اقرار بھی کر لے گا۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''ارے ارے۔ کہاں جا رہے ہو۔ میری بات تو سنو۔ ارے''۔ اسے اچانک اٹھ کر جاتے دیکھ کر سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن عمران بھلا اب اس کی کہاں سننے والا تھا۔ وہ فوراً اس کے آفس سے نکل کر باہر آ گیا۔ باہر بابا عبدالکریم دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اور گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ عمران کو دیکھ کر چونک پڑا۔

''آ گئے آپ چھوٹے صاحب''...... بابا عبدالکریم نے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کی دو بیٹیاں ہیں۔ کیا آپ نے ان کی شادیاں نہیں کرنی کیونکہ میرے خیال میں اب وہ اس قابل ہو چکی ہیں کہ ان کی کسی اچھی جگہ شادیاں کر دی جائیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں بیٹا۔ میں ان کی شادیاں کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن کیا کروں۔ میرے حالات ایسے ہیں کہ ابھی میں ان کے لئے کچھ بھی

نہیں کر سکتا۔ اس سلسلے میں، میں بڑے صاحب سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن بڑے صاحب نے میرے دل کا علاج کر کے پہلے ہی مجھ پر اتنا بڑا احسان کر دیا ہے اس لئے اب مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ میں ان سے مدد کی بات کر سکوں''...... بابا عبدالکریم نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ آپ ڈیڈی سے بات نہیں کر سکتے لیکن ڈیڈی کے بیٹے سے تو بات کر سکتے ہیں اور آپ کو مجھ سے بات کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ آپ میرے بزرگ ہیں۔ آپ کی بیٹیاں میری بہنیں ہیں اور ہر بھائی کو بہنوں کے لئے سوچنا بھی پڑتا ہے اور کچھ نہ کچھ کرنا بھی پڑتا ہے۔ میں اتنا کر سکتا ہوں کہ آپ کو زیادہ سوچنا نہ پڑے اس لئے میری طرف سے میری دونوں بہنوں کے لئے یہ ایک چھوٹا سا چیک ہے۔ امید ہے آپ ایک بھائی کی طرف سے بہنوں کے لئے حقیر تحفہ لینے سے منع نہیں کریں گے۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے دس لاکھ کا چیک بابا عبدالکریم کی قمیض کی جیب میں ڈالا اور تیز تیز چلتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا اور بابا عبدالکریم ہکا بکا انداز میں اسے جاتے دیکھتے رہ گئے۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ایک ادھیڑ عمر اور بھاری جسم والا آدمی چونک پڑا۔ اس آدمی نے گرے کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے چہرے پر سختی اور درشتگی ثبت دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس۔ جارج بول رہا ہوں'' ...... اس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''فوسن بول رہا ہوں باس'' ...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''فوسن۔ کہاں ہو تم۔ میں کب سے تمہیں کال کر رہا ہوں لیکن تمہارا سیل فون آف مل رہا تھا۔ کیوں'' ...... جارج نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''سوری باس۔ میں مصروف تھا۔ میرے سیل فون کی بیٹری ڈاؤن ہو گئی تھی اس لئے مجھے اسے چارج کرنے میں وقت لگ

گیا'' ...... فوسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں پوچھ رہا ہوں۔ تم کہاں ہو نانسنس اور کام کا کیا ہوا ہے'' ...... جارج نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ میں آ رہا ہوں باس۔ دس منٹ تک میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا'' ...... فوسن نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''جلدی پہنچو۔ اگر ایک منٹ بھی لیٹ ہوئے تو میں تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دوں گا۔ نانسنس'' ...... جارج نے اسی لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ کریڈل رکھتے ہی اس نے ساتھ رکھے ہوئے انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس باس'' ...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''فوسن آ رہا ہے۔ جیسے ہی وہ آئے اسے فوراً میرے آفس میں بھیج دینا'' ...... جارج نے تحکم بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس'' ...... سیکرٹری نے جواب دیا تو جارج نے بٹن پریس کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی اور سختی کے تاثرات برقرار تھے۔ دس منٹ بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔

''یس۔ کم اِن'' ...... اس نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا ور ایک لمبے قد اور مضبوط ورزشی جسم کا نوجوان جو شکل و صورت سے انگریزی فلموں کا ہیرو دکھائی دے رہا تھا بہترین تراش کا سوٹ

پہنے کمرے میں داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر جارج کی نظریں بے اختیار وال کلاک کی طرف اٹھ گئیں۔

''مقررہ وقت سے چند سیکنڈ پہلے یہاں پہنچ کر تم نے اپنی جان بچا لی ہے فوسن۔ اگر تم دس سیکنڈ بھی لیٹ ہو جاتے تو میں تمہیں گولی مار دیتا''...... جارج نے اس نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ آگے بڑھ کر نہایت مؤدبانہ انداز میں جارج کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

''یس باس''......فوسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بیٹھو''...... جارج نے کہا تو فوسن میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ دو روز سے کہاں غائب تھے تم اور تم نے مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کیا تھا اور میں نے جو کام تمہارے ذمہ لگایا تھا اس کا کیا ہوا''...... جارج نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کام ہو گیا ہے باس''......فوسن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا مائیکرو فلم باکس تھا۔ اس نے باکس جارج کی طرف بڑھا دیا۔ باکس دیکھ کر جارج کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس نے فوراً فوسن سے باکس لے لیا۔

''میں نے فائل سے فارمولے کی فلم بنا کر اس مائیکرو فلم میں

کنورٹ کر دی ہے باس۔ اس مائیکرو فلم میں ٹی ایس آئی کا مکمل فارمولا موجود ہے''......فوسن نے کہا تو جارج کی آنکھوں کی چمک میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔

''ویل ڈن۔ رئیلی ویری ویل ڈن فوسن۔ تم نے یہ فارمولا حاصل کر کے مجھے خوش کر دیا ہے۔ ویل ڈن''...... جارج نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس فارمولے کے حصول کے لئے ہی مجھے وقت لگ گیا تھا باس۔ آپ نے جب مجھے کارمن نژاد لڑکی کی ٹپ دی تھی تو میں فوراً ایئر پورٹ روانہ ہو گیا تھا۔ لڑکی جس کا نام گریٹا تھا اسی فلائٹ سے آئی تھی جس کے بارے میں آپ نے مجھے بتایا تھا۔ لڑکی معصوم سی دکھائی دے رہی تھی۔ ایئر پورٹ سے نکلتے ہی میں اس کے پیچھے لگ گیا۔ لڑکی ایئر پورٹ سے ایک فائیو سٹار ہوٹل میں شفٹ ہو گئی تھی۔ میں آپ کے حکم سے اس کی نگرانی کر رہا تھا۔ لڑکی نے شام تک ہوٹل میں ہی قیام کیا تھا اور پھر وہ شام کے وقت ہوٹل سے نکلی تو میں بھی اس کے پیچھے لگ گیا۔

لڑکی نے باہر آ کر ایک ٹیکسی لی اور پھر وہ روانہ ہو گئی۔ یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ لڑکی کسی ایک ٹیکسی پر اکتفا نہ کر رہی تھی بلکہ بار بار ٹیکسیاں بدل رہی تھی۔ اس نے چار بار ٹیکسیاں تبدیل کی تھیں اور پھر وہ آخری بار ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر سوراج کی طرف روانہ ہو گئی۔ سوراج پاکیشیا اور کافرستان کا غیر آباد سرحدی علاقہ

ہے۔ اسے اس علاقے کی طرف جاتے دیکھ کر میں حیران رہ گیا
تھا۔ اس علاقے میں جنگل ہی جنگل ہے جہاں دور دور تک کوئی
آبادی نہیں ہے۔ میں خاموشی سے اس لڑکی کا پیچھا کرتا رہا پھر
جب سوراج کا علاقہ شروع ہوا تو لڑکی نے ایک جگہ ٹیکسی رکوا دی۔
سڑک کے دوسرے کنارے پر سیاہ رنگ کی ایک کار کھڑی تھی جس
کے باہر ایک نوجوان کار سے پشت لگائے کھڑا تھا۔ لڑکی نے ٹیکسی
ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر وہ سیاہ کار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔
نوجوان سے چند باتیں کرنے کے بعد لڑکی اس کی کار میں بیٹھ گئی
اور پھر کار آگے روانہ ہوگئی جبکہ ٹیکسی مڑ کر واپس چلی گئی تھی۔ میں
نے سیاہ کار کو فالو کیا۔ سیاہ کار آگے جا کر جنگل میں جانے والے
ایک راستے پر مڑ گئی تھی۔ چونکہ رات کا وقت تھا اس لئے میں نے
کار کی ہیڈ لائٹس آف کر دی تھیں ورنہ وہ لوگ مجھے دیکھ سکتے تھے۔
میں سیاہ کار کی عقبی لائٹس کو دیکھ کر ان کا پیچھا کرتا رہا۔ کار جنگل
میں مختلف راستوں سے گزرتی ہوئی ایک جگہ رک گئی تو میں نے بھی
کار روک دی اور یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ سامنے درختوں کے
جھنڈ میں ایک بڑی سی عمارت موجود تھی۔ گو کہ عمارت پرانی تھی
لیکن اس میں باقاعدہ لائٹنگ کی گئی تھی۔ وہ دونوں مین گیٹ سے
عمارت میں داخل ہو گئے تو میں بھی ان کے پیچھے عمارت کی طرف
بڑھ گیا۔

عمارت کے باہر اور اندر ہر طرف خاموشی اور ویرانی کا راج

تھا۔ میں حیران ہو رہا تھا کہ یہ دونوں اس پرانی عمارت میں کیوں
آئے ہیں۔ میں نے آپ کو کال کر کے آپ سے ہدایات لینے کا
ارادہ کیا لیکن یہ دیکھ کر میں پریشان ہو گیا کہ میرے سیل فون کی
بیٹری مکمل طور پر ختم ہو چکی تھی۔ وہاں میرے پاس ایسی کوئی سہولت
نہ تھی کہ میں آپ سے بات کر سکتا۔ اس لئے اب جو بھی کرنا تھا
مجھے خود ہی کرنا تھا''......فوسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پھر''......اس کے خاموش ہونے پر جارج نے پوچھا۔

''میں کچھ دیر تو باہر رک کر ان کا انتظار کرتا رہا لیکن ان دونوں
میں سے جب کوئی باہر نہ آیا تو میں بھی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔
میں محتاط تھا۔ عمارت واقعی خاصی پرانی تھی اور جگہ جگہ سے ڈھے چکی
تھی۔ عمارت کسی بھی لحاظ سے رہائش کے قابل نہ تھی۔ اس کی کئی
دیواریں خاصی شکستہ تھیں اور ان میں اتنی دراڑیں تھیں کہ عمارت کسی
بھی وقت گر سکتی تھی۔ اندر بے شمار کمرے اور ہال تھے لیکن عمارت
میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ میں ان کمروں اور ہال میں ان
دونوں کو تلاش کرنے لگا لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔ میں نے ساری
عمارت چھان ماری لیکن وہ دونوں عمارت میں جا کر یوں غائب ہو
گئے تھے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ پھر مجھے ایک کمرے کی
دیوار میں ایک خلاء دکھائی دیا۔ اس خلاء کو دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ
وہاں یقیناً کوئی تہہ خانہ ہے کیونکہ خلاء میں سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی
دکھائی دے رہی تھیں۔ میں اس خلاء کے پاس آ کر رک گیا تو مجھے

نیچے سے تین افراد کے بولنے کی آوازیں سنائی دیں۔ ان میں سے ایک اس لڑکی کی تھی۔ دوسرا ڈاکٹر حسن تھا جو لڑکی کو لے کر گیا تھا اور تیسری آواز ایک ادھیڑ عمر کی تھی جو ڈاکٹر آصف رندھاوا تھا۔ وہ تینوں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے''...... فوسن نے کہا۔

''کیا باتیں کر رہے تھے وہ''...... جارج نے پوچھا تو فوسن اسے گریٹا، ڈاکٹر آصف رندھاوا اور اس کے اسسٹنٹ ڈاکٹر حسن کے درمیان ہونے والی باتوں کی تفصیل بتانے لگا۔

''ان کی باتیں سن کر مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر آصف رندھاوا نے ٹی ایس ای کی فائل اس لڑکی کے حوالے کی تھی جو اصل میں شوگرانی سائنس دان لی سان تھی۔ ٹی ایس ای فارمولے کا سن کر میں نے سوچا کہ میں ان تینوں کو وہیں ہلاک کر دوں اور اس لڑکی کے پاس موجود فارمولے کی فائل لے اُڑوں لیکن میں وہاں خاموش کھڑا رہا۔ پھر لی سان نے سیڑھیوں کی طرف آتے ہوئے اچانک اپنے ہینڈ بیگ سے مشین پسٹل نکال لیا اور پھر اس نے ڈاکٹر آصف اور اس کے اسسٹنٹ ڈاکٹر حسن کو وہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا اور پھر اس نے ڈاکٹر آصف رندھاوا کو دیا ہوا اپنا گارنلڈ چیک اٹھایا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھی تو میں نے فوراً وہ جگہ چھوڑ دی اور اس سے پہلے کہ وہ باہر آتی میں عمارت سے نکل کر ڈاکٹر حسن کی کار کے پاس جا کر چھپ گیا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ اسی کار کی طرف آئے گی۔ اس نے چونکہ ڈاکٹر حسن اور ڈاکٹر

آصف رندھاوا کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا اور شہر جانے کے لئے اسے سواری کی ضرورت تھی اس لئے مجھے یقین تھا کہ وہ ڈاکٹر حسن کی کار لے کر ہی وہاں سے نکلے گی چنانچہ یہی ہوا۔ وہ جیسے ہی ڈاکٹر حسن کی کار کے پاس آئی میں نے ایک درخت کی آڑ سے اس پر مشین پسٹل سے فائرنگ کر دی۔ وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گئی اور پھر میں نے اس کے ہینڈ بیگ سے وہ فائل نکال لی۔ اسے کھول کر دیکھا تو فائل میں ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر تھی جو کوڈ میں تھی۔ فرسٹ پیج پر ٹی ایس ای لکھا ہوا تھا۔ میں نے فائل اپنے قبضے میں کر لی اسے لے کر وہاں سے نکل آیا۔ چونکہ آدھی رات سے زیادہ وقت ہو چکا تھا اس لئے میں سیدھا اپنے فلیٹ میں چلا گیا اور تھکے ہونے کی وجہ سے میں سو گیا۔ صبح جاگتے ہی میں نے سب سے پہلے اپنا سیل فون چارجنگ پر لگایا اور پھر میں نے فائل کو دیکھنے کی کوشش کی لیکن فائل کے کوڈز میری سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ فائل میرے لئے خطرہ بن سکتی تھی اس لئے میں نے فائل کی مائیکرو فلم بنائی اور پھر میں نے فائل جلا کر راکھ گٹر میں بہا دی اور اب ٹی ایس ای فارمولا اس مائیکرو فلم کی شکل میں آپ کے سامنے ہے''...... فوسن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر کوڈ کی کا سارا واقعہ گول کر دیا تھا۔

''گڈ شو۔ تم نے یہ فارمولا حاصل کر کے نہایت شاندار کارنامہ سرانجام دیا ہے فوسن۔ میں تمہاری اس کارکردگی پر بے حد خوش ہوا

ہوں۔ ویل ڈن۔ رئیلی ویل ڈن''...... جارج نے کہا تو اپنی تعریف سن کر فوسن کا چہرہ کھل اٹھا۔

''تھینک یو باس۔ آپ کی تعریف میرے لئے سند کا درجہ رکھتی ہے''......فوسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ صرف تعریف ہی نہیں۔ تمہارے اس کارنامے کا میں تمہیں انعام بھی دوں گا بھرپور انعام''...... جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں سفاکی اور درندگی کا عنصر تھا جسے فوسن نہ سمجھ سکا تھا۔

''یس باس۔ تھینک یو باس''......فوسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ بوکھلا کر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جارج نے اچانک میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک سائیلنسر لگا ہوا ریوالور نکال لیا تھا اور ظاہر ہے اس ریوالور کا رخ فوسن کی ہی طرف تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا باس۔ یہ......'' فوسن نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تمہاری کامیابی کا انعام''...... جارج نے سفاک لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آواز کے ساتھ ریوالور سے دو شعلے نکلے اور فوسن کے سینے میں غائب ہوتے چلے گئے۔ فوسن کے حلق سے ہلکی سی آواز نکلی اور وہ ایک جھٹکے سے کرسی پر گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔ جارج نے اس کے دل کے مقام پر دو گولیاں ماری تھیں جس

کی وجہ سے فوسن کو چیخنے کا بھی موقع نہ ملا تھا اور وہ اپنی کامیابی کا موت کی شکل میں انعام وصول کر کے دار فانی سے کوچ کر چکا تھا۔ فوسن کو ہلاک کرنے کے بعد جارج نے اطمینان بھرے انداز میں ریوالور واپس دراز میں رکھا اور انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس باس''...... رابطہ ملتے ہی اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ریگم کو بھیجو''...... جارج نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... پرسنل سیکرٹری نے جواب دیا تو جارج نے بٹن آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ہٹا کٹا اور نہایت مضبوط اور ورزشی جسم کا مالک بدمعاش ٹائپ کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر زخموں کے پرانے نشان تھے جو اس بات کا ثبوت تھے کہ اس کی ساری زندگی لڑائی بھڑائی میں گزری ہے۔ اندر داخل ہوتے ہی اس کی نظریں کرسی پر پڑی فوسن کی لاش پر پڑیں تو وہ ایک لمحے کے لئے چونکا لیکن دوسرے لمحے اس کے چہرے کے تاثرات نارمل ہو گئے۔

''آپ نے مجھے بلایا تھا باس''......نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں نے فوسن کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ اس کی لاش اٹھاؤ اور نیچے تہہ خانے میں لے جا کر برقی بھٹی میں ڈال دو''۔ جارج نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... نوجوان جس کا نام ریگم تھا، نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر کرسی پر پڑی ہوئی فوسن کی لاش اٹھائی اور اسے لے کر مین دروازے کی طرف جانے کی بجائے سائیڈ کی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سائیڈ کی دیوار سپاٹ تھی۔ اس نے دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز میں ٹھوکر ماری تو دیوار میں سرر کی آواز کے ساتھ ایک خلاء سا بن گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ ریگم، فوسن کی لاش اٹھائے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اس کے سیڑھیاں اترتے ہی دیوار دوبارہ برابر ہوتی چلی گئی۔

ریگم کے جانے کے بعد جارج نے سامنے پڑا ہوا فون اپنی طرف بڑھایا اور پھر اس نے فون کے نیچے لگے ہوئے دو بٹن یکے بعد دیگرے دبائے اور پھر اس نے فون رکھ کر رسیور اٹھا لیا۔ رسیور میں ٹون سن کر اس نے فون کے دو بٹن پریس کئے اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جارج نے فوراً ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایس ایف اے تھرٹین بول رہا ہوں"...... جارج نے تیز لہجے میں کہا۔

"کوڈ"...... دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"فائیو ہنڈرڈ"...... جارج نے جواب دیا۔

"کوڈ درست ہے۔ کس سے بات کرنی ہے"...... دوسری طرف

سے پوچھا گیا۔

"چیف سے بات کراؤ"...... جارج نے کہا۔

"ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے جواب ملا اور پھر ایک لمحے کے لئے رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

"کرنل مارٹن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کرخت اور انتہائی سرد آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے سپیشل فارن ایجنٹ گرے بول رہا ہوں چیف"۔ جارج نے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ بولو۔ کیوں فون کیا ہے"...... کرنل مارٹن نے اسی طرح سرد اور سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کی دی ہوئی ٹپ درست ثابت ہوئی ہے چیف۔ کارمن سے پاکیشیا آنے والی لڑکی گریٹا ہی اصل میں شوگرانی سائنس دان لی شنگ کی بیٹی لی سان تھی"...... جارج نے جواب دیا جس کا اصل نام گرے تھا اور وہ پاکیشیا میں ایکریمین ایجنسی فائیو ہنڈرڈ کا سپیشل فارن ایجنٹ تھا۔ اس نے اپنی اصل حیثیت چھپانے کے لئے پاکیشیا میں ایک کلب بنا رکھا تھا جو اس نے اپنے نئے نام جارج سے منسوب کیا تھا۔ اس کلب کی آڑ میں وہ ایکریمین ایجنسی فائیو ہنڈرڈ کے مفادات کے لئے کام کرتا تھا۔

"گڈ شو۔ وہ خصوصی طور پر پاکیشیا کے سائنس دان ڈاکٹر آصف رندھاوا سے ٹاپ سیکرٹ آئی کا فارمولا حاصل کرنے آئی تھی"۔

کرنل مارٹن نے کہا۔

''یس چیف''...... جارج نے کہا۔

''پھر تم نے کیا کیا ہے اس کا''...... کرنل مارٹن نے پوچھا۔

''میں نے وہی کیا ہے چیف۔ جس کا آپ نے حکم دیا تھا''...... جارج نے کہا۔

''ویل ڈن۔ اس کا مطلب ہے کہ فارمولا تم تک پہنچ چکا ہے''...... کرنل مارٹن نے کہا۔

''یس چیف۔ فارمولا ایک مائیکروفلم کی شکل میں میرے پاس موجود ہے''...... جارج نے جواب دیا۔

''اوہ اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی فارمولا تمہارے پاس پہنچ چکا ہے۔ لیکن کیسے''...... کرنل مارٹن نے تیز لہجے میں کہا تو جارج نے اسے فوسن کی بتائی ہوئی ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں۔

''ویل ڈن جارج۔ رئیلی ویل ڈن۔ میں تمہاری کارکردگی سے بہت خوش ہوں۔ تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ تم نے ٹی ایس ای کا فارمولا حاصل کر کے مجھے کس قدر خوشی پہنچائی ہے۔ یہ فارمولا حاصل کرنے کے لئے پوری دنیا کے سپر پاورز ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ یہ فارمولا ایکریمیا کے ہی شایان شان تھا اور ایکریمیا کو ہی ملنا چاہئے تھا اور اب یہ ایجاد ایکریمیا میں ہی ہو گی۔ تم نے ایکریمیا کے سپر ایجنٹ ہونے ثبوت دیا ہے۔ میں اعلیٰ حکام سے

کہوں گا کہ تم جیسے سپر ایجنٹ کو ملک کے اعلیٰ ترین اعزازات سے نوازا جائے جس کے تم حقدار بھی ہو''...... کرنل مارٹن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تھینک یو چیف۔ آپ کے یہ الفاظ ہی میرے لئے سند ہیں''...... جارج نے بھی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب تم اس فارمولے کو اپنے پاس سنبھال کر رکھو۔ میں ایک اور سپر ایجنٹ کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ اس سپر ایجنٹ کے بارے میں تمہیں میں بعد میں بتاؤں گا۔ تم نے فارمولا اس کے حوالے کرنا ہے تاکہ وہ جلد سے جلد فارمولا لے کر پاکیشیا سے نکل جائے''...... کرنل مارٹن نے کہا۔

''یس چیف۔ میں بھی فارمولا زیادہ دیر اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں خود آج ہی فارمولا لے کر یہاں سے نکل آتا ہوں''...... جارج نے کہا۔

''ہاں۔ یہ مناسب رہے گا۔ اگر تم آج رات ہی وہاں سے نکل سکتے ہو تو نکل آؤ۔ میں کسی بھی صورت میں ہاتھ آئے ہوئے فارمولے کو کھونا نہیں چاہتا''...... کرنل مارٹن نے کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ میں ابھی اور اسی وقت پاکیشیا سے نکلنے کی تیاری کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ آج رات یا کل صبح تک میں یہاں سے نکل جاؤں گا''...... جارج نے کہا۔

''اوکے۔ پاکیشیا سے روانہ ہونے سے پہلے ایک بار مجھے کال

ضرور کر لینا تا کہ میں یہاں تمہارا استقبال شایان شان طریقے سے کرسکوں“...... کرنل مارٹن نے کہا۔

”یس چیف۔ تھینک یو چیف“...... جارج نے کہا تو کرنل مارٹن نے رابطہ منقطع کر دیا۔ جارج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اس کے دو بٹن پریس کئے اور فون سیٹ کے نیچے لگے ہوئے بٹن پریس کر کے اسے نارمل فون میں تبدیل کیا اور پھر وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر اطمینان بھرے انداز میں ریسٹ کرنے لگا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”کیسے ہیں آپ“...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ویسا ہی ہوں جیسا پہلے تھا۔ کیوں کیا تمہیں میرے جسم میں کوئی نمایاں تبدیلی نظر آ رہی ہے“...... عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”نہیں۔ کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ میں نے تو حال احوال پوچھنے کے لئے کہا تھا“...... بلیک زیرو نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کہا تھا یا پوچھا تھا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”پوچھا تھا جناب“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کیا پوچھا تھا“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یہی کہ آپ کیسے ہیں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بتایا تو ہے ویسا ہی ہوں جیسا پہلے تھا یعنی کنوارے کا کنوارا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے عمران کی جیب میں موجود اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر جیب سے سیل فون نکالا اور سکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگا۔

"ٹائیگر کی کال ہے۔ اب معلوم نہیں جنگل کا ٹائیگر کال کر رہا ہے یا پھر کسی چڑیا گھر کا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکرا دیا۔ عمران نے ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس۔ علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کیا عجیب زمانہ آ گیا ہے۔ لگتا ہے کہ انسانوں کے ساتھ جانوروں نے بھی سائنس میں اتنی ترقی کر لی ہے انسانوں کے ساتھ ساتھ اپنے لئے بھی سیل فون سروس شروع کر دی ہے اور انسانی آواز میں باتیں کرنا بھی سیکھ لی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں جانور نہیں ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی

مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم جانور ہی ہو پیارے۔ تم ہی نہیں میں بلکہ اس دنیا میں رہنے والے سب ہی جانور ہیں۔ اب تم پوچھو گے کہ میں انسانوں کو تم سمیت جانور کیوں کہہ رہا ہوں تو اس کا جواب سادہ سا ہے۔ جان روح کو کہتے ہیں اور ور رکھنے والے کو۔ جو جان رکھتا ہے۔ مطلب زندہ ہوتا ہے وہ جانور ہی ہوتا ہے"...... عمران کی زبان چل پڑی۔

"یس باس۔ اس لحاظ سے میں بھی جانور ہی ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس لحاظ سے نہیں۔ تم ہر لحاظ سے جانور ہی ہو۔ خیر چھوڑو یہ بتاؤ تمہیں جس کام پر لگایا تھا اس کا کیا ہوا ہے۔ کچھ پتہ چلا"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں اس وقت اسی جگہ موجود ہوں جہاں اس غیر ملکی لڑکی کو قتل کیا گیا تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کچھ ملا وہاں سے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ یہاں تو بہت کچھ ہوا ہے۔ جنگل کے اس حصے میں ایک پرانی عمارت ہے۔ اس عمارت کے پاس ہی اس لڑکی کو قتل کیا گیا تھا۔ میں نے اردگرد کی چیکنگ کی ہے اور عمارت میں بھی جا کر چیکنگ کی ہے۔ عمارت کے پاس جھاڑیوں میں مجھے ایک ریموٹ کنٹرول آلہ ملا تھا۔ میں اسے لے کر عمارت کے اندر

چلا گیا۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد مجھے ایک ایسا کمرہ دکھائی دیا جس کی ایک دیوار پر مجھے شک ہوا۔ مجھے اس کمرے کے نیچے دھمک محسوس ہوئی جیسے اس کمرے کے نیچے خلاء ہو۔ میں نے اس دیوار کو چیک کیا تو دیوار پر مجھے ایسے نشان دکھائی دیئے جنہیں دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ اس دیوار میں کوئی خفیہ راستہ ہے جو کمرے کے نیچے موجود تہہ خانے میں جاتا ہے۔ میں نے اس راستے کو کھولنے کی بے حد کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا پھر مجھے عمارت کے باہر ملے ہوئے ریموٹ کنٹرول آلے کا خیال آیا تو میں نے کچھ سوچ کر اس آلے کا رخ اس دیوار کی طرف کر کے اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ ریموٹ کنٹرول سے نارنجی رنگ کی ایک شعاع نکل کر دیوار پر پڑی تو دیوار میں ایک خلاء سا بن گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ وہاں ایک بڑا تہہ خانہ تھا لیکن تہہ خانے میں موجود ہر چیز جل کر راکھ بنی ہوئی تھی۔ نیچے تیز بو تھی لیکن پھر بھی میں تہہ خانے میں چلا گیا۔ وہاں دو انسانوں کی لاشیں پڑی تھیں''۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو لاشوں کا سن کر عمران چونک پڑا۔

''لاشیں۔ کیا مطلب۔ کس کی لاشیں ہیں وہ''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ان میں ایک لاش ڈاکٹر آصف رندھاوا کی ہے جو ڈبل ایس لیبارٹری میں کام کرتا ہے۔ البتہ دوسرے آدمی کا پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کون تھا''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر آصف رندھاوا۔ نام تو سنا ہوا ہے لیکن یہ کون ہے اور کس لیبارٹری میں کام کرتا ہے یہ مجھے یاد نہیں آ رہا ہے بہرحال آگے بتاؤ''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ان دونوں جلنے والی لاشوں کے جسموں میں متعدد سوراخ ہیں۔ یہاں مشین پسٹل کے خالی خول بھی ملے ہیں جنہیں دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں کو پہلے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا اور پھر وہاں آگ لگا دی گئی تھی تا کہ ان دونوں کی لاشیں جل کر بھسم ہو جائیں اور ان کی شناخت نہ ہو سکے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم نے کیسے شناخت کیا ہے کہ ہلاک ہونے والوں میں سے ایک ڈاکٹر آصف رندھاوا کی لاش ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے جلے ہوئے انسانی جسموں کی تلاشی لی تھی۔ ایک آدمی کی لاش کے پاس مجھے فائر پروف وائلٹ ملا تھا۔ اس وائلٹ میں موجود ہر چیز جلنے سے بچ گئی تھی۔ وائلٹ میں ہی ایک پرانا آئیڈنٹی کارڈ ہے جو ڈاکٹر آصف رندھاوا کا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اور کیا تھا اس کے وائلٹ میں''...... عمران نے پوچھا۔

''کرنسی اور چند وزیٹنگ کارڈز ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کتنے وزیٹنگ کارڈز ہیں اور کن کن کے ہیں''...... عمران نے پوچھا تو ٹائیگر وزیٹنگ کارڈز کی تعداد اور ان کی تفصیل بتانے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہاں رک کر مزید سرچنگ کرو۔ میں تھوڑی دیر تک خود وہاں پہنچتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس نے سیل فون آف کر دیا۔

"کیا معاملہ ہے"...... بلیک زیرو نے جو خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا، پوچھا تو عمران نے اسے سوپر فیاض سے ہونے والی باتیں تفصیل سے بتانی شروع کر دیں۔

"تو کیا سوپر فیاض نے آپ کو جو فائل دکھائی تھی اس میں جس لڑکی کی تصویر تھی وہ شوگرانی سائنس دان ڈاکٹر لی شنگ کی بیٹی ڈاکٹر لی سان کی ہی تھی"...... ساری تفصیل سن کر بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ کارمن لڑکی کی تصویر تھی لیکن میں اس تصویر میں موجود لڑکی کی آنکھیں دیکھ کر چونکا تھا۔ میں ایک دو بار ڈاکٹر لی سان سے مل چکا ہوں۔ اس کی آنکھیں اور تصویر میں موجود لڑکی کی آنکھیں ہو بہو ایک جیسی تھیں۔ اس لئے مجھے یقین تھا کہ وہ لڑکی کارمن نژاد گریٹا نہیں بلکہ لی سان ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر لی سان میک اپ کر کے کارمن نژاد بن کر آئی تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اسے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ اس سنسنان اور ویران علاقے میں کیا کرنے گئی تھی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں یہی سمجھنے کی تو کوشش کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اگر آپ کے پاس ڈاکٹر لی شنگ کا نمبر ہے تو اسے کال کر کے بات کیوں نہیں کر لیتے۔ ہوسکتا ہے ابھی تک وہ بھی اس بات سے انجان ہو کہ اس کی بیٹی پاکیشیا میں ہلاک ہو چکی ہے"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ یہی کرنا پڑے گا"...... عمران نے مسلسل سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔ بلیک زیرو نے ٹیلی فون سیٹ اٹھا کر اس کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"یس۔ ایم جی لیبارٹری سے شائی بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر لی شنگ سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کریں"...... دوسری جانب سے کہا گیا۔

"ڈاکٹر لی شنگ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بلغم زدہ آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں ڈاکٹر لی شنگ"...... عمران نے کہا۔

"کون پرنس آف ڈھمپ۔ میں کسی پرنس آف ڈھمپ کو نہیں جانتا۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر لی شنگ نے سخت لہجے

میں کہا اور اس سے پہلے کہ عمران کوئی اور بات کرتا ڈاکٹر لی شنگ نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھنے کی آواز سن کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ ڈاکٹر لی شنگ آپ کو اچھی طرح سے جانتا ہے پھر اس نے آپ سے بات کیوں نہیں کی''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس نے جان بوجھ کر مجھ سے بات نہیں کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کیوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''الجھا ہوا معاملہ لگ رہا ہے۔ سلجھے گا تو اصل حقیقت سامنے آئے گی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن یہ معاملہ سلجھے گا کیسے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ابھی سلجھ جاتا ہے۔ تم مجھے سپر سیٹلائٹ فون لا کر دو''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر سٹور روم میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک کارڈلیس فون تھا۔ اس نے فون لا کر عمران کو دے دیا۔ عمران نے ایک بار پھر وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو اس نے دوسرے فون پر پریس کئے تھے۔

''یس۔ ایم جی لیبارٹری سے شائی بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی پہلے والی آواز سنائی دی۔

''سیکرٹری ٹو ڈیفنس منسٹر ہوشان بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر لی شنگ سے بات کرائیں''...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ایک منٹ ہولڈ کریں سر''...... سیکرٹری ٹو ڈیفنس کا سن کر دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر رسیور میں ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''یس۔ ڈاکٹر لی شنگ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کے بعد دوسری جانب سے ڈاکٹر لی شنگ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ شاید فون رسیو کرنے والے نے ڈاکٹر لی شنگ کو بتا دیا تھا کہ ڈیفنس سیکرٹری ہوشان کا فون ہے۔

''ڈاکٹر لی شنگ۔ مجھے آپ سے اہم بات کرنی ہے۔ آپ لیبارٹری کے سپیشل روم میں پہنچیں۔ میں آپ کو وہیں کال کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ میں ابھی پہنچتا ہوں''...... ڈاکٹر لی شنگ نے کہا تو عمران نے کال ڈسکنکٹ کر دی۔

''آپ نے اسے سپیشل روم میں کیوں بھیجا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ڈاکٹر لی سان نے مجھے اس لیبارٹری کے ایک سپیشل روم کا بتایا تھا جہاں سپیشل فون رکھا ہوا ہے۔ اس فون پر ڈاکٹر لی سان، ڈاکٹر لی شنگ اور لیبارٹری کے دوسرے سائنس دان ضرورت پڑنے پر شوگران کے پرائم منسٹر، ڈیفنس منسٹر اور شوگران کی اہم شخصیات سے

بات کرتے ہیں۔ لیبارٹری میں کسی بھی وجہ سے ایمرجنسی نافذ ہوتے ہی عام فون بند کر دیئے جاتے ہیں۔ ان حالات میں وہاں صرف سپیشل روم کے سپیشل فون ہی کام کرتے ہیں جو الگ تھلگ اور ساؤنڈ پروف ہے اور ان فون کی کالز نہ تو کہیں سنی جا سکتی ہے اور نہ ٹریس ہوسکتی ہے“...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے سمجھ جانے والے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے چند لمحے توقف کیا اور پھر سیٹلائٹ فون پر نمبر پریس کرنے لگا۔

”سپیشل روم سے ڈاکٹر لی شنگ بول رہا ہوں“...... رابطہ ملتے ہی دوسری جانب سے ڈاکٹر لی شنگ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”سیکرٹری ٹو ڈیفنس منسٹر ہوشان بول رہا ہوں“...... عمران نے آواز بدل کر کہا۔

”یس سر۔ فرمائیں“...... ڈاکٹر لی شنگ کی آواز سنائی دی۔ اس کی آواز میں قدرے گھبراہٹ اور خوف کا عنصر تھا جسے نہ صرف عمران نے محسوس کر لیا تھا بلکہ بلیک زیرو نے بھی محسوس کر لیا تھا۔

”ڈاکٹر لی شنگ۔ یہ بتائیں کہ آپ کی بیٹی ڈاکٹر لی سان کہاں ہے“...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر لی سان۔ وہ۔ وہ ان دنوں چھٹیوں پر ہے جناب اور وہ سیر و تفریح کی غرض سے ایکریمیا گئی ہوئی ہے“...... ڈاکٹر لی شنگ کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔ عمران اور بلیک زیرو نے صاف محسوس کیا کہ ڈاکٹر لی شنگ جھوٹ بول رہا ہے۔

”ڈاکٹر لی شنگ آپ ایک ذمہ دار انسان اور شوگران کے مایہ ناز سائنس دان ہیں۔ آپ کی شخصیت شوگران کا سرمایہ ہے اور شوگران کا ہر آدمی آپ کی عزت اور تکریم کرتا ہے۔ میں اور میرا ڈیپارٹمنٹ بھی آپ کے اعلیٰ ظرف اور آپ کے محب وطن ہونے کا کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں۔ اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ غلط بیانی سے کام نہیں لیں گے اور جو بھی بات ہو گی سچ بتائیں گے“...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ میں سچ بول رہا ہوں“...... ڈاکٹر لی شنگ کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ یہ سچ نہیں ہے۔ ڈاکٹر لی سان ایکریمیا نہیں گئی ہے۔ بہتر ہے کہ آپ مجھ پر اعتماد کریں اور جو سچ ہے وہ بتا دیں ورنہ مجھے مجبوراً آپ کو اپنے ڈیپارٹمنٹ میں طلب کرنا پڑے گا اور یہاں آتے ہی آپ خود بخود سچ بولنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ آپ اعلیٰ مقام کے حامل ہیں اور بلند مرتبت شخصیت ہیں اس لئے میں آپ کو اپنے ڈیپارٹمنٹ میں طلب کرنے کی بجائے سپیشل فون پر بات کر رہا ہوں تاکہ آپ کی اور میری ہر بات خفیہ رہ سکے۔ میں آپ کو ایک بار پھر تاکید کرتا ہوں کہ آپ سچ سے کام لیں۔ ورنہ......“ عمران نے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور آخر میں جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

”سر۔ میں۔ وہ وہ“...... ڈاکٹر لی شنگ نے عمران کا سرد لہجہ سن

کر خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ڈاکٹر لی سان کارمن گئی ہے۔ اس نے کارمن نژاد لڑکی کا نہ صرف میک اپ کیا ہے بلکہ آپ نے اس کے لئے غیر قانونی طور پر گریٹا کے نام سے کاغذات بھی بنوائے تھے۔ ان کاغذات کی رو سے وہ پہلے کارمن پہنچی تھی اور اس کے بعد اس نے انہی کاغذات اور گریٹا کے ہی میک اپ میں پاکیشیا کا سفر کیا تھا۔ یہ سب کیوں ہوا تھا کیسے ہوا تھا اس کا آپ کو مجھے جواب دینا ہے''...... عمران نے اسی طرح انتہائی سرد اور سخت لہجے میں کہا تو دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی البتہ رسیور میں ڈاکٹر لی شنگ کی تیز تیز سانس لینے کی آوازیں ضرور سنائی دے رہی تھیں جو اس بات کا ثبوت تھیں کہ ڈاکٹر لی شنگ ضرورت سے زیادہ خوفزدہ ہو گیا تھا اور اب خوف کے باعث اس کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکل رہی تھی۔

''ڈاکٹر لی شنگ۔ کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس۔ یس سر۔ سن رہا ہوں''...... ڈاکٹر لی شنگ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تو پھر جواب دیں۔ یہ سن لیں کہ اس وقت میرے پاس شوگرانی پاور ایجنسی کے چیف ہونگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ساری معلومات مجھے انہوں نے ہی مہیا کی ہیں۔ اگر آپ مجھے ان باتوں

کے درست جواب نہ دیں گے تو مجھے مجبوراً انہیں آپ کے پاس بھیجنا پڑے گا۔ پھر آپ سے یہ کیسے اصل حقیقت اگلواتے ہیں یہ آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ نہیں۔ مسٹر ہونگ کو میرے پاس نہ بھیجیں۔ مم مم۔ میں آپ کو ساری بات بتا دیتا ہوں۔ سچ سچ''...... ہونگ کا نام سن کر ڈاکٹر لی شنگ نے خوف سے چیختے ہوئے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔ شوگرانی پاور ایجنسی کے چیف کا نام ہونگ تھا جو شوگران سمیت پوری دنیا میں دہشت کی علامت سمجھا جاتا تھا اور اس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس کے شک کے دائرے میں شوگران کی اعلیٰ سے اعلیٰ شخصیت بھی آ جائے تو وہ اس کا جینا حرام کر دیتا تھا۔ خاص طور پر مجرموں کے لئے وہ انتہائی بے رحم انسان تھا۔ مجرموں کی زبانیں کھلوانے کے لئے وہ جلاد بن جاتا تھا اور جب تک مجرم اس کے سامنے زبان نہ کھول دیتا اس وقت تک وہ اسے مرنے بھی نہیں دیتا تھا۔ عمران نے جان بوجھ کر ڈاکٹر لی شنگ کو ڈرانے کے لئے ہونگ کا نام لیا تھا اور اس کا یہ تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا تھا۔ ہونگ کا نام سنتے ہی ڈاکٹر لی شنگ بری طرح سے ڈر گیا تھا۔

''تو بتائیں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''فون پر۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کے پاس آ جاتا ہوں جناب اور وہاں آ کر آپ کو ساری حقیقت بتا دیتا ہوں''...... ڈاکٹر

لی شنگ نے کہا۔

''اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ سے سپیشل فون پر بات کر رہا ہوں۔ آپ مجھے کھل کر سب کچھ بتا سکتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''اوکے سر۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ڈاکٹر لی سان واقعی کارمن اور کارمن سے ایک خاص کام کے لئے پاکیشیا گئی ہوئی ہے۔ میں نے اس کا میک بھی کرایا تھا اور اس کے کاغذات بھی بنائے تھے تاکہ اس کی شناخت چھپائی جا سکے اور وہ جلد سے جلد اپنا کام پورا کر کے واپس شوگران لوٹ آئے''...... ڈاکٹر لی شنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب یہ بھی بتا دیں کہ ایسا کون سا کام ہے جس کے لئے آپ کو یہ سب کرنا پڑا اور اپنی بیٹی کو میک اپ میں کارمن اور پھر پاکیشیا بھیجنا پڑا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں نے اسے شوگران کے مفاد کے لئے ایک نیا اور حیرت انگیز فارمولا حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہے''...... ڈاکٹر لی شنگ نے کہا تو نہ صرف عمران بلکہ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

''فارمولا۔ کیا مطلب۔ آپ کس فارمولے کی بات کر رہے ہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا کا ایک سائنس دان ہے جس کا نام ڈاکٹر آصف رندھاوا ہے۔ ڈاکٹر آصف اور میں نے ایک ساتھ آکسفورڈ

یونیورسٹی میں ٹاپ کیا تھا۔ ہم دونوں اس وقت سے دوست ہیں۔ ڈاکٹر آصف اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر پاکیشیا کی ایک لیبارٹری میں پہنچ گیا تھا اور میں نے اپنی خدمات شوگران کے لئے وقف کر دی تھیں۔ دور ہونے کے باوجود ہم ایک دوسرے سے رابطے میں رہتے تھے۔ وہ مجھ سے شوگران میں آ کر ملتا بھی تھا اور میں بھی ایک دو بار اس سے ملنے پاکیشیا جا چکا ہوں۔ ہم دونوں کے گہرے مراسم تھے۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا عرصہ دراز تک پاکیشیا کے لئے خدمات انجام دیتا رہا۔ اس نے شادی نہیں کی تھی اور وہ اکیلا ہی اپنے ملازمین کے ساتھ ایک سرکاری رہائش گاہ میں رہتا تھا۔ پاکیشیا اسے ہر ماہ کثیر رقم بطور تنخواہ دیتا تھا لیکن ڈاکٹر آصف رندھاوا خوش نہیں تھا۔ اس میں لالچ کا عنصر تھا۔ وہ راتوں رات ارب پتی بننا چاہتا تھا۔ وہ پاکیشیا کے لئے جب بھی کوئی ایجاد کرتا تو اس کے بدلے پاکیشیا سے وہ بڑے انعام کی توقع کرتا تھا۔ حکومت اسے انعامات سے تو ضرور نوازتی تھی لیکن ڈاکٹر آصف رندھاوا کے لئے یہ انعامات اور اعزازات اس کی امیدوں سے کہیں کم ہوتے تھے اس لئے وہ پاکیشیا سے بددل ہوتا جا رہا تھا۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا کو میں نے بہت سمجھایا کہ وہ اکیلا انسان ہے۔ اس کے عزیز رشتہ دار بھی نہیں ہیں۔ وہ جتنی دولت کما رہا ہے یہ اس کے لئے کافی ہے لیکن وہ میری بات ایک کان سے سنتا اور دوسرے سے نکال دیتا تھا۔ اس پر دولت کمانے کا ایسا جنون سوار تھا جسے

میں بھی ختم نہ کر سکا تھا۔ پھر میرے علم میں آیا کہ ڈاکٹر آصف رندھاوا نے لیبارٹری سے ریٹائرمنٹ لے لی ہے اور پھر مجھے خبر ملی کہ اس نے اپنی رہائش گاہ چھوڑ دی ہے اور کسی دور افتادہ علاقے میں جا کر رہنے لگا ہے لیکن پھر وہ اس جگہ کو بھی چھوڑ کر چلا گیا۔ اس نے مجھ سے پانچ سالوں تک کوئی رابطہ نہ کیا تھا پھر پانچ سال کے بعد اس کا اچانک مجھے فون ملا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ شوگران میں ہی موجود ہے اور مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں اس کی آواز سن کر بہت خوش ہوا تھا ورنہ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ پانچ سال کے عرصے میں وہ شاید ہلاک ہو چکا ہے۔ میں نے اسے فوری طور پر اپنی رہائش گاہ آنے کا کہا تو اس نے میری رہائش گاہ پر آنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ میں اس سے آ کر ملوں۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ میں کسی کو کچھ بتائے بغیر اس سے کسی ایسی جگہ پر آ کر ملوں کہ میری اور اس کی ملاقات کا کسی کو علم نہ ہو سکے۔ مجھے اس پر حیرت ضرور ہوئی تھی لیکن پھر اس کے اصرار پر میں نے اس سے ایک خفیہ جگہ ملاقات کی۔ ہم دونوں چونکہ پانچ سال کے طویل عرصہ بعد مل رہے تھے اس لئے میں نے اس سے خوب گلے شکوے کئے۔ جب میں نے اس سے پوچھا کہ وہ اتنا عرصہ کہاں غائب رہا تھا اور اس نے مجھ سے رابطہ کیوں نہ کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ اس نے پاکیشیائی لیبارٹری کو خیر باد کہہ کر اپنے آبائی گاؤں میں اپنے ذاتی خرچے سے ایک عظیم الشان لیبارٹری قائم کر لی تھی

اور وہ وہیں کام کر رہا تھا''...... ڈاکٹر لی شنگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سانس لینے کے لئے رک گیا۔ عمران اور بلیک زیرو ڈاکٹر لی شنگ کی اس طویل داستان پر خاموش رہے۔ ڈاکٹر لی شنگ چونکہ بوڑھا آدمی تھا اور مسلسل بولتے رہنے کا عادی تھا اس لئے عمران نے اسے درمیان میں ایک بار پھر روکنے، ٹوکنے یا کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہ کی تھی۔

''اس نے کہاں لیبارٹری بنائی تھی''...... ڈاکٹر لی شنگ کے خاموش ہونے پر عمران نے پوچھا۔

''اس نے مجھے اپنی لیبارٹری کا محل وقوع نہیں بتایا تھا سر اور نہ ہی میں نے پوچھا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ اپنی لیبارٹری میں ایک انقلابی اور عظیم ایجاد میں مصروف ہے جسے بہت جلد وہ مکمل کرنے والا ہے۔ جب میں نے اس ایجاد کی تفصیل پوچھی تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ ایک ایسی ٹاپ سیکرٹ آئی بنا رہا ہے جسے سیٹلائٹ پر فکسڈ کر کے نہ صرف سرحدی علاقوں کی خفیہ نگرانی کی جا سکتی ہے بلکہ ضرورت پڑنے پر زمین سے سیٹلائٹ پر لگی ہوئی ٹاپ سیکرٹ آئی کو ایکٹیو کر کے اس آئی سے ایسی ریز فائر کی جا سکتی ہیں جو بلاسٹنگ ریز کہلاتی ہیں اور یہ ریز جہاں بھی گرتی ہیں وہاں تباہی اور بربادی پھیلا دیتی ہیں۔ اس ٹاپ سیکرٹ آئی سے نکلنے والی ریز سے سرحدوں میں داخل ہونے والے ٹینک، میزائل لانچرز، ٹینک شکن توپیں اور فورسز سب کو لمحوں میں ختم کیا جا سکتا

ہے۔ ٹاپ سیکرٹ آئی ایک ایسی آئی ہے جسے کسی بھی سیٹلائٹ پر نصب کیا جا سکتا ہے اور یہ آئی بے حد خصوصیات کی حامل ہے جسے نہ تو کسی سیٹلائٹ سے چیک کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس آئی سے نکلنے والی ریز کسی کو دکھائی دے سکتی ہیں۔ یہ ریز دن کی روشنی کے ساتھ ساتھ رات کے اندھیرے میں بھی کام کرتی ہیں اور غیر مرئی طور پر پھیل کر تباہی لا سکتی ہیں۔ چونکہ اس آئی کو نہ چیک کیا جا سکتا ہے اور نہ اس سے نکلنے والی بلاسٹنگ ریز کو دیکھا جا سکتا ہے اس لئے ڈاکٹر آصف رندھاوا نے اسے ٹاپ سیکرٹ آئی کا نام دیا ہے جس کا کوڈ نام ٹی ایس ای ہے۔ اس نے کہا کہ اس نے پانچ سالوں کی کڑی محنت سے یہ آئی بنائی ہے۔ اگر وہ یہ آئی پاکیشیا کے حوالے کر دے تو پاکیشیا اسے اس آئی کی وہ قیمت نہیں دے سکے گا جو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے خیال کے مطابق پاکیشیا اسے انعامات کی شکل میں چند شیلڈز، تمغے اور اسناد کے ساتھ ساتھ چند لاکھ ڈالرز ہی دے گا جبکہ وہ ٹی ایس ای کی مد میں کروڑوں ڈالرز حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ مجھ سے مدد مانگ رہا تھا کہ میری چونکہ سائنس کی دنیا میں پوزیشن ہے اس لئے میرے ساری دنیا کے سائنس دانوں سے رابطے رہتے ہیں۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا چاہتا تھا کہ میں اس کی ایجاد کسی سائنس دان کے ہاتھ فروخت کر دوں تاکہ اسے اس کی امید کے مطابق دولت مل سکے“...... ڈاکٹر لی شنگ نے کہا اور ایک بار پھر سانس لینے کے

لئے رک گیا۔ اس کی باتیں سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا کے لالچ اور اس قدر یونیک اور انوکھی ایجاد کو وہ پاکیشیا کے مفادات کے لئے استعمال کرنے کی بجائے اسے کسی اور سائنس دان کو فروخت کرنا چاہتا تھا یہ سن کر اسے دلی کوفت ہو رہی تھی۔

”ٹی ایس ای فارمولے کے لئے اس کی کتنی ڈیمانڈ تھی“۔ عمران نے پوچھا۔

”وہ دو سو کروڑ ڈالرز کی ڈیمانڈ کر رہا تھا۔ میں چند ایسے سائنس دانوں کو بھی جانتا ہوں جو دوسروں کی ایجادات منہ مانگی قیمت پر خرید کر ان کے ذریعے خود شہرت حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا کی ایجاد میرے لئے بھی حیرت انگیز اور انوکھی تھی۔ میں بھی برسوں سے ایک ایسی ہی ٹاپ سیکرٹ آئی بنانے کا سوچ رہا تھا لیکن مصروفیات کی وجہ سے اپنے اس پراجیکٹ پر کام نہیں کر سکا تھا۔ جب مجھے پتہ چلا کہ ڈاکٹر آصف رندھاوا ایسی آئی بنانے میں کامیاب ہو چکا ہے جیسا میں نے سوچا تھا اور وہ اپنا فارمولا فروخت کر دینا چاہتا تھا تو میں نے یہ فارمولا کسی اور کو فروخت کرنے کی بجائے خود خریدنے کا فیصلہ کر لیا۔ میری ڈاکٹر آصف سے ڈیل ہوئی اور دوست ہونے کی وجہ سے وہ سو کروڑ ڈالرز کے بدلے میں مجھے اپنا فارمولا دینے کے لئے راضی ہو گیا۔ ڈیل کے مطابق مجھے ہاف پے منٹ اسے پہلے دینی تھی اور

ہاف پے منٹ اس فارمولے کے چیک اور او کے ہونے کے بعد۔
وہ فارمولا اپنے ساتھ نہ لایا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ابھی اس
فارمولے پر اس کا کچھ کام باقی ہے۔ چند دنوں میں وہ اپنا کام پورا
کر لے گا تو وہ مجھے فون کر کے بتا دے گا پھر میں ہاف پے منٹ
کا ڈرافٹ یا گارنٹڈ چیک لے کر اس کے پاس پاکیشیا پہنچ جاؤں تو
وہ فارمولے کی فائل مجھے دے دے گا۔ میں فارمولا شوگران لا کر
چیک کروں گا اور جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ واقعی ڈاکٹر آصف
رندھاوا کا فارمولا مکمل اور مستند ہے تو پھر مجھے اس کے فارن
اکاؤنٹ میں باقی کے پچاس کروڑ ڈالرز ٹرانسفر کرنے تھے۔ میں
نے انتظار کیا اور پھر چند روز قبل مجھے ڈاکٹر آصف رندھاوا نے فون
کر کے بتایا کہ وہ فارمولا مکمل کر چکا ہے۔ میں بہت خوش ہوا۔
میں چونکہ بوڑھا تھا اور اس نے مجھے خفیہ طور پر پاکیشیا آنے کا کہا
تھا اور میں اتنا طویل سفر نہ کر سکتا تھا اس لئے میں نے اس کے
پاس اپنی بیٹی ڈاکٹر لی سان کو بھیجنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ میں نے
ڈاکٹر لی سان کو اعتماد میں لیا اور پھر میں نے ڈاکٹر آصف رندھاوا
کو بتا دیا کہ میں نے اپنی بیٹی کو پچاس کروڑ ڈالرز کا گارنٹڈ چیک
دے کر خفیہ طور پر بھیج رہا ہوں۔ وہ اس پر اعتماد کرے اور اس سے
پچاس کروڑ ڈالرز کا چیک لے کر اسے فارمولے کی فائل دے
دے۔ اس نے میری بات مان لی اور پھر میں نے اپنی بیٹی کو
پچاس کروڑ ڈالرز کا گارنٹڈ چیک دے کر پاکیشیا روانہ کر دیا۔ ڈاکٹر

لی سان نے اپنا پاسپورٹ اور کاغذات خود ہی تیار کرائے تھے۔ اس
نے گریٹا کا میک اپ بھی خود کیا تھا اور یہ اسی کا فیصلہ تھا کہ وہ
چونکہ ایک بہت اہم اور قیمتی فارمولے کے حصول کے لئے پاکیشیا جا
رہی ہے اس لئے وہ ڈائریکٹ پاکیشیا جانے کی بجائے کارمن جا کر
وہاں سے ایک سیاح کے روپ میں پاکیشیا جائے گی اور ڈاکٹر
آصف رندھاوا سے مل کر اسے چیک دے کر اس سے فارمولے کی
فائل لے گی اور پھر وہ نئے میک اپ میں واپس شوگران آ جائے
گی۔ یہ ہے ساری حقیقت“...... ڈاکٹر لی شنگ نے ساری تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

”تو آپ پاکیشیا سائنس دان کا فارمولا خرید کر شوگران میں
اسے اپنے نام سے پیش کرنا چاہتے تھے“...... عمران نے غراہٹ
بھرے لہجے میں کہا۔

”مم مم۔ میں صرف یہ باور کرانا چاہتا تھا کہ یہ میرا فارمولا ہے
لیکن اس فارمولے کا فائدہ میں صرف اور صرف شوگران کو ہی پہنچانا
چاہتا تھا اسی لئے میں نے اس فارمولے کے حصول کے لئے اپنی
ساری جمع پونجی ڈاکٹر آصف رندھاوا کو دینے کا فیصلہ کیا تھا“۔ ڈاکٹر
لی شنگ نے خوف بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ آپ نے اب تک اپنی لگن ذہانت اور محنت سے جو
کچھ شوگران کے لئے کیا ہے اور جس قدر نیک نامی کمائی ہے وہ
آپ یہ کام کر کے کہ کسی دوسرے کا فارمولا اپنے نام سے منسوب

کر خود کو بدنام اور برباد کرنا چاہتے ہیں اور وہ بھی اس عمر میں۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ نے جس طرح پاکیشیائی سائنس دان سے فارمولا خریدنے کی کوشش کی ہے کیا آپ کی یہ کوشش دنیا سے چھپی رہے گی۔ دنیا کو جب پتہ چلے گا کہ آپ جیسا نامور سائنس دان بھی دوسرے عام سائنس دانوں کی طرح دوسروں کے کاندھوں پر بندوق رکھ کر چلانے والے بن گئے ہیں تو پھر کہاں جائے گا آپ کا نام، آپ کی نیک نامی اور آپ کا مرتبہ۔ آپ کی زندگی بھر کی محنت پر دھبہ لگ جائے گا اور یہی سمجھا جائے گا کہ آپ اس قابل ہی نہیں تھے کہ آپ شوگران کے لئے ایجادات کر سکتے بلکہ ہر کوئی یہی کہے گا کہ آپ نے اب تک شوگران کے لئے جتنی بھی ایجادات کی ہیں وہ آپ کی نہیں کسی اور کی ہیں اور آپ نے یہ ایجادات دولت سے خرید کر اپنا نام بنایا ہے''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''لل لل۔ لیکن سر''...... ڈاکٹر لی شنگ نے کہنا چاہا۔

''نو ڈاکٹر لی شنگ۔ نو آرگومنٹس۔ آپ کے اس اقدام سے مجھے بے حد رنج ہوا ہے۔ میں آپ کو آئیڈیل سمجھتا تھا لیکن آپ نے پاکیشیائی سائنس دان سے ایک فارمولا خرید کر اسے اپنے نام سے شو کرنے کا ارادہ کر کے میرے دل کو شدید ٹھیس پہنچائی ہے۔ میں آپ کے اس اقدام کی کسی بھی صورت میں حمایت نہیں کروں گا۔ آپ کی اس حماقت کی وجہ سے آپ تو بدنام ہوں گے ہی،

ساتھ ہی شوگران کی شہرت بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ پوری دنیا یہی سمجھے گی کہ شوگرانی سائنس دان دوسرے سائنس دانوں سے فارمولے خرید کر ان پر کام کرتے ہیں اور نام نہاد شہرت حاصل کرتے ہیں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''آئی ایم سوری سر۔ رئیلی ویری سوری۔ میں نے تو محض ایک اہم اور بڑی ایجاد کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا۔ اگر آپ کو یہ پسند نہیں ہے تو میں ابھی ڈاکٹر لی سان کو واپس بلا لیتا ہوں کہ وہ چیک لے کر واپس آ جائے اور ڈاکٹر آصف رندھاوا سے فارمولا حاصل نہ کرے''...... ڈاکٹر لی شنگ نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''جب پانی سر سے گزر جاتا ہے تو باقی کچھ نہیں بچتا ہے ڈاکٹر لی شنگ۔ آپ نے جو کچھ کیا ہے اسے میں آپ کا لالچ ہی کہوں گا اور ہر لالچی انسان کو اس کے لالچ کی سزا ضرور ملتی ہے''...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''لالچ۔ سزا۔ مم مم۔ میں کچھ سمجھا نہیں جناب''...... ڈاکٹر لی شنگ نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''ہونگ کی اطلاعات کے مطابق آپ کے لئے ایک بری خبر ہے''...... عمران نے کہا۔

''بب بب۔ بری خبر۔ کیا مطلب''...... ڈاکٹر لی شنگ نے اسی انداز میں کہا۔

''پاکیشیا میں ڈاکٹر آصف رندھاوا کو قتل کر دیا گیا ہے اور جہاں

اس کی لاش پائی گئی ہے وہاں سے کچھ فاصلے پر ایک لڑکی کی بھی لاش ملی ہے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''لل لل۔ لڑکی کی لاش''...... ڈاکٹر لی شنگ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ وہ لاش آپ کی بیٹی لی سان کی ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف جیسے ڈاکٹر لی شنگ گنگ سا ہو کر رہ گیا۔

''اگر وہاں ملنے والی لاش واقعی ڈاکٹر لی سان کی ہے تو پھر یہ آپ کی غلطی کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس صدمے کو برداشت کرنے کے لئے آپ کو تیار رہنا ہو گا۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

''یہ ڈاکٹر آصف رندھاوا پاگل تو نہیں ہو گیا تھا جو اس نے اس قدر اہم اور خاص ایجاد کو پاکیشیا کے حوالے کرنے کی بجائے شوگرانی سائنس دان کو فروخت کر دیا تھا''...... بلیک زیرو نے حیرت اور غصیلے لہجے میں کہا۔

''جب انسان کے دماغ میں لالچ کا کیڑا رینگنا شروع کر دیتا ہے تو وہ اسے کسی کل چین نہیں لینے دیتا۔ تم نے سنا نہیں ڈاکٹر لی شنگ نے کہا تھا۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا ایک لالچی اور دولت پرست انسان تھا جو اپنی کارکردگی اور اپنے کام کا زیادہ سے زیادہ مفاد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس لالچ نے ہی اس کا دماغ خراب کیا تھا

اور اس نے اپنا فارمولا شوگرانی سائنس دان کو فروخت کرنے کی کوشش کی تھی جس کے نتیجے میں وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا''۔ عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''اب تو اس بات میں کوئی دو رائے نہیں ہو سکتی ہے کہ جنگل میں جو لاش ملی تھی وہ ڈاکٹر لی سان کی ہی تھی۔ وہ یقیناً ڈاکٹر آصف رندھاوا سے ملنے جنگل میں موجود اس کے خفیہ ٹھکانے پر گئی ہو گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب ڈاکٹر لی شنگ اور ڈاکٹر آصف رندھاوا نے فارمولے کا سودا کیا تھا اور ڈاکٹر لی شنگ نے اپنی بیٹی کو پچاس کروڑ ڈالرز کا گارنٹڈ چیک دے کر ڈاکٹر آصف کے پاس بھیجا تھا تو پھر ڈاکٹر آصف اور اس کے ساتھ موجود دوسرے آدمی کو کس نے گولیاں مار کر ہلاک کیا تھا اور جب ڈاکٹر لی سان وہاں سے نکل رہی تھی تو اسے کس نے گولیاں مار دی تھیں''...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''وہاں یقیناً ان کے علاوہ بھی کوئی موجود ہو گا جسے ٹی ایس ای فارمولے کا پتہ چل گیا ہو گا اور اسے اس بات کی بھی خبر ہو گی کہ ڈاکٹر لی سان اور ڈاکٹر آصف رندھاوا فارمولے کا اسی خفیہ ٹھکانے پر سودا کرنے والے ہیں۔ اس نے ڈاکٹر آصف رندھاوا اور اس کے ساتھی کو ہلاک کرنے کے بعد ڈاکٹر لی سان کو بھی گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہاں ایسا ہو سکتا ہے لیکن ڈاکٹر آصف رندھاوا اور اس کے ساتھی کو عمارت کے تہہ خانے میں گولیاں مار کر ان کی لاشیں جلائی گئی تھیں جبکہ ڈاکٹر لی سان کو جنگل میں گولیاں ماری گئی تھیں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے ڈاکٹر لی سان وہاں سے نکل کر باہر آئی ہو تو وہاں موجود دو آدمیوں میں سے ایک نے تہہ خانے میں جا کر ڈاکٹر آصف رندھاوا اور اس کے ساتھی اور باہر موجود دوسرے آدمی نے ڈاکٹر لی سان کو گولیاں مار کر ہلاک کیا تھا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’جی ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر لی سان جس فارمولے کے حصول کے لئے وہاں آئی تھی وہی فارمولا اس کی موت کا باعث بن گیا ہے اور اس سے کوئی اور فارمولا لے گیا ہے‘‘۔ بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہاں۔ اب ہمیں یہی پتہ لگانا ہے کہ یہ کوئی اور کون ہے اور اسے کیسے علم ہوا کہ ڈاکٹر لی سان اور ڈاکٹر آصف رندھاوا کے درمیان فارمولے کے لین دین کی بات ہو رہی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے مخصوص فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

’’ایکسٹو‘‘...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’صفدر بول رہا ہوں چیف‘‘...... دوسری جانب سے صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے اشارہ کیا تو بلیک زیرو

نے اٹھ کر فوراً فون کا رسیور عمران کو دے دیا۔

’’یس۔ کیا رپورٹ ہے‘‘...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

’’حیرت انگیز رپورٹ ہے چیف۔ سٹی ہسپتال میں آپ نے مجھے جس لڑکی کی لاش کا معائنہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ میں نے اس لڑکی کی لاش کا ایک خاص لوشن سے چہرہ صاف کیا ہے۔ یہ لوشن ہر قسم کے جدید سے جدید میک اپ کو بھی صاف کرنے کی خاصیت رکھتا ہے‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’تمہید مت باندھو۔ یہ بتاؤ کہ وہ لاش کس کی ہے۔ کیا وہ شوگرانی نژاد ڈاکٹر لی سان کی لاش ہے‘‘...... عمران نے غرا کر کہا۔

’’نو چیف۔ یہ لاش ڈاکٹر لی سان کی نہیں ہے‘‘...... صفدر نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

’’کیا مطلب۔ اگر وہ لاش ڈاکٹر لی سان کی نہیں ہے تو پھر کس کی ہے‘‘...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’یہ لاش اسرائیلی سپر لیڈی ایجنٹ سینڈرا کی ہے چیف۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں‘‘...... صفدر نے جواب دیا تو عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

’’سپر لیڈی ایجنٹ سینڈرا‘‘...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’یس چیف۔ اس کا تعلق اسرائیل کی کراسٹ ایجنسی سے ہے

جس کا چیف جوپیٹر ہے۔ کرنل جوپیٹر۔ ایک اسرائیلی مشن کے دوران ہمارا کرنل جوپیٹر اور سُپر لیڈی ایجنٹ سینڈرا سے ٹکراؤ ہو چکا ہے اس لئے میں اس کا چہرہ دیکھتے ہی اسے پہچان گیا تھا“...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیک کرنا تھا کہ وہ ڈبل میک اپ میں نہ ہو“...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”میں نے چیک کر لیا ہے چیف۔ اس نے کارمن نژاد لڑکی کا ہی میک اپ کر رکھا تھا“...... صفدر نے کہا۔

”اوکے۔ تم واپس جاؤ۔ ضرورت پڑی تو میں تمہیں خود کال کر لوں گا“...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”تو آپ نے صفدر کو اس لڑکی کی لاش کا میک اپ چیک کرنے کا حکم دیا تھا“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہاں۔ اب یہ نئی بات سامنے آئی ہے کہ وہ لاش شوگرانی سائنس دان ڈاکٹر لی سان کی نہیں بلکہ اسرائیلی لیڈی سُپر ایجنٹ سینڈرا کی ہے“...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے سن لیا ہے لیکن اگر وہ لیڈی سینڈرا کی لاش ہے تو پھر ڈاکٹر لی سان کہاں ہے۔ اسرائیلی لیڈی ایجنٹ نے اس کی جگہ کب اور کہاں لی ہو گی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”معاملہ پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر لی شنگ اور ڈاکٹر آصف

سے ضرور کوئی چوک ہوئی ہے اور ان دونوں کی کسی غلطی کی وجہ سے ٹاپ سیکرٹ آئی کا راز لیک آؤٹ ہو گیا ہے۔ اب شاید پوری دنیا کے ایجنٹوں کو اس فارمولے کا علم ہو گیا ہے اور وہ سب اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا کا رخ کر رہے ہیں۔ اب اگر لیڈی سُپر ایجنٹ سینڈرا سامنے آئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ کرانس، گریٹ لینڈ، ایکریمیا، کارمن، روسیاہ اور کافرستانی ایجنٹ بھی حرکت میں آ چکے ہوں گے۔ یا تو وہ پاکیشیا پہنچ چکے ہوں گے یا پہنچنے والے ہوں گے۔ بہت جلد پاکیشیا میں سُپر ایجنٹوں کی بہار آنے والی ہے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو صورتحال نہایت خطرناک ہو جائے گی۔ اگر سارے سُپر ایجنٹ ایک ساتھ یہاں پہنچ گئے تو انہوں نے فارمولے کے حصول کے لئے پاکیشیا میں طوفان کھڑا کر دینا ہے۔ ہم کس کس کو روکتے پھریں گے“...... بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہم سب کو ہی روکیں گے۔ یہ فارمولا پاکیشیائی سائنس دان کا ہے۔ وہ بے شک غدار ہو گیا تھا اور اس نے فارمولا دولت کے عیوض بیچ دیا تھا لیکن اب چونکہ وہ ہلاک ہو چکا ہے اس لئے اس فارمولے کا اصل حقدار پاکیشیا ہی ہے اور میں کسی بھی صورت میں اس فارمولے کو پاکیشیا سے باہر جانے نہیں دوں گا“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”تو پھر ہمیں فوری اقدامات اٹھانے ہوں گے تاکہ پاکیشیا میں

سُپر ایجنٹوں کو داخل ہونے سے روکا جا سکے اور اگر وہ یہاں پہنچ چکے ہیں تو پھر انہیں تلاش کر کے انہیں ان کے انجام تک پہنچا دیا جائے یا یہاں سے واپس جانے پر مجبور کر دیا جائے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس سے پہلے ہمیں فارمولا ڈھونڈنا ہو گا کہ وہ کہاں ہے اور سینڈرا کو ہلاک کر کے اس سے کون وہ فارمولا چھین کر لے گیا ہے“...... عمران نے کہا۔

”وہ بھی یقیناً کسی ملک کا سُپر ایجنٹ ہی ہو گا ورنہ لیڈی سُپر ایجنٹ سینڈرا کو اس طرح ہلاک کرنا اور اس سے فارمولا لے جانا کسی عام انسان کے بس کی بات تو ہو نہیں سکتی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی ہے“...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر سوچ میں ڈوب گیا۔

”اب کیا سوچ رہے ہیں آپ“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”اب معاملہ میری سمجھ میں کچھ کچھ آنا شروع ہو گیا ہے۔ اسرائیلی لیڈی ایجنٹ سینڈرا نے یقیناً ڈاکٹر لی سان کو کارمن میں ہی ٹریس کیا ہو گا۔ اس نے ڈاکٹر لی سان پر تشدد کر کے اس کی زبان کھلوائی ہو گی اور پھر اس کا سارا سامان لے کر خود اس کے میک اپ میں یہاں پہنچی ہو گی۔ اس نے ڈاکٹر آصف سے بات کی ہو گی اور پھر وہ سوراج کے علاقے میں موجود جنگل کے خفیہ ٹھکانے

پر پہنچ گئی ہو گی۔ وہاں اس نے یقیناً ڈاکٹر آصف اور اس کے ساتھی سے فارمولے کی فائل حاصل کرنے کے لئے وہی چیک دیا ہو گا جو ڈاکٹر لی شنگ نے اپنی بیٹی ڈاکٹر لی سان کو ڈاکٹر آصف رندھاوا کو دینے کے لئے دیا ہو گا۔ چیک لیتے ہی ڈاکٹر آصف رندھاوا نے فارمولے کی فائل سینڈرا کو دے دی ہو گی اور سینڈرا نے فائل چیک کر کے انہیں گولیاں مار دی ہوں گی۔ انہیں ہلاک کرنے کے بعد یقیناً سینڈرا نے ہی تمام ثبوت مٹانے کے لئے تہہ خانے میں آگ لگائی ہو گی۔ اس کے بعد وہ فارمولا لے کر جیسے ہی باہر پہنچی ہو گی۔ باہر کوئی اور سُپر ایجنٹ جو اس کی گھات لگائے بیٹھا ہو گا اس نے سینڈرا کو موقع دیئے بغیر اس پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا ہو گا اور اس سے فائل لے کر نکل گیا ہو گا“...... عمران نے اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہ ہو گا کون جس نے سینڈرا کو فالو کیا ہو گا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ جو بھی ہے۔ جلد ہی اس کا پتہ چل جائے گا۔ وہ جنگل میں سینڈرا کے پیچھے گیا ہو گا۔ جنگل میں کافی دیر رکنے کے بعد ہی اس نے واپسی پر سینڈرا کو نشانہ بنایا ہو گا اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ جنگل میں اپنا کوئی نہ کوئی نشان ضرور چھوڑ گیا ہو گا۔ ہمیں اس نشان کو ہی تلاش کرنا ہے اور نشان ملتے ہی ہم اس کی شہ رگ تک پہنچ سکتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

"اگر اس نے وہاں کوئی نشان یا نشانی چھوڑی ہوتی تو ٹائیگر کو وہاں سے اس کے بارے میں کوئی نہ کوئی کلیو ضرور مل گیا ہوتا۔ فون پر اس نے ایسی تو کوئی بات نہیں بتائی تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ ذہین آدمی ہے۔ جلد ہی اسے کوئی نہ کوئی کلیو ضرور مل جائے گا"...... عمران نے کہا۔ اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اسی لمحے ایک بار پھر اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے فوراً جیب سے سیل فون نکالا اور سکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگا۔ سکرین پر ٹائیگر کا نمبر ڈسپلے ہوتے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی اور اس نے سیل فون آن کر دیا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"جانتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تمہیں وہاں سے ڈاکٹر آصف رندھاوا اور اس کے ساتھی کے ساتھ ساتھ اب اس لڑکی کے قاتل کا بھی کوئی کلیو مل گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیس باس۔ لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا کہ مجھے یہاں قاتل کا کلیو ملا ہے"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"علم نجوم کے ذریعے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"علم نجوم کے ذریعے۔ کیا مطلب"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم اس علم کے چکروں میں نہ پڑو۔ خواہ مخواہ الٹے سیدھے علوم حاصل کرنے کے چکر میں عاقبت ہی خراب ہوتی ہے۔ یہ بتاؤ

کہ کیا کلیو ملا ہے تمہیں"...... عمران نے کہا۔

"جنگل میں ایک درخت کے پاس مجھے سرخ رنگ ایک کارڈ ملا ہے باس۔ یہ کارڈ دارالحکومت کے ایک کلب کا ہے۔ جارج کلب کا۔ یہ ممبر شپ کارڈ ہے جس پر فوسن کا نام لکھا ہوا ہے"۔ ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کہاں سے ملا ہے یہ کارڈ"...... عمران نے پوچھا۔

"جہاں سے لڑکی پر فائرنگ کی گئی تھی۔ یہاں گولیوں کے خالی شیل بھی موجود ہیں جو اس بات کے ثبوت ہیں کہ یہاں جو آدمی تھا اس نے ہی چھپ کر لڑکی پر فائرنگ کی تھی اور جلدی میں اس کا کلب ممبر شپ کارڈ گر گیا تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"گڈ۔ اب جب ایک کلیو تمہارے ہاتھ لگ گیا ہے تو پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ اب تمہیں کیا کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیس باس۔ مجھے اس فوسن کو تلاش کرنا ہے اور وہ مجھے جارج کلب میں ہی مل سکتا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"جارج کلب کا پتہ کیا ہے"...... عمران نے پوچھا تو ٹائیگر نے اسے جارج کلب کا ایڈریس بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم کلب کے پاس پہنچو تھوڑی دیر تک میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میرے لئے کیا ہدایات ہیں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''تم ممبران کو الرٹ رہنے کا حکم دے دو اور جولیا سے کہو کہ وہ سوپر فیاض کے پاس جائے۔ اسے اس پولیس انسپکٹر سے ملنا ہے جس نے غیر ملکی لڑکی کی لاش تحویل میں لی تھی۔ لاش کے لباس سے پولیس انسپکٹر کو جو بھی سامان ملا ہے وہ سب یہاں منگوا لو۔ ہو سکتا ہے کہ سینڈرا کے سامان سے ہمیں کچھ اور بھی مل جائے جو اس کیس میں ہمارے کام آ سکے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران مڑ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دستک کی آواز سن کر ہائنا چونک پڑی اور دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

''کون ہے''...... اس نے اونچی آواز میں پوچھا۔

''میں ہوں۔ دروازہ کھولو''...... باہر سے رابن کی آواز سنائی دی تو اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔ وہ تیزی سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہ دونوں پاکیشیا پہنچ چکے تھے۔ پاکیشیا پہنچ کر رابن نے ایک تھری سٹار ہوٹل میں ایک کمرہ حاصل کیا تھا اور وہ دونوں اسی کمرے میں میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے تھے۔ ایک روز آرام کرنے کے بعد رابن اسے ہوٹل میں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ وہ مسلسل دو تین روز سے مسلسل صبح چلا جاتا تھا اور پھر رات کو ہی واپس آتا تھا۔ اس دوران ہائنا ہوٹل میں اکیلی رہ رہ کر بور ہو جاتی تھی۔ اس نے دروازے کے پاس جا کر لاک کھولا اور پھر ہینڈل گھما کر دروازہ کھول دیا۔ باہر واقعی رابن کھڑا تھا اور

اس کا حلیہ دیکھ کر صاف لگ رہا تھا کہ وہ بھاگ دوڑ کر کر کے خاصا تھکا ہوا ہے۔

''آ گئے تم''...... ہانا نے اسے گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ آ گیا ہوں''...... رابن نے تھکے تھکے لہجے میں کہا تو ہانا نے اس کے لئے راستہ چھوڑ دیا وہ اندر آیا تو ہانا نے دروازہ بند کیا اور اسے لاک لگا کر واپس پلٹ پڑی۔ رابن آگے جا کر صوفے پر یوں بیٹھ گیا جیسے اب دوبارہ اس میں اٹھنے کی ہمت نہ ہو۔

''کیا میں تم سے کچھ پوچھ سکتی ہوں''...... ہانا نے آ کر رابن کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سخت اور غصیلے لہجے میں کہا۔

''ابھی نہیں ہنی۔ ابھی میں تھکا ہوا ہوں۔ مجھے تھوڑا سا ریسٹ کر لینے دو پھر تم جو بھی پوچھو گی میں تمہیں بتا دوں گا''...... رابن نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے ابھی سب کچھ بتانا ہو گا۔ میں یہاں تمہارے ساتھ کام کرنے کے لئے آئی ہوں۔ جھک مارنے کے لئے نہیں جو تم مجھے اکیلی یہاں چھوڑ کر روز غائب ہو جاتے ہو۔ بتاؤ کہاں جاتے ہو تم اور تم مجھے اپنے ساتھ کیوں نہیں لے جاتے۔ بولو۔ جواب دو''...... ہانا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں ڈاکٹر آصف رندھاوا کی تلاش میں ہی لگا ہوا ہوں ہنی۔ اس کی تلاش کے لئے مجھے جگہ جگہ مارا مارا پھرنا پڑ رہا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ تم میرے ساتھ جوتیاں چٹخاتی پھرو اسی لئے میں اکیلا ہی نکل جاتا تھا''...... رابن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ پھر کچھ پتہ چلا اس کا''...... ہانا نے سر جھٹک کر کہا۔

''نہیں۔ میں نے وزارت سائنس کے سیکشن آفیسر سے مل کر اس کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ اس سے صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ وہ چند سال پہلے ایک لیبارٹری میں کام کرتا تھا پھر اس نے ازخود ریٹائرمنٹ لے لی تھی۔ اس کے بعد وہ اپنے کسی آبائی گاؤں میں منتقل ہو گیا تھا''...... رابن نے جواب دیا۔

''تو اس کے آبائی گاؤں کا معلوم کیا''...... ہانا نے پوچھا۔

''ہاں۔ لیکن سیکشن آفیسر کے کہنے کے مطابق اس نے شہر سے اپنی رہائش گاہ چھوڑ دی تھی اور جس گاؤں میں منتقل ہوا تھا وہاں سے بھی غائب ہو گیا تھا اور اب کئی سال گزرنے کے باوجود اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے۔ زندہ بھی ہے یا نہیں''...... رابن نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم نے تین دن ضائع کر دیئے ہیں نانسنس۔ ہمیں دس روز دیئے گئے تھے۔ اتنی بھاگ دوڑ کے باوجود تمہیں ڈاکٹر آصف رندھاوا کا کوئی سراغ نہیں ملا ہے تو ہم باقی کے سات دنوں میں اسے کیسے تلاش کریں گے''...... ہانا نے کہا۔

”میں کوشش کرتو رہا ہوں“...... رابن نے کہا۔

”کیا خاک کوشش کر رہے ہو۔ کروڑوں افراد میں سے ایک ایسے انسان کو ہم کیسے تلاش کریں گے جو پانچ سال پہلے ہی غائب ہو چکا ہو“...... ہائنا نے منہ بنا کر کہا۔

”میں نے یہاں ایک گروپ ہائر کیا ہے۔ وائٹ گروپ۔ اس گروپ کا باس نائیڈ ہے۔ میں نے اسے کام پر لگا دیا ہے۔ وہ تیز اور انتہائی بااعتماد شخص ہے۔ اس کی معلومات کا دائرہ بھی وسیع ہے۔ امید ہے وہ جلد ہی ڈاکٹر آصف رندھاوا کا کوئی نہ کوئی سراغ ضرور ڈھونڈ نکالے گا“...... رابن نے کہا۔

”ہمارے پاس بھی اسے تلاش کرنے کا کوئی وے آف ایکشن ہونا چاہئے ورنہ کیا ہم یونہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے“۔ ہائنا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بے فکر رہو۔ جلد ہی اس تک پہنچنے کا کوئی نہ کوئی راستہ مل جائے گا“...... رابن نے کہا۔

”ہمارے پاس سات دن ہیں رابن۔ کچھ کرو۔ جیسے بھی ہو اسے تلاش کرو۔ میں یہاں سے ناکام واپس نہیں جانا چاہتی۔ مجھے ہر صورت میں ڈاکٹر آصف رندھاوا کو تلاش کرنا ہے اور اسے ہلاک کر کے اس سے ٹی ایس ای فارمولا حاصل کرنا ہے۔ سمجھے تم“۔ ہائنا نے سخت اور نہایت بے چین لہجے میں کہا۔

”میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ ناکامی کا لفظ تو تم اپنے ذہن سے

نکال دو۔ ہم سپر ایجنٹس ہیں اور ہماری ڈکشنری میں ناکامی کا کوئی لفظ نہیں ہے۔ سات دن بہت ہوتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہمیں آج کل میں ہی اس کا کوئی نہ کوئی سراغ ضرور مل جائے گا۔ ایک بار ہمیں اس کا پتہ مل گیا تو پھر اس تک پہنچ کر اس سے فارمولا حاصل کرنا اور اسے ہلاک کرنا ہمارے لئے بھلا کیا مشکل ہو سکتا ہے“...... رابن نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ جو بھی ہے اب تم اکیلے کہیں نہیں جاؤ گے۔ تمہیں جہاں بھی جانا ہو گا تم مجھے اپنے ساتھ لے کر جاؤ گے۔ میں یہاں اکیلی بور ہو جاتی ہوں“...... ہائنا نے کہا۔

”او کے ہنی۔ میں اب جہاں بھی جاؤں گا تمہیں ساتھ لے جاؤں گا۔ خوش“...... رابن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے خوشی تب ہو گی جب ہم ڈاکٹر آصف رندھاوا کی لاش کے پاس کھڑے ہوں گے اور ٹی ایس ای فارمولا ہمارے ہاتھ میں ہو گا“...... ہائنا نے جواب دیا۔

”جلد ہی یہ وقت بھی آ جائے گا اور ہاں میں تمہیں یہ بتانا بھول ہی گیا کہ میں نے آج فاکسن کو دیکھا ہے“...... رابن نے کہا۔

”فاکسن۔ کون ہے یہ“...... ہائنا نے چونک کر کہا۔

”وہی جو کرانس کے فارن آفس میں کام کرتا ہے۔ تمہارا سابقہ بوائے فرینڈ“...... رابن نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہائنا یکلخت اچھل

پڑی۔

''اوہ اوہ۔ وہ یہاں کیا کر رہا ہے''...... ہائنا نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے وہ یہاں سیر و تفریح کے لئے آیا ہو۔ میں ہوٹل گریس میں لنچ کرنے گیا تھا تو میں نے اسے وہاں سے نکلتے دیکھا تھا''...... رابن نے کہا۔

''کیا اس نے تمہیں دیکھا تھا''...... ہائنا نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ کاؤنٹر پر گیا تھا اور کاؤنٹر مین سے کچھ پوچھ کر انہی قدموں واپس چلا گیا تھا''...... رابن نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی یہاں ڈاکٹر آصف رندھاوا کے پیچھے آیا ہے تاکہ اس سے فارمولا حاصل کر سکے''۔ ہائنا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو اس بار رابن چونک پڑا۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو۔ وہ فارن آفس کا آدمی ہے۔ اس کا ڈاکٹر آصف رندھاوا یا فارمولے سے کیا تعلق''...... رابن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم اسے نہیں جانتے۔ وہ بظاہر کرانس کے فارن آفس میں کام کرتا ہے لیکن حقیقت میں وہ کارمن کا سُپر ایجنٹ ہے۔ میں ایک دو بار اس کے ساتھ بھی فری لانسر کے طور پر کام کر چکی ہوں۔ اس کا کام ہی دنیا بھر میں موجود انتہائی اہم سائنسی فارمولے کارمن کے لئے حاصل کرنا ہے۔ وہ کارمن کی ریڈ ایجنسی کے لئے کام کرتا

ہے۔ یقیناً اسے اطلاع مل گئی ہو گی کہ پاکیشیا میں ڈاکٹر آصف رندھاوا کے پاس ٹاپ سیکرٹ آئی فارمولا ہے اس لئے وہ اس کے پیچھے آیا ہو گا اور اسے یہاں کارمن ریڈ ایجنسی کے چیف ہائیڈرو نے بھیجا ہو گا''...... ہائنا نے کہا۔

''حیرت ہے۔ یہ بات تم نے پہلے کبھی نہیں بتائی''...... رابن نے کہا۔

''تم نے کبھی پوچھا ہی نہیں۔ بہرحال اگر وہ یہاں ہے تو ہمیں اور تیزی سے کام کرنا پڑے گا۔ اس کے تعلق فارن آفس سے ہے اس لئے اس کے دنیا بھر کے فارن آفس کے گروپ سے تعلقات ہیں۔ ان گروپس کے ذریعے اس نے یقیناً اب تک ڈاکٹر آصف رندھاوا کا پتہ لگا لیا ہو گا''...... ہائنا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''مجھے نہیں لگتا کہ اس نے ڈاکٹر آصف رندھاوا کو ٹریس کر لیا ہو گا''...... رابن نے کہا۔

''اگر ابھی تک اس نے ٹریس نہیں کیا تو یہ اچھی بات ہے۔ اگر فاکسن یہاں ہے تو پھر سمجھ لو کہ ٹی ایس ای فارمولا انتہائی اہمیت کا حامل ہے جسے حاصل کرنے کے لئے اگر فاکسن یہاں آ سکتا ہے تو پھر دوسرے ممالک کے سُپر ایجنٹس بھی یہاں پہنچ چکے ہوں گے یا پہنچنے والے ہوں گے اس لئے ہمیں ان سب سے تیزی دکھانی ہو گی اور فارمولا حاصل کرتے ہی یہاں سے نکلنا ہو گا ورنہ ہم واقعی مشکل میں پھنس جائیں گے''...... ہائنا نے کہا۔

”اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اگر اس ملک میں غیر ملکی ایجنٹوں کی یلغار ہو گئی تو ان کی موجودگی ہمارے لئے پریشانی کا باعث بن جائے گی اور ہم آسانی سے فارمولا لے کر یہاں سے نہیں نکل سکیں گے“...... رابن نے چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

”کسی طرح سے پتہ لگاؤ کہ وہ کہاں ٹھہرا ہوا ہے۔ ہم اس کی نگرانی کریں گے۔ اگر اسے ڈاکٹر آصف رندھاوا کا علم ہوا تو ہم اسے ہلاک کر کے خود ڈاکٹر آصف رندھاوا تک پہنچ جائیں گے“...... ہائنا نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ میں جس ہوٹل میں لنچ کر رہا تھا۔ میرے ساتھ نائیڈ کا ایک آدمی موجود تھا۔ اس نے بھی فاکسن کو دیکھا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ سامنے والے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے جسے وہ پہلے بھی دیکھ چکا ہے“...... رابن نے کہا۔

”تو پھر کرو نائیڈ کو فون اور اس سے کہو کہ وہ فوراً فاکسن کی نگرانی پر کسی کو لگا دے“...... ہائنا نے کہا تو رابن نے اثبات میں سر ہلا کر جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

”یس۔ وائٹ کلب“...... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

”رابن بول رہا ہوں۔ نائیڈ سے بات کراؤ“...... رابن نے کرخت لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس۔ نائیڈ بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد ایک کرخت مردانہ آواز سنائی دی۔

”رابن بول رہا ہوں نائیڈ“...... رابن نے کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ حکم“...... نائیڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کرانس کا سپر ایجنٹ فاکسن جو عرف عام میں ایس ایس اے کہلاتا ہے۔ کیا تم اسے جانتے ہو“...... رابن نے پوچھا۔

”نو سر۔ میں اسے نہیں جانتا اور نہ ہی میرا اس سے کبھی واسطہ پڑا ہے“...... نائیڈ نے جواب دیا۔

”تمہارا نمبر ٹو سکائٹ میرے ساتھ تھا۔ اس نے بھی ایک ہوٹل میں اسے دیکھا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ اسے جانتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ الائیڈ ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ کہاں ہے سکائٹ۔ میری اس سے بات کراؤ“...... رابن نے کہا۔

”سکائٹ تو میرے ایک کام سے باہر گیا ہوا ہے۔ اسے آنے میں دیر لگے گی۔ آپ مجھے اس فاکسن کے بارے میں تفصیل بتا دیں۔ میں خود جا کر اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لیتا ہوں“...... نائیڈ نے کہا۔

”او کے۔ سنو۔ فاکسن ایک تجربہ کار اور انتہائی خطرناک سپر ایجنٹ ہے۔ تم نے اس کی بھرپور نگرانی کرنی ہے۔ وہ کس سے ملتا ہے اور کہاں آتا جاتا ہے مجھے اس کی پل پل کی رپورٹ چاہئے۔

سمجھ گئے تم''...... رابن نے کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ اس معاملے میں مجھے وسیع تجربہ حاصل ہے۔ میرے پاس جدید ترین آلات بھی ہیں۔ میں ان آلات کی مدد سے اس کی آسانی سے نگرانی کرسکتا ہوں جس کا اسے علم بھی نہیں ہوگا''...... نائیڈ نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''بس یاد رہے کہ وہ کسی صورت میں چوکنا نہ ہو اور تمہیں ڈاج دے کر غائب نہ ہو جائے۔ یہ بھی سن لو کہ میں نے تم پر اعتماد کر کے تمہیں ہر بات تفصیل سے بتا دی ہے اور اس کی تمہیں منہ مانگی قیمت بھی دی ہے۔ ہم جس سائنس دان کو تلاش کر رہے ہیں ہمیں یقین ہے کہ فاکسن بھی اسی سائنس دان کی تلاش میں یہاں آیا ہوا ہے۔ تم نے اس سے تمام ملنے والی معلومات کا تجزیہ بھی کرنا ہے اور اگر ہمارا خیال درست ہو یا غلط تمہیں ہر صورت میں مجھے مطلع کرنا ہے''...... رابن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ آپ نے اچھا کیا ہے جو ئیے اس کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی ہے۔ اب میں ہر پہلو کا خیال رکھوں گا''...... نائیڈ نے جواب دیا۔

''او کے''...... رابن نے کہا اور سیل فون بند کر دیا۔

''فاکسن کی نگرانی کا کام تو تم نے نائیڈ کے ذمہ لگا دیا ہے۔ اب ہمیں کیا کرنا ہے''...... ہائنا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں تو جو کرسکتا تھا کر چکا ہوں۔ تم بھی میرے ساتھ اسی کام کے لئے آئی ہو۔ اکیلی رہ کر بور ہونے کی بجائے تم بھی تو کچھ سوچ سکتی تھی''...... رابن نے کہا تو ہائنا بے اختیار ہنس پڑی۔

''جب تم باہر جاتے تھے تو میں تم سے کہتی تھی کہ مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ اکیلے کچھ نہ کرسکو گے اس وقت تو تم میری بات سنتے نہیں تھے۔ اب جب ناکام ہو گئے ہو تو مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ بھگتو اکیلے اب''...... ہائنا نے ہنستے ہوئے کہا تو رابن بھی ہنس پڑا۔

''اپنی اس غلطی کو تسلیم کر کے میں اپنے کان پکڑ لیتا ہوں''۔ رابن نے مسکرا کر کہا اور اس نے واقعی کان پکڑ لئے۔ یہ دیکھ کر ہائنا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''صرف کان پکڑنے سے کام نہیں چلے گا''...... ہائنا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کہتی ہو تو میں تمہارے سامنے زمین پر ناک بھی رگڑ لیتا ہوں''...... رابن نے کہا تو ہائنا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''نہیں۔ ناک رگڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم اپنی غلطی تسلیم کر رہے ہو تو میں تمہیں اس غلطی پر صرف ایک ہی شرط پر معاف کرسکتی ہوں''...... ہائنا نے کہا۔

''کس شرط پر''...... رابن نے پوچھا۔

''آج ڈنر تم کراؤ گے جو میری پسند کا ہوگا اور تم بھی میرے

ساتھ میری پسند کے ہوٹل میں ڈنر کرو گے''...... ہائنا نے کہا۔

''مجھے منظور ہے بلکہ ایسی سزا تو میں روز بھگتنے کے لئے تیار ہوں''...... رابن نے مسکرا کر کہا۔

''ضروری نہیں ہے کہ روز ایسی ہی آسان سزا ملے کسی دن میں نے تمہیں الٹا لٹکنے کی سزا دے دی تو تمہارا حشر ہو جائے گا''۔ ہائنا نے ہنس کر کہا تو رابن بھی ہنس پڑا۔

''اچھا۔ اب اگر تمہارے ذہن میں ڈاکٹر آصف رندھاوا کو ڈھونڈنے کی کوئی ترکیب ہے تو بتاؤ''...... رابن نے کہا۔

''ڈاکٹر آصف رندھاوا پاکیشیا کی ہی شہریت رکھتا ہے۔ اگر ہم پاکیشیا کے رجسٹریشن آفس یا پھر پاسپورٹ آفس سے معلومات حاصل کریں تو ہمارا کام آسان ہو سکتا ہے۔ اس کے آئیڈنٹی کارڈ اور پاسپورٹ یا پھر ان آفسز میں اس کے جمع کرائے ہوئے کاغذات سے اس کا کوئی نہ کوئی پتہ سامنے آ سکتا ہے۔ اور کچھ نہیں تو ہمیں اگر اس کے کسی عزیز کا پتہ مل جائے تو ہم اس کے ذریعے بھی اس تک پہنچ سکتے ہیں''...... ہائنا نے کہا۔

''میری اطلاع کے مطابق ڈاکٹر آصف رندھاوا کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ وہ اکیلا رہتا ہے البتہ اس کا ایک دور کا عزیز ہے جو اس کے اسسٹنٹ کے طور پر کام کرتا ہے اور اس کا نام ڈاکٹر حسن ہے۔ ڈاکٹر حسن بھی ہمیشہ اس کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ رہی بات رجسٹریشن آفس اور پاسپورٹ آفس کے ریکارڈ میں موجود ڈاکٹر

آصف رندھاوا کے کاغذات کی تو میں یہ بھی چیک کرا چکا ہوں۔ یہ کاغذات بھی میں نے بھاری معاوضہ ادا کر کے حاصل کئے تھے لیکن ان میں جو ایڈریس ہیں وہ سب پرانے ہیں''...... رابن نے جواب دیا۔

''تو پھر اس کے دور کے عزیز ڈاکٹر حسن کا پتہ کراؤ۔ اس کے رشتہ دار تو ہوں گے یا وہ بھی ڈاکٹر آصف کی طرح اس دنیا میں اکیلا ہی ہے''...... ہائنا نے کہا تو رابن چونک پڑا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی۔ اس طرف تو میرا دھیان ہی نہیں گیا تھا۔ واقعی اگر ہم ڈاکٹر حسن کے بارے میں پتہ کرا لیں تو اس کے ذریعے ہم ڈاکٹر آصف تک پہنچ سکتے ہیں''...... رابن نے کہا۔

''تو پھر مان لو کہ میں تم سے زیادہ ذہین ہوں''...... ہائنا نے ہنس کر کہا تو رابن بے اختیار ہنس پڑا۔

''عورتیں واقعی ذہین ہوتی ہیں''...... رابن نے کہا۔

''یہ کہو کہ عورتیں ہی ذہین ہوتی ہیں''...... ہائنا نے کہا تو اس بار رابن بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''تمہارے کہنے کا مطلب کہ ہم مرد احمق ہوتے ہیں''۔ رابن نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں بالکل۔ تم جیسے احمق مردوں کو ہم عورتیں ہی سدھارتی ہیں''...... ہائنا نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو رابن ہنس ہنس کر بے حال ہو گیا۔

''لگتا ہے یہاں کی آب و ہوا تمہیں ضرورت سے زیادہ راس آ گئی ہے جو تم ہر بات کا ترکی بہ ترکی جواب دے رہی ہو''۔ رابن نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ واقعی یہ یہاں کی آب و ہوا کا ہی اثر ہو''۔ ہائنا نے جواب دیا۔

''او کے۔ میں نائیڈ کو فون کرتا ہوں تاکہ وہ رجسٹریشن آفس اور پاسپورٹ آفس سے ڈاکٹر حسن کے کوائف حاصل کر لے۔ ڈاکٹر حسن کا پتہ مل جائے تو باقی سارا کام آسان ہو جائے گا''۔ رابن نے کہا تو ہائنا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ رابن نے ایک بار پھر جیب سے سیل فون نکالا اور وائٹ کلب کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ وائٹ کلب''...... رابطہ ملتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''رابن بول رہا ہوں۔ نائیڈ سے بات کراؤ''...... رابن نے سخت لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

''نائیڈ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد نائیڈ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''رابن بول رہا ہوں''...... رابن نے کہا۔

''اوہ۔ اچھا ہوا باس آپ نے فون کر لیا میں بھی آپ کو فون کرنے ہی والا تھا''...... دوسری طرف سے نائیڈ نے تیز تیز بولتے

ہوئے کہا۔

''کیوں۔ کوئی خاص بات ہے جو تم مجھے فون کر رہے تھے''۔ رابن نے کہا۔ اس نے چونکہ لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے ہائنا بھی آواز سن رہی تھی۔

''یس باس۔ ڈاکٹر آصف کے بارے میں ایک خبر ملی ہے''۔ نائیڈ نے کہا تو رابن اور ہائنا چونک پڑے۔

''اوہ۔ کیا خبر ہے۔ کہاں ہے وہ''...... رابن نے کہا۔

''اسے اور اس کے ایک اسسٹنٹ جس کا نام ڈاکٹر حسن ہے دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے باس''...... نائیڈ نے کہا تو رابن اور ہائنا اچھل پڑے۔ ان کے رنگ یکلخت متغیر ہو گئے۔

''ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... رابن نے ہکلاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''یس باس۔ میرے پاس مستند اطلاع ہے۔ ڈاکٹر آصف اور اس کے اسسٹنٹ کو پہلے گولیاں ماری گئی تھیں اور پھر ان کی لاشیں جلا کر بھسم کر دی گئی تھیں اور یہ کام ایک کارمن نژاد لڑکی گریٹا نے کیا تھا جو اصل میں شوگرانی سائنس دان ڈاکٹر لی شنگ کی بیٹی ڈاکٹر لی سان تھی''...... نائیڈ نے جواب دیا تو رابن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیسے معلوم ہوا ہے تمہیں یہ سب۔ مجھے تفصیل بتاؤ''..... رابن نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا ایک دوست ہے جس کا نام ریگم ہے۔ وہ جارج کلب میں کام کرتا ہے۔ ریگم کے ساتھ اس کا ایک دوست بھی کام کرتا ہے جس کا نام فوسن تھا۔ جارج کے کہنے پر فوسن کارمن سے آنے والی ایک لڑکی کی نگرانی کر رہا تھا۔ اس نے لڑکی کی بھرپور نگرانی کی تھی۔ لڑکی شام کو ہوٹل سے نکلی تو فوسن بھی اس کے پیچھے لگ گیا۔ لڑکی ٹیکسیاں بدلتی ہوئی سوراج کے علاقے کی طرف چلی گئی۔ فوسن بھی اس کے پیچھے تھا''...... نائیڈ نے کہا اور پھر وہ فوسن کے بارے میں تفصیل بتانے لگا کہ وہ کس طرح لڑکی کے پیچھے جنگل میں موجود پرانی عمارت تک پہنچا تھا اور وہاں کیا کیا واقعات رونما ہوئے تھے۔

''چونکہ فوسن کے سیل فون کی بیٹری ڈاؤن ہو چکی تھی اس لئے جارج کوشش کے باوجود اس سے رابطہ نہ کر سکا تھا۔ اگلے دن فوسن نے خود جارج کو فون کیا تو جارج نے اسے فوری طور پر اپنے آفس میں بلا لیا۔ آفس آتے ہی فوسن سب سے پہلے ریگم سے ملا اور اس نے اسے اپنی کامیابی کی ساری داستان سنائی اور پھر وہ جارج کے پاس پہنچ گیا۔ جارج اور فوسن کے درمیان کیا باتیں ہوئی تھیں یہ ریگم نہیں جانتا تھا لیکن اسے یہ ضرور معلوم تھا کہ فوسن، جارج کو اس فائل کی مائیکروفلم دینے گیا ہے جو اس نے خود بنائی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد جارج کی پرسنل سیکرٹری نے ریگم کو بتایا کہ جارج نے اسے اپنے آفس میں بلایا ہے۔ ریگم جب جارج کے کمرے میں داخل ہوا تو اسے یہ دیکھ شدید دھچکا لگا کہ اس کا دوست جو اسے

بھائیوں کی طرح عزیز تھا کرسی پر مردہ پڑا تھا۔ جارج نے اسے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔

جارج نے ریگم کو حکم دیا کہ وہ فوسن کی لاش اٹھا کر تہہ خانے میں لے جائے اور اسے برقی بھٹی میں جلا کر بھسم کر دے۔ چونکہ ریگم، جارج کے حکم کا پابند تھا اس لئے اس نے جارج کے حکم کی تعمیل کی تھی اور اس نے تہہ خانے میں لے جا کر اپنے دوست کی لاش برقی بھٹی میں جلا کر بھسم کر دی تھی۔ وہ جس تہہ خانے میں گیا تھا اس کا راستہ جارج کے آفس سے بھی جاتا تھا۔ جارج اس کمرے میں جو بھی اور جس سے بھی بات کرتا وہ تہہ خانے میں سنی جا سکتی تھی۔ شاید جارج نے ہی وہاں ایسا سسٹم لگایا تھا کہ اگر وہ تہہ خانے میں ہو تو اپنے آفس میں ہونے والی ہر بات آسانی سے سن سکے۔ ریگم تہہ خانے میں گیا تو جارج نے فوراً ایکریمیا کال کی اور کسی کرنل مارٹن سے بات کرنا شروع کر دی۔ وہ اسے ٹی ایس ای فارمولے کے ملنے کی خوشخبری سنا رہا تھا''...... نائیڈ نے کہا اور پھر اس نے جارج اور کرنل مارٹن کے درمیان ہونے والے باتوں کی بھی انہیں تفصیل بتا دی۔

''تمہیں یہ ساری باتیں کیسے معلوم ہوئی ہیں۔ کیا یہ سب کچھ تمہیں ریگم نے بتایا ہے''...... ساری تفصیل سننے کے بعد رابن نے نائیڈ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ ریگم میں اور فوسن ایک دوسرے کے اچھے دوست ہیں

اور ہر اچھے برے وقت میں ایک دوسرے کے ساتھ رہے ہیں۔ حالات کی وجہ سے ہمارے کام ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تھے لیکن ہم اکثر رابطے میں رہتے تھے اور اب بھی ایک ساتھ اٹھ بیٹھ کر اپنے غم غلط کرتے تھے۔ آپ کی کال آنے کے بعد ریگم یہاں آیا تھا اور اسی نے مجھے یہ ساری تفصیل بتائی ہے۔ اس کی طرح مجھے بھی اپنے دوست فوسن کی ہلاکت پر دکھ ہے''...... نائیڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جارج اب کہاں ہے''...... رابن نے پوچھا۔

''ریگم کے کہنے کے مطابق وہ آج رات فارمولے کی مائیکروفلم لے کر یہاں سے نکلنے کی تیاری کر رہا ہے اور وہ کلب سے اپنی رہائش گاہ میں شفٹ ہو گیا ہے۔ وہیں سے وہ سیدھا ایئر پورٹ پہنچے گا اور ایکریمیا جانے والی کسی بھی فلائٹ میں یہاں سے نکل جائے گا''...... نائیڈ نے کہا۔

''کیا تمہیں جارج کی رہائش گاہ کا علم ہے''...... رابن نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ راسٹ روڈ، بلاک سکس، الیس کالونی کی بیس نمبر کوٹھی میں رہتا ہے اور آپ فکر نہ کریں۔ یہ ساری باتیں سامنے آتے ہی میں نے اپنے آدمیوں کو فوری طور پر اس کی رہائش گاہ کی طرف روانہ کر دیا ہے تاکہ وہ جارج کی نگرانی کر سکیں۔ میں نے انٹرنیشنل ایئر پورٹ سے بھی معلومات لے لی ہیں۔ ایکریمیا سمیت

بیرون ملک جانے والی کوئی بھی فلائٹ فوری طور پر دستیاب نہیں ہے۔ جتنی بھی فلائٹس ہیں وہ موسم خراب ہونے کی وجہ سے وقتی طور پر روک دی گئی ہیں اور ان کے ٹائم شیڈول بھی بدل دیئے گئے ہیں۔ رات تک موسم ٹھیک ہو گیا تو فلائٹس رات بارہ بجے کے بعد ہی نکلیں گی ورنہ صبح کے وقت روانہ ہوں گی اس لئے جارج کا یہاں سے فوری طور پر نکلنا ناممکن ہے''...... نائیڈ نے کہا۔

''ویل ڈن۔ میں اور میری ساتھی تمہارے پاس آ رہے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ جارج کی رہائش گاہ جائیں گے اور وہاں فوراً ریڈ کریں گے۔ ہمیں ہر حال میں جارج سے وہ مائیکروفلم حاصل کرنی ہے جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں''...... رابن نے کہا۔

''یس سر۔ میں بھی جارج سے اپنے دوست کا بدلہ لینے کے لئے بے تاب ہو رہا ہوں۔ جب تک میں اسے اپنے ہاتھوں سے تڑپا تڑپا کر نہیں ہلاک کروں گا نہ مجھے سکون ملے گا اور نہ میرے دوست فوسن کی روح کو''...... نائیڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ ہم پہنچ رہے ہیں''...... رابن نے کہا اور اس نے رابطہ ختم کر کے سیل فون جیب میں رکھ لیا۔

عمران نے جارج کلب کی بیرونی سڑک پر کار روکی تو دوسری سڑک پر موجود ایک کار کا دروازہ کھول کر ٹائیگر اترا اور تیز تیز چلتا ہوا عمران کی کار کی طرف بڑھا۔ ٹائیگر نے میک اپ کر رکھا تھا لیکن عمران نے اسے پہلی نظر میں پہچان لیا تھا۔

''ایک بری خبر ہے باس'' ...... ٹائیگر نے عمران کے قریب آ کر سلام و دعا کے بعد کہا۔

''کیوں کیا ہوا'' ...... عمران نے چونک کر کہا۔

''فوسن ہلاک ہو چکا ہے'' ...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران اچھل پڑا۔

''ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا مطلب۔ کس نے ہلاک کیا ہے اسے'' ...... عمران نے کہا۔

''میں نے کلب کے ایک ویٹر کو بھاری معاوضہ دیا تھا تو اس نے مجھے بتایا ہے کہ صبح فوسن یہاں آیا تھا۔ اس نے اپنے دوست

اور کولیگ ریگم سے کچھ دیر ملاقات کی تھی اور پھر وہ جارج سے ملنے اس کے آفس میں چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جارج نے ریگم کو بھی اپنے آفس میں بلا لیا۔ پندرہ منٹ بعد ریگم تو جارج کے آفس سے باہر آ گیا لیکن فوسن نہیں آیا تھا۔ ویٹر کے کہنے کے مطابق ریگم جب جارج کے آفس سے باہر آیا تو اس کا چہرہ اترا ہوا تھا اور وہ بے حد غمگین دکھائی دے رہا تھا۔ وہ سیدھا بار روم میں گیا اور اس نے بے تحاشہ شراب پینی شروع کر دی۔ ریگم کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے اس کا کوئی اپنا مر گیا ہو اور وہ اس کے غم میں مسلسل شراب پی رہا ہو۔ پھر جب وہ نشے میں آؤٹ ہو گیا تو اس نے وہاں موجود اپنے دوستوں کو بتایا کہ باس جارج نے فوسن کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے اور اس نے باس کے کہنے پر اپنے ہاتھوں سے فوسن کی لاش تہہ خانے میں لے جا کر اسے برقی بھٹی میں جلا دیا ہے''۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو رات کے واقعے کے بعد فوسن نے آج جارج سے ملاقات کی تھی'' ...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ فوسن کو ہلاک کرنے کے بعد جارج بے حد خوش اور پرجوش دکھائی دے رہا تھا جیسے اسے یا تو فوسن کو ہلاک کر کے خوشی ہوئی ہو یا پھر فوسن کے ذریعے اسے کوئی بہت بڑا خزانہ مل گیا ہو'' ...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ فوسن ـــ ، جو کچھ کیا تھا وہ سب

جارج کے کہنے پر کیا تھا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''یس باس۔ ان باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ فوسن نے لڑکی سے جو فارمولے کی فائل حاصل کی تھی وہ فائل اس نے آج صبح لا کر جارج کو دے دی تھی اور جارج نے فائل حاصل کرنے کے بعد فوسن کو گولیاں مار دی تھیں تاکہ کسی کو اس بات کا علم نہ ہو سکے کہ اس نے فوسن کے ذریعے کیا کام کرایا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کہاں ہے جارج۔ کیا وہ اس وقت کلب میں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نو باس۔ ویٹر نے بتایا ہے کہ فوسن کو ہلاک کرنے کے کچھ دیر بعد جارج اپنے آفس سے نکل گیا تھا۔ وہ کہاں گیا ہے اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو تم نے اس کی تلاش کے لئے کیا کیا ہے۔ اگر وہ فارمولے کی فائل لے کر نکل گیا تو''...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''نو باس۔ جارج فوری طور پر پاکیشیا سے نہیں نکل سکتا۔ میں نے انٹرنیشنل ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کی ہیں۔ آج موسم کی خرابی کی وجہ سے اندرون ملک اور بیرون ملک جانے والی تمام فلائٹس منسوخ کر دی گئی ہیں اور رات گئے ان پروازوں کی آمدورفت شروع ہو گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ جارج کلب سے نکل کر کہاں جا سکتا

ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ جارج کے دو ہی ٹھکانے ہیں۔ ایک یہ اس کا کلب اور دوسرا اس کی رہائش گاہ۔ وہ یا تو اپنے کلب میں ہوتا ہے یا پھر اپنی رہائش گاہ میں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''تمہیں اس کی رہائش گاہ کا علم ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ میں جانتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر چلو۔ ہمیں ابھی اور اسی وقت جارج تک پہنچنا ہے۔ اگر فارمولا اس کے پاس ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ فارمولا لے کر یہاں سے نکلنے کی تیاری کر رہا ہو''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا ورنہ اب تک میں اس کی رہائش گاہ پہنچ چکا ہوتا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ۔ میرے ساتھ ہی آ جاؤ''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور فرنٹ سے گھومتا ہوا سائیڈ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

''ہمیں راسٹ روڈ کی طرف جانا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کار آگے بڑھا دی۔ راسٹ روڈ پہنچنے کے بعد ٹائیگر، عمران کو راستے بتاتا رہا اور پھر عمران نے بلاک سکس کی کوٹھی نمبر بیس سے کچھ فاصلہ پہلے کار روک لی۔

''وہ سامنے براؤن گیٹ والی کوٹھی ہے باس''...... ٹائیگر نے سامنے موجود براؤن رنگ کے ایک بڑے گیٹ والی کوٹھی کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ گیٹ پر کوئی موجود نہ تھا۔ اس کے باوجود عمران کار آگے نہ لے گیا تھا۔

"آؤ"...... عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی کار سے اتر آیا اور پھر وہ دونوں کوٹھی کی طرف بڑھنے لگے۔ چونکہ یہ نئی زیر تعمیر کالونی تھی اس لئے اس کالونی میں چند کوٹھیاں ہی دکھائی دے رہی تھیں۔ باقی خالی پلاٹس تھے جہاں ہر طرف جھاڑ جھنکار اگی ہوئی تھی۔ نئی کالونی ہونے کی وجہ سے ابھی تک یہاں گہما گہمی دکھائی نہ دے رہی تھی۔ دن کے وقت بھی یہاں ہو کا عالم طاری تھا۔

"یہاں تو ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے"...... گیٹ کے پاس پہنچ کر عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ مجھے بھی یہاں خاموشی دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے۔ جارج تو انتہائی وہمی انسان ہے۔ اس نے اپنی رہائش گاہ میں زبردست سیکورٹی کا انتظام کر رکھا ہے۔ کوٹھی کے اندر اور باہر مسلح افراد موجود رہتے ہیں لیکن اس وقت باہر کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا تم پہلے بھی یہاں آئے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں نے کوبرا کی حیثیت سے جارج کے لئے چند چھوٹے موٹے کام کئے ہیں اور ایک بار اس نے مجھ سے اسی رہائش گاہ میں ملاقات بھی کی تھی"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"مجھے لگ رہا ہے کہ ہم لیٹ ہو گئے ہیں۔ چڑیا اُڑ چکی ہے یا پھر......" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یا پھر کیا باس"...... ٹائیگر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اندر چلو"...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔ اسے مشین پسٹل نکالتے دیکھ کر ٹائیگر نے بھی اپنے کوٹ سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر گیٹ کے ذیلی دروازے کو دبایا تو دروازہ بغیر آواز کے کھلتا چلا گیا۔ عمران نے تھوڑا سا گیٹ کھول کر اندر جھانکا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پورا دروازہ کھول دیا اور اندر داخل ہو گیا۔ ٹائیگر بھی اس کے پیچھے اندر آ گیا اور اندر آتے ہی وہ دونوں بری طرح سے ٹھٹھک کر رک گئے۔ سامنے بڑا سا لان تھا اور اس لان میں ہر طرف لاشیں بکھری ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں گھمسان کا رن پڑا ہو اور دو متحارب گروپس میں زبردست فائرنگ ہوئی ہو جس کے نتیجے میں وہاں لاشیں ہی لاشیں دکھائی دے رہی تھیں۔

"وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔ ہم سے پہلے کسی اور نے آ کر یہاں اپنا کام کر دکھایا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ فارمولے کے پیچھے کوئی اور

بھی لگا ہوا ہے جو یہاں جارج کی رہائش گاہ میں آیا تھااور اس نے یہاں قتل و غارت گری کی اور جارج سے فارمولے کی فائل لے کر نکل گیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ ٹی ایس ای فارمولا انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے موجد نے اپنی حماقت سے اس کا راز پوری دنیا کے سپر پاورز پر اوپن کر دیا ہے اور اب پوری دنیا کے سُپر ایجنٹس اس فارمولے کے لئے یہاں پہنچنا شروع ہو چکے ہیں اور ایک دوسرے سے فارمولا چھیننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پہلے اسرائیلی لیڈی ایجنٹ نے میک اپ کر کے ڈاکٹر آصف رندھاوا سے فارمولا حاصل کیا۔ جب وہ فارمولا لے کر نکل رہی تھی تو اس کے پیچھے جارج کا آدمی فوسن لگ گیا اور فوسن نے فارمولا حاصل کر کے جارج کو دے دیا اور اب یہاں کسی اور نے جارج کی رہائش گاہ پر حملہ کر کے اس سے فارمولا حاصل کر لیا ہے اور یہاں پڑی ہوئی لاشیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ حملہ آور تربیت یافتہ تھے جو اپنا کام پورا کر کے یہاں سے نکل چکے ہیں۔ یہاں پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلائی گئی تھی جس سے رہائش گاہ کے تمام افراد بے ہوش ہو گئے تھے اور پھر حملہ آوروں نے اندر آتے ہی بے ہوش پڑے ہوئے افراد کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ میں یہاں اب بھی ایکس ایکس ٹی شیل کی گیس کی بو محسوس کر رہا ہوں جو بہت ہلکی ہے لیکن اس کے اثرات ہوا میں اب بھی موجود ہیں"...... عمران نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا۔

"یس باس۔ گیس کے اثرات تو میں بھی محسوس کر رہا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"انہوں نے نہایت تیزی سے کام کیا ہے اور ایسا لگ رہا ہے جیسے اس رہائش گاہ میں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ وہ کافی فاسٹ ایجنٹ معلوم ہوتے ہیں جو یہاں تیزی سے آئے اور کم وقت میں یہاں موت کا بازار گرم کر کے جارج تک پہنچ گئے کیونکہ میری اطلاع کے مطابق جارج دو سے تین گھنٹے قبل ہی اپنی رہائش گاہ پر پہنچا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سُپر ایجنٹ ذہین اور فاسٹ ہوتے ہیں جو وقت ضائع کئے بغیر تیز رفتاری سے اپنے کام سرانجام دیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی دیر نہیں کرنی چاہئے۔ یہاں یہ واقعہ ہوئے زیادہ تیز نہیں گزری ہے۔ حملہ آور ابھی دور نہیں گئے ہوں گے۔ ہمیں جلد سے جلد ان تک پہنچنا ہوگا۔ پوری رہائش گاہ کی باریک بینی سے تلاشی لو۔ مجھے یقین ہے کہ حملہ آور یہاں اپنا کوئی نہ کوئی نشان ضرور چھوڑ گئے ہوں گے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تیزی سے اندرونی راستے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان دونوں نے پوری رہائش گاہ کا بغور اور نہایت باریک بینی سے جائزہ لیا لیکن انہیں وہاں حملہ آوروں کا کوئی نشان نہ ملا اور نہ

ہی انہیں جارج کی لاش کہیں دکھائی دی۔

''شاید وہ جارج کو اٹھانے آئے تھے اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گئے ہیں''...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔ تلاشی لینے کے بعد وہ دونوں ایک کمرے میں اکٹھے ہو گئے تھے۔

''یس باس۔ جارج کی لاش یہاں نہ ہونے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ حملہ آور اسے ساتھ لے گئے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''مجھے تو حملہ آوروں کا یہاں کوئی نشان نہیں ملا ہے۔ کیا تمہیں کوئی نشان ملا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نو باس۔ میں نے بھی ہر چیز کا بغور اور نہایت باریک بینی سے جائزہ لیا ہے۔ حملہ آور واقعی تربیت یافتہ تھے۔ جاتے ہوئے وہ اپنے تمام نشان مٹا گئے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کمرے میں قیمتی سامان موجود ہے شاید یہی کمرہ جارج کا ہے لیکن اس کمرے میں ایسا کوئی نشان دکھائی نہیں دے رہا ہے کہ یہاں جارج اور حملہ آوروں میں کوئی لڑائی ہوئی ہو۔ خون کا ایک قطرہ بھی یہاں موجود نہیں ہے۔ لگتا ہے جارج نے حملہ آوروں کے سامنے خود کو سرنڈر کر دیا تھا اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گئے ہیں''...... عمران نے کمرے میں چاروں طرف نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔ عمران چند لمحے ادھر ادھر دیکھتا

رہا پھر وہ ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا اور پھر نیچے جھک کر فرش پر دیکھنے لگا۔ فرش پر اس کی نظریں پیروں کے ایک نشان پر جم گئیں۔ اس نے پیروں کے نشان کو غور سے دیکھا اور پھر وہ مڑ کر دوسری طرف فرش کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر وہ اٹھا اور ایک دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔ دیوار کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔ وہ ایک بار پھر جھکا اور دیوار کے پاس فرش کو غور سے دیکھنے لگا۔ پھر وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک دلکش مسکراہٹ دکھائی دے رہی تھی۔

''کیا ہوا باس''...... عمران کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''شاید جارج حملہ آوروں کے ہاتھ نہیں لگا ہے۔ بیڈ کے پاس اس کے قدموں کے نشان ہیں۔ وہ ننگے پیر تھا اور ایسا لگ رہا ہے جیسے حملہ آوروں کا پتہ چلتے ہی وہ بیڈ سے اٹھ کر ننگے پاؤں چلتا ہوا اس دیوار کے پاس آیا تھا اور پھر وہ اس دیوار میں غائب ہو گیا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دیوار میں غائب ہو گیا تھا۔ میں سمجھا نہیں باس''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کے پیروں کے نشان اس دیوار کے پاس آ کر ختم ہو گئے ہیں۔ دیوار تک آنے کے پیروں کے نشان تو ہیں لیکن واپس مڑ کر جانے کے نہیں ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اس دیوار میں یقیناً کوئی

خفیہ راستہ ہے اور وہ اسے کھول کر اندر چلا گیا ہے۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ وہ اس دیوار میں غائب ہو گیا تھا''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور وہ دیوار کو غور سے دیکھنا شروع ہو گیا۔

''یس باس۔ اس دیوار میں بہت ہلکے مگر ایک خفیہ راستے کے نشان موجود ہیں جو شاید کسی میکنزم سے کھلتے ہیں''...... ٹائیگر نے دیوار دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دیوار پر ہاتھ پھیرنے لگا پھر اس کا ہاتھ ایک جگہ ابھار پر رک گیا۔ اس نے فوراً ابھار کو پریس کیا تو اچانک سرر کی آواز کے ساتھ دیوار کے سنٹر میں ایک خلاء سا بن گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ خلاء بنتے دیکھ کر عمران اور ٹائیگر نے فوراً اپنے مشین پسٹل نکال کر ہاتھوں میں لے لئے جو تلاشی کے دوران انہوں نے واپس جیبوں میں ڈال لئے تھے۔ دونوں خلاء کے دائیں بائیں دیواروں سے چپک گئے۔ نیچے تاریکی تھی اور وہاں بھی مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

''وہ نیچے ہو گا اور وہ مسلح بھی ہو سکتا ہے اس لئے ہم فوراً نیچے نہیں جائیں گے''...... عمران نے نہایت آہستہ آواز میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''جارج۔ تمہاری رہائش گاہ کو پاکیشیا کی سپیشل سپر ایجنسی نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ تم یہاں سے فرار نہیں ہو سکو گے۔ میں سپیشل سپر ایجنسی کا چیف کرنل احتشام ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ

تم نیچے تہہ خانے میں موجود ہو۔ تمہارے کمرے میں مسلح فورس داخل ہو چکی ہے اس لئے اگر تم سلامت رہنا چاہتے ہو تو تمہارے پاس جو اسلحہ ہے اسے گرا کر فوراً تہہ خانے سے نکل کر باہر آ جاؤ ورنہ تمہارے خلاف ہر قسم کی کارروائی کرنے کے لئے ہم آزاد ہیں''...... عمران نے تہہ خانے کی طرف منہ کر کے اونچی آواز میں کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی سخت اور جارحانہ تھا۔ اس نے جان بوجھ کر آواز بدل کر بات کی تھی اور ایجنسی کا جھانسہ دیا تھا تاکہ اگر نیچے جارج موجود ہو تو وہ فوری طور پر حملہ کرنے کی کوشش نہ کر سکے۔ لیکن جواب میں کوئی آواز سنائی نہ دی۔

''جارج۔ میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں۔ اپنا اسلحہ گرا کر دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر تہہ خانے سے باہر آ جاؤ۔ ورنہ......'' عمران نے اور زیادہ سخت لہجے مین کہا اور جان بوجھ کر اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا لیکن اس بار بھی نیچے سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔

''اگر آپ کہیں تو میں نیچے جا کر چیک کروں''...... ٹائیگر نے آہستہ آواز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ابھی نہیں''...... عمران نے کہا۔ اس کے کان نیچے تہہ خانے کی جانب لگے ہوئے تھے لیکن نیچے مسلسل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

''لگتا ہے میرا خیال غلط ہے۔ جارج نیچے نہیں ہے''...... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''ایسا کیسے ہو سکتا ہے باس۔ اگر وہ نیچے نہیں ہے تو پھر اس

کے قدموں کے نشان‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’نشان پہلے کے بھی ہو سکتے ہیں‘‘...... عمران نے کہا اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر ٹائیگر کو اسی جگہ رکنے کا کہہ کر وہ دبے قدموں آگے بڑھا اور اس نے کمرے میں موجود ایک کرسی اٹھائی اور دوبارہ خلاء کے پاس آ گیا۔ اس نے کرسی خلاء کے پاس فرش پر رکھی اور پھر اس نے اچانک کرسی کو پاؤں مار دیا۔ کرسی اچھل کر سیڑھیوں پر گری اور نیچے گرتی چلی گئی اور پھر نیچے جا کر ایک جگہ رک گئی۔ کرسی کے گرنے کے باوجود نیچے کوئی ردعمل سامنے نہیں آیا تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر خلاء کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔

’’نیچے کوئی نہیں ہے۔ اگر کوئی ہوتا اور مسلح ہوتا تو اس طرح کرسی گرتے ہی وہ فوراً اس پر فائرنگ کر دیتا یا پھر نیچے سے کوئی نہ کوئی آواز ضرور ابھرتی۔ کرسی جس طرح سیڑھیوں سے نیچے گری ہے چھپے ہوئے اور گھبرائے ہوئے آدمی کو یقیناً بوکھلا کر رکھ دیتی اور اس کا کوئی نہ کوئی ردعمل ضرور سامنے آتا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا ہے‘‘۔ عمران نے کہا اور پھر وہ اطمینان بھرے انداز میں سیڑھیاں اترنے لگا۔ نیچے اترتے ہوئے اس نے جیب سے سیل فون نکال کر اس کی ٹارچ روشن کر لی۔ سیڑھیاں زیادہ نہیں تھیں۔ نیچے ایک چھوٹا سا تہہ خانہ تھا اور یہ دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ تہہ خانہ کاٹھ کباڑ سے بھرا ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس تہہ

خانے کو سٹور روم کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہو اور رہائش گاہ کی ہر ناکارہ چیز لا کر یہاں پھینک دی گئی ہو۔

ٹائیگر بھی نیچے آ گیا۔ اس نے بھی اپنے سیل فون کی لائٹ آن کر لی تھی۔ وہ لائٹ میں وہاں بکھرے ہوئے سامان کو دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک سرر کی آواز کے ساتھ سیڑھیوں پر موجود خلاء خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ راستہ بند ہوتے دیکھ کر وہ دونوں چونک پڑے اور تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔ اس سے پہلے کہ وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتے اس وقت تک راستہ بند ہو چکا تھا۔

’’چوک ہو گئی۔ رہائش گاہ میں ہمارے علاوہ بھی کوئی موجود تھا۔ اس نے ہمیں تہہ خانے میں داخل ہوتے دیکھا اور پھر اس نے باہر سے راستہ بند کر دیا۔ اس طرح اچانک راستہ بند ہونے کا ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے کہ اس تہہ خانے کا راستہ باہر سے کھلتا ہے اندر سے نہیں‘‘...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

’’لیکن باہر کون ہو سکتا ہے۔ ہم نے تو رہائش گاہ کا ایک ایک حصہ چھان مارا تھا‘‘...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’کوئی تو تھا جس تک ہماری نظر نہیں پہنچ سکی تھی‘‘...... عمران نے کہا۔

’’میں اس دروازے کو کھولنے کی کوشش کرتا ہوں‘‘...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ دروازے پر اور ارد گرد کی دیواروں پر ہاتھ پھیرنے لگا کہ شاید وہاں ویسا ہی ابھار موجود ہو جیسا اسے باہر ملا

تھا اور اس ابھار کے پریس ہوتے ہی دروازہ کھل گیا تھا۔ لیکن اندر کی دیواریں سپاٹ تھیں۔ وہاں کوئی ابھار نہ تھا۔

''یس باس۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ دروازہ باہر سے ہی کھولا جا سکتا ہے اندر سے نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا ہر صورت میں''...... عمران نے کہا اور نہایت بے چین نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

رابن اور ہائنا وائٹ گروپ کے باس نائیڈ کے ساتھ ایس کالونی کی اکیس نمبر کی کوٹھی میں موجود تھے۔ نائیڈ اپنے ساتھ بیس مسلح افراد لایا تھا۔ اس نے ڈائریکٹ جارج کی رہائش گاہ کی طرف جانے والے راستے کی طرف آنے کی بجائے عقبی راستہ استعمال کیا تھا اور رابن، ہائنا اور اپنے مسلح ساتھیوں کے ہمراہ جارج کی ساتھ والی اکیس نمبر کی کوٹھی میں پہنچا تھا اور اس کوٹھی میں داخل ہونے کے لئے اس نے عقبی راستے کا استعمال کیا تھا۔ اس کوٹھی کے دو راستے تھے جن میں سے ایک اسی طرف کھلتا تھا جس طرف جارج کی کوٹھی کا گیٹ تھا جبکہ اس کوٹھی کا دوسرا گیٹ عقبی سڑک کی طرف کھلتا تھا۔

اس کوٹھی میں داخل ہوتے ہی نائیڈ اور اس کے ساتھی پھیل گئے تھے اور انہوں نے اندر جاتے ہی سائیلنسر لگے ریوالوروں سے رہائش گاہ میں موجود افراد کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ اس کوٹھی

میں ایک نو بیاہتا جوڑے اور ان کے چند ملازمین کے سوا کوئی نہیں تھا جنہیں نائیڈ اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔ ان سب کو ہلاک کرتے ہی نائیڈ نے رابن اور ہائنا کو اندر بلا لیا تھا۔

کوٹھی میں داخل ہو کر رابن اور ہائنا نے چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ جارج کی کوٹھی کی ایک دیوار اس کوٹھی سے ملی ہوئی تھی جو خاصی بلند تھی۔

''اس دیوار کے پیچھے جارج کی کوٹھی کا لان ہے۔ اس لئے یہاں ہونے والی کارروائی کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہوا ہو گا''...... نائیڈ نے رابن اور ہائنا سے مخاطب ہو کر کہا جو دیوار کے پاس کھڑے سر اٹھائے اونچی دیوار کو دیکھ رہے تھے۔

''تو پھر تم ہمیں یہاں کیوں لائے ہو نانسنس۔ ہم اس اونچی دیوار سے گزر کر دوسری طرف کیسے جائیں گے''...... رابن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس سے تو اچھا تھا کہ تم ہمیں سیدھے راستے سے لے جاتے اور ہم جارج کے مسلح افراد کو دیکھتے ہی ان پر موت بن کر ٹوٹ پڑتے''...... ہائنا نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''جارج نے اپنی رہائش گاہ کے اندر اور باہر مسلح افراد کا جال پھیلا رکھا ہے۔ اس کی رہائش گاہ گلی کے بالکل سامنے ہے۔ ہم جیسے ہی گلی میں داخل ہوتے وہ ہمیں آسانی سے دیکھ سکتے تھے اسی

لئے میں آپ کو اس رہائش گاہ میں لایا ہوں تاکہ یہاں سے ہم جارج کی عمارت میں نقب لگا کر داخل ہو سکیں''...... نائیڈ نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

ہونہہ۔ اس رہائش گاہ کی چھت بھی جارج کی رہائش گاہ کی چھت سے نہیں ملتی۔ دوسری طرف جانے کے لئے ہمیں اس دیوار کو راستے سے ہٹانا ہو گا''...... ہائنا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔ ہم اس دیوار کو بم مار کر اُڑا سکتے ہیں۔ جیسے ہی یہ دیوار اُڑے گی ہم تیزی سے دوسری طرف پہنچ جائیں گے اور پھر جو ہمارے سامنے آئے گا ہم اسے گولیوں سے اُڑا دیں گے''۔ نائیڈ نے کہا۔

''نہیں۔ اس طرح اندر اور باہر موجود تمام مسلح افراد چوکنے ہو جائیں گے اور وہ چھپ کر ہم پر جوابی فائرنگ بھی کر سکتے ہیں۔ ہم تو خود کو کسی نہ کسی طریقے سے بچا لیں گے لیکن تم اور تمہارے بے شمار ساتھی مارے جا سکتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ تم یا تمہارا کوئی بھی ساتھی مارا جائے''...... رابن نے کہا۔

''دشمنوں پر حملہ کرنے کی صورت میں تو دونوں طرف ہی نقصان ہوتا ہے باس۔ میں اور میرے ساتھی موت سے نہیں ڈرتے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنے ساتھ دو چار کو تو لے کر ہی مرے گا''۔ نائیڈ نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے کہا ہے نا کہ میں تم میں سے کسی کا نقصان

نہیں چاہتا اور پھر اگر ہم نے اس طرح اچانک حملہ کیا تو ہمارا باہر موجود افراد سے ہی مقابلہ ہو گا۔ عمارت کے رہائشی حصے تک پہنچتے پہنچتے ہمیں وقت لگ جائے گا۔ جارج چونکہ ایک سپر ایجنٹ ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ حملہ ہوتے دیکھ کر اپنی رہائش گاہ میں موجود کسی خفیہ راستے سے نکل جائے۔ میں اسے یہاں سے کسی بھی صورت میں نکل کر جانے نہیں دینا چاہتا''...... رابن نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ممکن ہے۔ اچانک حملے کی صورت میں جارج فارمولا لے کر یہاں سے نکل سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں سوچ سمجھ کر اور نہایت خاموشی سے اس کی رہائش گاہ میں داخل ہونا ہو گا تاکہ اسے نکلنے کا کوئی موقع نہ مل سکے''...... ہائنا نے کہا۔

''تو تم کوئی ترکیب بتاؤ کہ جارج کسی بھی قیمت پر یہاں سے فارمولا لے کر نہ نکل سکے''...... رابن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم اپنے ساتھ کون کون سا اسلحہ لائے ہو''...... رابن کی بات سن کر ہائنا نے اسے جواب دینے کی بجائے نائیڈ سے مخاطب ہو کر کہا تو نائیڈ اسے اپنے ساتھ لائے ہوئے اسلحے کی تفصیل بتانے لگا۔

''ویل ڈن۔ تم نے اپنے ساتھ ایکس ایکس ٹی شیل لا کر نہایت ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔ یہ بے ہوش کرنے والی گیس کے شیل ہیں۔ یہ گیس بھاری ہونے کی وجہ سے زمین کے باہر اور اندر تک تیزی سے پھیل جاتی ہے جس سے انسان فوراً بے ہوش ہو جاتے

ہیں۔ ہم پہلے یہ شیل جارج کی کوٹھی پر فائر کریں گے۔ اس گیس سے جارج کی رہائش گاہ کا ایک ایک فرد فوراً بے ہوش ہو جائے گا۔ جارج اگر کسی تہہ خانے میں بھی ہوا تو وہ بھی اس گیس کے اثرات سے نہ بچ سکے گا اور بے ہوش جائے گا۔ بے ہوش ہونے کے بعد اس کا یہاں سے نکلنا ناممکن ہو جائے گا''...... ہائنا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ان سب کے بے ہوش ہونے سے ہمیں، نائیڈ اور اس کے ساتھیوں کو بھی کوئی نقصان نہ ہو گا اور ہم اطمینان سے جارج سے فارمولا حاصل کر کے اسے ہلاک کر کے یہاں سے نکل جائیں گے''...... رابن نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

''تو کیا میں شیل فائر کروں''...... نائیڈ نے پوچھا۔

''اس میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے نانسنس۔ کرو فائر۔ آٹھ دس شیل اندر فائر کرو تاکہ کسی ایک کے بھی ہوش میں رہنے کا خطرہ نہ رہے''...... ہائنا نے منہ بنا کر کہا۔ تو نائیڈ اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینے لگا۔ اس نے پہلے سب کو گیس ماسکس پہننے کا کہا تو وہ سب منہ پر گیس ماسک پہننا شروع ہو گئے۔ نائیڈ نے دو گیس ماسک انہیں بھی دے دیئے۔ رابن اور ہائنا نے بھی گیس ماسک پہن لئے۔ گیس ماسک پہنتے ہی نائیڈ اور اس کے ساتھیوں نے ٹیئر گیس جیسی گنوں کا رخ جارج کی کوٹھی کی اونچی دیوار کی طرف کیا اور پھر انہوں نے نائیڈ کے فائر کہتے ہی ایک ساتھ ایکس ایکس ٹی

شیل فائر کر دیئے۔ شیل ہوا میں تیرتے ہوئے بلندی پر گئے اور دیوار کی دوسری طرف جاتے ہی غائب ہو گئے۔ دوسری طرف سے یکے بعد کئی ہلکے ہلکے دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور ساتھ ہی انہوں نے دیوار کے اوپر ہلکے نیلے رنگ کا دھواں سا اٹھتے دیکھا۔

''دو شیل اس گلی کی طرف بھی فائر کر دو جہاں جارج کی کوٹھی کا گیٹ ہے۔ اگر باہر مسلح افراد ہوئے تو وہ بھی بے ہوش ہو جائیں گے''...... رابن نے کہا تو نائیڈ کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے دو سیل دوسری گلی کی طرف فائر کر دیئے۔ کچھ دیر تک وہ اسی طرح سے کھڑے رہے پھر رابن نے اپنی ریسٹ واچ دیکھی اور پھر اس نے چہرے پر چڑھا ہوا ماسک اتار دیا۔ اس وقت تک نیلا دھواں ہوا میں تحلیل ہو چکا تھا۔ چہرے سے ماسک اتارتے ہی رابن نے آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کر دیا۔ ہوا میں گیس کی بے حد ہلکی بو اب بھی موجود تھی لیکن رابن جانتا تھا کہ یہ ہلکی بو بے اثر ہو چکی ہے جو اسے بے ہوش نہیں کر سکے گی۔ اس کے گیس ماسک اتارتے ہی ہائنا اور نائیڈ نے بھی اپنے گیس ماسک اتار دیئے۔

''ہم سب اس رہائش گاہ کی چھت سے رسیاں لٹکا کر نیچے جائیں گے۔ تم اپنے چند آدمیوں کو دوسری گلی میں بھیج دو تاکہ گیٹ کے باہر جو افراد بے ہوش ہو کر گرے ہیں انہیں اندر لایا جا سکے''۔ رابن نے نائیڈ کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تو نائیڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینا شروع کر دیں۔ پانچ

مسلح افراد تیزی سے اس کوٹھی سے نکلتے چلے گئے۔

نائیڈ، رابن اور ہائنا اپنے باقی ساتھیوں کو لے کر اس رہائش گاہ کی چھت پر پہنچے اور چھت کے کنارے پر آ کر جارج کی کوٹھی کی طرف دیکھنے لگے۔ دوسری طرف واقعی ایک بڑا لان دکھائی دے رہا تھا جہاں بے شمار مسلح افراد الٹے سیدھے انداز میں گرے پڑے تھے۔ سامنے برآمدے میں بھی ستونوں کے پاس کئی افراد دکھائی دے رہے تھے جن کے پاس مشین گنیں تھیں اور وہ سب ساکت تھے۔

''اچھا ہوا جو ہم دیوار اڑا کر یہاں نہیں آئے تھے ورنہ برآمدے میں موجود مسلح افراد ستونوں کے پیچھے چھپ کر ہمیں آسانی سے ٹارگٹ کر سکتے تھے''...... ہائنا نے کہا۔

''ہاں۔ اب ہمیں نیچے جانا ہے۔ رسیاں نیچے لٹکاؤ نائیڈ''۔ رابن نے پہلے ہائنا سے اور پھر نائیڈ سے مخاطب ہو کر کہا تو نائیڈ اپنے ساتھیوں کی مدد سے رسیوں کے بنڈل جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے کھول کر ان کے سرے چھت پر موجود پانی کی ٹینکی کے مضبوط پائپوں سے باندھ کر کھینچتے ہوئے چھت کے کنارے تک لائے اور پھر انہوں نے دیوار کے ساتھ رسیاں نیچے لٹکانی شروع کر دیں۔

رسیاں لٹکتے ہی ان سب نے کمانڈوز کے انداز میں جارج کی رہائش گاہ کے لان میں لٹک لٹک کر اترنا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں رابن، ہائنا، نائیڈ اور اس کے ساتھی جارج کی کوٹھی کے لان

میں پہنچ چکے تھے۔ نائیڈ نے اپنے ایک آدمی کو گیٹ کی طرف بھیج دیا تا کہ وہ گیٹ کھول دے اور اس کے ساتھی جو دوسری طرف گئے تھے وہ باہر بے ہوش پڑے ہوئے مسلح افراد کو اندر لا سکیں۔ اس کے ساتھیوں نے گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھولا تو باہر موجود افراد واقعی بے ہوش مسلح افراد کو اٹھائے اندر آ گئے۔

''جارج نے اپنی حفاظت کے لئے یہاں غنڈوں کی پوری فوج پال رکھی ہے''...... لان اور برآمدے میں بکھرے ہوئے مسلح افراد کو دیکھ کر ہائنا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔ اس نے کلب بزنس کی وجہ سے کئی لوگوں کو اپنا دشمن بنا لیا تھا آئے دن اس کے دشمن اس پر حملہ کرتے رہتے تھے اس لئے اس نے اپنی حفاظت کے لئے کلب اور اپنی اس رہائش گاہ میں مسلح افراد کی خاصی تعداد جمع کر رکھی تھی تا کہ کوئی اس تک آسانی سے نہ پہنچ سکے''...... نائیڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم سب یہاں موجود تمام افراد کو سائیلنسر لگے ریوالوروں سے گولیاں مار کر ہلاک کر دو۔ ہم اندر جا کر باقی افراد کو ہلاک کرتے ہیں اور جارج تک پہنچتے ہیں''...... رابن نے نائیڈ کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور ساتھ ہی انہوں نے جیبوں سے سائیلنسر لگے ریوالور نکالنے شروع کر دیئے۔ رابن نے ہائنا اور نائیڈ کو ساتھ لیا اور پھر وہ عمارت کے رہائشی حصے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ رہائشی حصے میں

بھی کئی افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے جن میں چند مسلح تھے اور چند افراد ملازمین ٹائپ کے دکھائی دے رہے تھے۔ نائیڈ نے ان افراد کو بھی سائیلنسر لگے ریوالور سے گولیاں مارنا شروع کر دی تھیں۔ ہائنا اور رابن کمرے چیک کر رہے تھے۔ ایک کمرے کا دروازہ کھولتے ہی انہیں سامنے بیڈ پر ایک ادھیڑ عمر آدمی دکھائی دیا۔ بیڈ پر ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر پڑا ہوا تھا جس کی سکرین آن تھی۔ ادھیڑ عمر اس کمپیوٹر کے پاس گرا ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کمپیوٹر پر کام کر رہا ہو اور ایکس ایکس ٹی گیس کے اثر سے وہیں بے ہوش ہو کر گر گیا ہو۔

''نائیڈ''...... ادھیڑ عمر آدمی کو دیکھ کر رابن نے دروازے کی طرف دیکھ کر نائیڈ کو آواز دی جو باہر موجود بے ہوش افراد کو گولیاں مار رہا تھا۔ اس کی آواز سنتے ہی وہ تیزی سے اندر آ گیا۔

''یس باس''...... نائیڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا یہی ہے جارج''...... رابن نے پوچھا۔

''یس باس یہی ہے''...... نائیڈ نے بیڈ پر بے ہوش پڑے آدمی کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اسے اٹھا کر اس کرسی پر جکڑ دو''...... رابن نے کہا تو نائیڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے سائیڈ پر پڑی ہوئی ایک کرسی اٹھائی اور اسے لا کر بیڈ کے پاس رکھ دیا اور پھر اس نے بیڈ پر پڑے ہوئے بے ہوش جارج کو اٹھا کر کرسی پر ڈال دیا۔ اس

نے جیب سے باریک مگر مضبوط نائلون کی رسی نکالی اور اس سے
جارج کو کرسی پر مضبوطی کے ساتھ باندھنا شروع ہو گیا۔
"ٹھیک ہے۔ اب تم باہر جا کر اپنا کام کرو۔ ہم اسے ہوش میں
لا کر اس سے فارمولے کے بارے میں پوچھتے ہیں"...... رابن نے
کہا تو نائیڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے
سے باہر نکل گیا۔

"پہلے ہم اس کمرے کی تلاشی لیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ جارج
نے مائیکرو فلم یہیں کہیں چھپا رکھی ہو۔ اگر فلم ہمیں مل گئی تو ہم اسے
اسی حالت میں گولی مار کر ہلاک کر دیں گے ورنہ فلم کے بارے
میں پوچھنے کے لئے ہمیں اسے ہوش میں لانا ہو گا اور پھر اپنے
طریقے سے اس کی زبان کھلوانی ہو گی"...... رابن نے ہائنا سے
مخاطب ہو کر کہا تو ہائنا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں
کمرے کی تلاشی لینا شروع ہو گئے۔ پورا کمرہ چھان مارنے کے
باوجود انہیں وہاں کوئی مائیکرو فلم نہ ملی تو رابن نے کوٹ کی جیب
سے ایک چھوٹی سی مشین نکالا۔ اس مشین کے ساتھ ایک چھوٹی سی
سکرین لگی ہوئی تھی۔ اس نے مشین کو آن کیا تو سکرین آن ہو کر
نیلی ہو گئی۔ نیلی سکرین پر سفید رنگ کی باریک باریک لکیروں کا
جال سا پھیلا ہوا تھا۔ رابن نے مشین آپریٹ کی تو سکرین پر سرخ
رنگ کا ایک نقطہ سا نمودار ہوا اور وہ سکرین پر چکرانے لگا۔
"یہ کیسی مشین ہے"...... ہائنا نے اس کے قریب آ کر پوچھا۔

"یہ ڈیپ سرچنگ مشین ہے۔ اس مشین کے ذریعے دیواروں
میں چھپے ہوئے خفیہ سیف تلاش کئے جا سکتے ہیں اور اگر دیواروں
کے پیچھے یا زمین کے نیچے خفیہ راستے ہوں تو اس مشین سے ان کا
بھی پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہی نہیں ان خفیہ راستوں کے میکنزم کو
اس مشین کے ذریعے اوپن اور کلوز بھی کیا جا سکتا ہے چاہے میکنزم
کسی کوڈ سے ہی کیوں نہ اوپن کلوز ہوتا ہو"...... رابن نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"تو کیا یہ مشین تم اپنے ساتھ لائے تھے"...... ہائنا نے کہا۔
"ہاں۔ میں اسے اپنے بریف کیس کے خفیہ خانے میں چھپا کر
لے آیا تھا کہ اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے"...... رابن نے جواب
دیا۔ ہائنا سے باتیں کرتا ہوا وہ بیڈ کے پاس آیا اور اس نے مشین
بیڈ پر رکھی اور ایک کرسی پر بیٹھ کر اسے آپریٹ کرنے لگا۔ دوسرے
ہی لمحے سکرین پر نظر آنے والا سرخ رنگ کا نقطہ دو حصوں میں تقسیم
ہوا اور سکرین کے دائیں بائیں کناروں پر رک گیا اور ساتھ ہی اس
کا رنگ بدلا اور وہ سبز رنگ کا نقطہ بن کر سپارک کرنے لگا۔
"تعجب انگیز۔ انتہائی تعجب انگیز"...... سبز نقطوں کو سکرین کے دو
کناروں پر سپارک کرتے دیکھ کر رابن نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

"کیوں کیا ہوا"...... ہائنا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"اس کمرے میں ایک نہیں دو خفیہ راستے ہیں۔ دو الگ الگ

تہہ خانوں کے خفیہ راستے''...... رابن نے جواب دیا تو ہائنا کے چہرے پر موجود حیرت گہری ہو گئی۔

''دو خفیہ راستے۔ کیا مطلب۔ کہاں ہیں دونوں راستے''۔ ہائنا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اپنی آنکھوں سے دیکھ لو''...... رابن نے کہا اور اس نے مشین کے چند مزید بٹن پریس کئے تو اچانک مشین کے دو کناروں سے سرخ رنگ کی شعاعیں سی نکلیں اور دائیں بائیں موجود دیواروں پر پڑنے لگی۔ مشین سے لکیر کی شکل میں روشنی نکل رہی تھی لیکن دیواروں پر پڑتے ہی تیزی سے پھیل گئی تھی جسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے دیواریں آگ کی شدت سے تپ کر سرخ ہو گئی ہوں۔

''کیا ان دیواروں کے پیچھے خفیہ راستے ہیں''...... ہائنا نے کہا۔

''ہاں۔ میں انہیں کھولتا ہوں''...... رابن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین کے دو بٹن پریس کئے تو اچانک دونوں دیواروں میں ایک ساتھ دو خلاء سے بنتے چلے گئے۔ دیواروں میں دو راستے کھلتے ہی مشین سے نکلنے والی سرخ لیزر لکیریں غائب ہو گئیں۔ خلاء دیکھ کر ہائنا اچھل پڑی۔ وہ تیزی سے ایک خلاء کی طرف بڑھی۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں اور دوسری طرف اندھیرا دکھائی دے رہا تھا۔ ہائنا نے جیکٹ پہن رکھی تھی اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک منی ٹارچ نکالی اور اس کی روشنی میں خلاء کی دوسری طرف دیکھنے لگی۔

''یہاں ایک تہہ خانہ ہے لیکن یہاں تو کاٹھ کباڑ بکھرا ہوا

ہے''...... ہائنا نے کہا۔

''دوسرا خلاء چیک کرو''...... رابن نے کہا تو ہائنا دوسری دیوار میں بنے ہوئے دروازے نما خلاء کی طرف بڑھ گئی۔ وہاں اندھیرا نہیں تھا۔ ہائنا نے جھانک کر دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

''اس طرف بھی ایک تہہ خانہ ہے لیکن اس تہہ خانے میں ضرورت کا تمام سامان موجود ہے۔ چھپنے کے لئے جارج نے یہاں اچھا خاصا انتظام کر رکھا ہے''...... ہائنا نے کہا۔

''تو پھر اس کا خفیہ سیف بھی اسی تہہ خانے میں ہو گا جہاں اس نے ٹی ایس ای فارمولے کی مائیکرو فلم چھپائی ہو گی''...... رابن نے کہا۔

''میں نیچے جا کر چیک کرتی ہوں''...... ہائنا نے کہا۔

''رکو۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ تہہ خانے میں بھی اگر خفیہ سیف تلاش کرنے کی ضرورت پڑی تو وہاں بھی یہی مشین کام آئے گی''...... رابن نے بیڈ سے مشین اٹھاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے میں نائیڈ داخل ہوا۔ دو طرف دیواروں میں خلاء دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔

''اچھا ہوا نائیڈ تم یہاں آ گئے۔ ایسا کرو کہ جارج کو کرسی سمیت اٹھاؤ اور اسے لے کر ہمارے ساتھ اس تہہ خانے میں آ جاؤ''...... رابن نے نائیڈ سے مخاطب ہو کر کہا تو نائیڈ نے اثبات

میں سر ہلایا اور کرسی پر بے ہوش اور رسیوں سے بندھے ہوئے جارج کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کافی ہٹا کٹا اور مضبوط جسم کا مالک تھا اس نے جارج جیسے بھاری بھرکم آدمی کو کرسی سمیت اٹھا لیا۔ رابن اور ہائنا سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں آ گئے۔ تہہ خانہ کو ریسٹ روم اور آفس کے طرز پر سجایا گیا تھا اور وہاں واقعی ضرورت کا تمام سامان موجود تھا۔ ہائنا، جارج کا بیڈ پر پڑا ہوا لیپ ٹاپ بھی اٹھا کر لے آئی تھی جو اس نے بند کر کے ایک طرف رکھ دیا تھا۔

''اچھا ہوا ہے جو جارج اس تہہ خانے میں نہیں آیا تھا۔ یہ ریڈ بلاکس سے بنایا ہوا تہہ خانہ ہے۔ اگر جارج یہاں ہوتا تو ایکس ایکس ٹی گیس یہاں نہ پہنچ سکتی تھی اور اس کمرے کی ہارڈنس دیکھ کر پتہ لگتا ہے کہ اس کی دیواریں اور دروازے کو ایٹم بم سے بھی نہیں اُڑایا جا سکتا ہے۔ جارج نے اپنے لئے یہ خاصا سیف روم بنایا ہوا ہے''...... ہائنا نے کمرے کی ساخت دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اگر میرے پاس سرچر مشین نہ ہوتی تو ہم شاید ہی اس تہہ خانے کو ڈھونڈ سکتے تھے۔ یہ اسی جدید مشین کا کمال ہے جس نے دیواروں میں چھپے ہوئے میکنزم تلاش کر کے انہیں اوپن کر دیا تھا ورنہ ہمارے ہاتھ ناکامی ہی آنی تھی''...... رابن نے کہا۔ وہ مشین لے کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا اور ایک بار پھر مشین آپریٹ کرنا شروع ہو گیا تھا۔ مشین پر پھر سے سفید لکیروں کا جال پھیل گیا تھا اور سرخ رنگ کا ایک نقطہ ادھر ادھر گھومتا دکھائی دے رہا تھا۔

رابن کچھ دیر مشین آپریٹ کرتا رہا پھر اس نے ایک بٹن پریس کیا تو سرخ نقطہ تیزی سے دائیں سائیڈ کی طرف بڑھا اور پھر سبز رنگ میں تبدیل ہو کر ایک بار پھر سپارک کرنا شروع ہو گیا۔

''حیرت انگیز۔ یہ جارج نے یہاں کتنے خفیہ تہہ خانے بنا رکھے ہیں''...... رابن نے یکلخت اچھلتے ہوئے کہا۔

''کیوں کیا ہوا۔ کیا یہاں اور بھی کوئی تہہ خانہ ہے''...... ہائنا نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ یہ دیکھو''...... رابن نے کہا۔ اس نے مشین کے چند بٹن پریس کئے تو مشین کے دائیں کنارے سے وہی لیزر نما سرخ روشنی کی لکیر نکل کر دائیں دیوار پر پڑی اور دیوار تیزی سے سرخ ہوتی چلی گئی۔ دوسرے لمحے سر کی آواز کے ساتھ اس دیوار میں بھی ایک خلاء نمودار ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ہائنا، رابن اور نائیڈ چونک پڑے کہ دیوار کی دوسری طرف تہہ خانہ نہیں بلکہ ایک چوڑی سرنگ تھی جو دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

''مائی گاڈ۔ یہ تو خفیہ سرنگ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر ہم نے جارج کو ایکس ایکس ٹی گیس سے بے ہوش نہ کیا ہوتا تو یہ اس سرنگ کے راستے اس عمارت سے نکل سکتا تھا''...... ہائنا نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لگتا ہے یہ یہاں کافی عرصہ سے کام کر رہا ہے اور اس نے اپنی حفاظت اور خفیہ راستوں سے نکلنے کے تمام انتظامات کر

رکھے ہیں تاکہ مصیبت کے وقت یہ یہاں سے آسانی سے فرار ہو سکے“...... رابن نے کہا۔

”کیا میں اندر جا کر اس راستے کو چیک کروں“...... نائیڈ نے کہا۔

”ہاں۔ جاؤ دیکھو۔ کہاں جاتا ہے یہ راستہ پھر اسی راستے سے واپس آ جانا“...... رابن نے کہا تو نائیڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور سرنگ میں داخل ہو کر آگے بڑھنا شروع ہو گیا۔

”تم اس مشین سے خفیہ راستے ہی تلاش کرتے رہو گے یا ٹی ایس ای فارمولے کی مائیکرو فلم کو بھی تلاش کرو گے“...... ہائنا نے کہا۔

”وہ بھی کرتا ہوں۔ ایک منٹ“...... رابن نے کہا اور ایک بار پھر وہ مشین آپریٹ کرنے لگا۔ جلد ہی مشین کے ایک سرے سے سرخ روشنی لی ایک دھار سی نکل کر مخالف دیوار پر پڑی اور اس دیوار میں ایک چوکور خانہ کھلتا چلا گیا۔ اسی لمحے اس خانے سے ایک فولادی سیف ریلنگ پر چلتا ہوا باہر نکل آیا۔ سیف دیکھ کر ان دونوں کی آنکھیں پھیل گئیں۔

”یہ ہے جارج کا خفیہ سیف۔ جس میں یہ اپنی دولت اور ضروری سامان رکھتا ہے۔ اس نے مائیکرو فلم بھی اسی سیف میں رکھی ہو گی“...... رابن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو کھولو اسے جلدی“...... ہائنا نے بے چین لہجے میں کہا اور

تیز تیز چلتی ہوئی سیف کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔ رابن نے پھر مشین آپریٹ کی اور جیسے ہی مشین کے کنارے سے سرخ لیزر لائٹ نکل کر سیف پر پڑی تو سیف کا رنگ سرخ ہوتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد سیف کے لاک کھلنے کی تیز آوازیں سنائی دیں اور پھر سیف کا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ جیسے ہی سیف کا دروازہ کھلا ہائنا تیزی سے لپکی اور اس نے سیف سے چیزیں نکال کر باہر پھینکنا شروع کر دیں۔ سیف میں ڈالرز کی گڈیوں سمیت مقامی بڑے نوٹوں کی گڈیاں بھی بھری ہوئی تھیں۔ کاغذات کے ساتھ ساتھ چند ہیرے اور سونے کی ڈلیاں بھی موجود تھیں۔ ہائنا ان سب چیزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ رہی تھی۔ وہ ان سب چیزوں کو نکال نکال کر فرش پر پھینک رہی تھی۔ اس نے سیف کا ایک ایک حصہ چیک کر لیا لیکن اسے وہاں کوئی مائیکرو فلم نہ ملی۔

”سیف میں تو کوئی مائیکرو فلم نہیں ہے“...... ہائنا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”اسی میں ہو گی۔ اچھی طرح سے چیک کرو“...... رابن نے کہا۔

”میں نے اسے اچھی طرح دیکھا ہے۔ اندر خفیہ خانے کھولنے والے بٹن بھی لگے ہیں۔ میں نے تمام خفیہ خانے بھی کھولے ہیں لیکن ان میں فلم نہیں ہے“...... ہائنا نے جواب دیا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس سے زیادہ سیف جگہ جارج کے لئے

اور کون سی ہو سکتی ہے جہاں وہ فلم چھپا سکے“...... رابن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہم نے اس کی تلاشی نہیں لی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فلم اس نے اپنے پاس ہی رکھی ہوئی ہو“...... ہائنا نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ لو اس کی تلاشی“...... رابن نے کہا تو ہائنا تیزی سے جارج کی طرف بڑھی اور پھر وہ جارج کی تلاشی لینے لگی۔ ابھی وہ جارج کی تلاشی لے ہی رہی تھی کہ اسی لمحے نائیڈ جو سرنگ میں گیا تھا واپس آ گیا۔

”کیا ہوا۔ کہاں جاتا ہے یہ راستہ“...... رابن نے اسے دیکھ کر پوچھا۔

”یہ راستہ زیادہ طویل نہیں ہے۔ سرنگ کا اختتام ایک اور دروازے پر ہوتا ہے۔ وہ دروازہ بھی مجھے کھلا ہوا ملا تھا۔ میں دروازے سے باہر نکلا تو میں ایسی ہی ایک کوٹھی میں پہنچ گیا۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ لگتا ہے جارج نے حفظ ماتقدم کے طور پر دوسری کوٹھی بھی لے رکھی ہے تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ اس خفیہ راستے سے نکل کر دوسری کوٹھی میں پہنچ سکے اور پھر وہاں سے کہیں بھی نکل سکتا ہے“...... نائیڈ نے کہا۔

”ہاں۔ یہ جارج ضرورت سے زیادہ ہی ذہین معلوم ہو رہا ہے جو اس نے ایسے انتظامات کر رکھے ہیں۔ یہ تو ہماری قسمت اچھی ہے جو یہ ہمارے قابو میں آ گیا ہے۔ اگر یہ یہاں سے نکل جاتا تو

ہم اسے ڈھونڈتے ہی رہ جاتے“...... رابن نے کہا۔

”ہمارے حق میں یہ بھی اچھا ہوا ہے جو ہمیں یہ خفیہ راستہ مل گیا ہے۔ میں تو کہتی ہوں کہ تم نائیڈ سے کہو کہ یہ اپنے ساتھیوں کو واپس بھیج دے۔ باہر جا کر یہ خود بھی دوسری کوٹھی میں پہنچ جائے۔ ہم اپنا کام کر کے اس سرنگ کے راستے دوسری کوٹھی میں جائیں گے اور پھر وہاں سے نکل جائیں گے“...... ہائنا نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ ویسے بھی نائیڈ کے ساتھیوں کا کام ختم ہو چکا ہے۔ یہاں اب لاشیں ہی ہیں۔ ہم اس کے جاتے ہی تہہ خانے کا راستہ بند کر دیں گے اور آرام سے جارج سے پوچھتے رہیں گے۔ اگر ہمیں نکلنا ہوا تو ہم اس سرنگ کے راستے دوسری کوٹھی میں پہنچ جائیں گے۔ کیوں نائیڈ تم کیا کہتے ہو“...... رابن نے کہا۔

”جیسا آپ مناسب سمجھیں باس۔ میں تو آپ کے حکم کا غلام ہوں“...... نائیڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔ انہیں واپس بھیج کر تم دوسری کوٹھی میں کار چھوڑ کر اس سرنگ کے راستے یہاں آ جانا پھر ہم ایک ساتھ یہاں سے نکل چلیں گے“۔ رابن نے کہا تو نائیڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ مڑ کر تہہ خانے سے باہر جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”میں نے اس کی تلاشی لی ہے۔ اس کے پاس فلم نہیں ہے“۔

ہائنا نے کہا۔

''پھر اس کے سوا ہمارے پاس اب اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم اسے ہوش میں لائیں اور اسی سے فلم کا پوچھیں''...... رابن نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''کیا یہ آسانی سے فلم کے بارے میں بتا دے گا''...... ہائنا نے پوچھا۔

''تم بے فکر رہو۔ میں اپنے ساتھ ضرورت کا سارا سامان لایا ہوں۔ اس کی زبان کیسے کھلے گی یہ میں بخوبی جانتا ہوں''۔ رابن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ مشین چھوڑ کر جارج کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا مگر قدرے لمبا باکس تھا۔ اس نے باکس کھولا۔ باکس میں ایک سرنج رکھی ہوئی تھی۔ اس سرنج میں زرد رنگ کا محلول سا بھرا ہوا تھا۔ سرنج پر کیپ لگی ہوئی تھی۔ رابن نے باکس سے سرنج نکالی اور اس کا کیپ اتار کر ایک طرف اچھال دیا۔

''اب اس سرنج میں کیا ہے''...... ہائنا نے اس انداز میں پوچھا جیسے وہ مشین کی طرح اس سرنج کے بارے میں بھی کچھ نہ جانتی ہو اور اسے پہلی بار رابن کے ہاتھوں میں دیکھ رہی ہو۔

''میں نے تم سے کہا تھا کہ میں یہاں مکمل انتظامات کے ساتھ آیا تھا۔ ڈاکٹر آصف رندھاوا سے فارمولا حاصل کرنا ہمارے لئے

مشکل ثابت ہو سکتا تھا۔ وہ اگر آسانی سے منہ نہ کھولتا تو میں اسے یہ انجکشن لگا کر اس کا منہ کھلواتا۔ اب اسے تو ہلاک کر دیا گیا ہے اس لئے اب یہی انجکشن جارج کا منہ کھولنے کے کام آئے گا۔ یہ ملٹی ڈرگز کا انجکشن ہے جس کے لگتے ہی انسان پر گہرا نشہ طاری ہو جاتا ہے اور اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس انجکشن سے اعصابی نظام بھی مفلوج ہو جاتا ہے اور انسان شعور سے لاشعور میں پہنچ جاتا ہے۔ اس دوران اس آدمی سے جو بھی پوچھا جائے تو وہ نیند کے عالم میں ہر بات کا سچ جواب دیتا ہے۔ جارج آسانی سے منہ کھولنے والوں میں سے نہیں ہے لیکن ملٹی ڈرگز انجکشن کے لگتے ہی یہ ہمارے سامنے بھیگی بلی بن جائے گا اور پھر ہمیں آسانی سے بتا دے گا کہ اس نے ٹی ایس ای فارمولا کہاں چھپایا ہوا ہے''...... رابن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم اپنے سارے انتظامات مکمل کر کے آئے تھے اور مجھے کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا کہ ہم ضرورت کا سامان پاکیشیا پہنچ کر حاصل کریں گے۔ بہت چالاک ہو تم''...... ہائنا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''چالاک نہیں ذہین کہو۔ چالاک تو بیویاں ہوتی ہیں جو شوہروں کو ٹھگنے اور انہیں اپنے دام میں پھنسانے کے ہزاروں گر جانتی ہیں''...... رابن نے ہنستے ہوئے کہا تو ہائنا بھی ہنس دی۔

''میں تمہاری بیوی نہیں ہوں سمجھے تم''...... ہائنا نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں تمہیں چالاک نہیں کہتا"...... رابن نے کہا تو ہائنا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اب ان باتوں کو چھوڑو اور اسے انجکشن لگاؤ تاکہ یہ بتا سکے کہ اس نے مائیکروفلم کہاں چھپائی ہے"...... ہائنا نے اپنی ہنسی روکتے ہوئے کہا تو رابن نے اثبات میں سر ہلا کر ایک ہاتھ سے جارج کا سر سائیڈ پر کیا اور پھر انگلیوں سے اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ تلاش کر کے اس نے سرنج کی سوئی اس رگ میں اتار دی اور پھر وہ سرنج کا سارا محلول انجیکٹ کرتا چلا گیا۔ سرنج خالی ہوتے ہی اس نے جارج کی گردن سے سوئی کھینچی اور پھر اس نے خالی سرنج ایک طرف اچھال دی۔ اسی لمحے بے ہوش جارج کا رنگ تیزی سے سرخ ہونا شروع ہو گیا۔

"لگتا ہے تم نے اسے اوور ڈوز دے دی ہے"...... اس کا رنگ بدلتے دیکھ کر ہائنا نے کہا۔

"ہاں۔ یہ سپر ایجنٹ ہے۔ یہ تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی مضبوط اعصاب کا مالک معلوم ہو رہا ہے۔ عام ڈوز سے اس کا کچھ نہیں بننا تھا اس لئے میں نے اسے اوور ڈوز دی ہے"...... رابن نے جواب دیا۔

"اوور ڈوز سے کہیں یہ ہلاک نہ ہو جائے"...... ہائنا نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں جارج پر جمی ہوئی تھیں

جس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی اس کے چہرے کے مساموں سے خون پسینے کی طرح بہہ نکلے گا۔

"گھبراؤ نہیں۔ فوری طور پر اسے کچھ نہیں ہو گا۔ اس ڈوز کا اس کے جسم اور دماغ پر اثر تو ہو گا۔ اسے ہوش میں لا کر جب میں اس سے دو تین سوال پوچھوں گا تو اسے ذہن پر یادداشت کے لئے زور لگانا پڑے گا۔ یہ دو تین سوالوں کے جواب دے گا اس کے بعد اس کے دماغ کی شریانیں پھٹ جائیں گی اور یہ واقعی ہلاک ہو جائے گا اور میرے دو تین سوال ہی کافی ہوں گے"...... رابن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"کب تک اسے ہوش آ جائے گا"...... ہائنا نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ لگیں گے۔ اس انجکشن کے اثر سے اس پر سے ایکس ایکس ٹی گیس کا اثر بھی ختم ہو جائے گا اور اسے خود ہی ہوش آ جائے گا"...... رابن نے جواب دیا۔

"نائیڈ اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں سے نکل چکا ہو گا۔ اس کے ہوش میں آنے سے پہلے تہہ خانے کے دروازے بند کر دو تاکہ جب جارج کو ہوش آئے تو ہم اطمینان سے اس سے پوچھ گچھ کر سکیں"...... ہائنا نے کہا تو رابن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ مشین کی طرف بڑھا اور ایک بار پھر اسے آپریٹ کرنے لگا۔ مشین کے چند بٹن پریس کرتے ہی اچانک سرر کی آواز کے ساتھ تہہ

خانے کا دروازہ بند ہوتا چلا گیا۔

”کیا اس سے دونوں تہہ خانوں کے دروازے بند ہو گئے ہیں“...... ہائنا نے پوچھا۔

”ہاں۔ اب میں تمہیں اس مشین کا دوسرا کمال بھی دکھاتا ہوں“...... رابن نے کہا۔

”کیسا کمال“...... ہائنا نے پوچھا۔

”ابھی خود دیکھ لینا“...... رابن نے کہا اور تیزی سے مشین آپریٹ کرنے لگا۔ اس نے مشین کے چند بٹن پریس کئے تو نیلی سکرین پر سے لکیروں کا جال اور اسپارک کرنے والا نقطہ غائب ہو گیا اور اس کی جگہ سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ منظر میں کوٹھی کا لان دکھائی دے رہا تھا جہاں ہر طرف لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔

”یہ تو اس کوٹھی کے لان کا منظر ہے“...... ہائنا نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ اس مشین سے ہم ارد گرد کے علاقے کو بھی مانیٹر کر سکتے ہیں۔ میں نے یہ اس لئے آن کیا ہے تاکہ اگر کوئی اس رہائش گاہ میں آئے تو ہمیں اس کا پتہ چل سکے۔ جارج نے کوٹھی میں جگہ جگہ سکیورٹی کیمرے لگائے ہوئے ہیں۔ یہ مشین ان کیمروں سے لنک کر کے تمام بیرونی مناظر دکھا سکتی ہے“...... رابن نے کہا تو ہائنا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ رابن مشین کی ایک ناب گھما رہا تھا جس سے سکرین پر مناظر تبدیل ہوتے جا رہے تھے۔ جارج کی

رہائش گاہ میں سوائے لاشوں کے اور کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔

”نائیڈ واقعی سب کو لے کر جا چکا ہے“...... رابن نے کہا۔ اس نے ایک بٹن پریس کیا تو اچانک سکرین پر کوٹھی کے گیٹ کے باہر کا منظر ابھر آیا۔ جیسے ہی سکرین پر باہر کا منظر ابھرا نہ صرف رابن بلکہ ہائنا بھی بری طرح سے چونک پڑی۔ سکرین پر گیٹ کے پاس دو افراد کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ جن کے ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے۔

”یہ۔ یہ۔ یہ عمران ہے نا۔ یہ یہاں کیسے پہنچ گیا“...... ہائنا نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ یہ عمران ہی ہے۔ میں بھی اسے یہاں دیکھ کر حیران ہوں“...... رابن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ گیٹ پر عمران کو دیکھ کر اس کے چہرے پر تشویش کے سائے نمودار ہو گئے تھے۔

”اوہ اوہ۔ اسے اندر آنے سے روکو۔ اگر یہ اندر آ گیا تو یہ ہمارے لئے مصیبت بن جائے گا۔ ہم ابھی تک اس سے بچتے آئے ہیں لیکن اب یہ اچانک یہاں پہنچ گیا ہے“...... ہائنا نے پریشانی کے عالم میں چیختے ہوئے کہا۔

”گھبراؤ نہیں ہنی۔ یہ ہم تک نہیں پہنچ سکے گا۔ ہم جارج کی رہائش گاہ میں نہیں بلکہ اس کے تہہ خانے میں ہیں اور میں نے تہہ خانے کا دروازہ بند کر دیا ہے“...... رابن نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ یہاں کیسے پہنچ گیا۔ کیا یہ ہمارے پیچھے آیا ہے یا پھر اسے بھی اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ ٹی ایس ای فارمولے کی مائیکروفلم جارج کے پاس ہے''...... ہائنا نے کہا۔

''ہاں۔ شاید اسے بھی مائیکروفلم کا علم ہو چکا ہے۔ یہ یقیناً جارج سے فلم لینے پہنچا ہے''...... رابن نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس کے ساتھ کون ہے''...... ہائنا نے پوچھا۔

''سیکرٹ سروس کا ہی کوئی آدمی ہو گا۔ تم فکر نہ کرو۔ یہ لاکھ کوشش کر لیں لیکن یہ اس تہہ خانے کو تلاش نہیں کر سکیں گے۔ ہمیں تو یہ تہہ خانہ سرچ مشین کے ذریعے مل گیا ہے ورنہ شاید ہم بھی اس تہہ خانے کو کبھی ٹریس نہ کر سکتے تھے''...... رابن نے کہا۔

''عمران کو دیکھ کر میرا خون کھول رہا ہے رابن۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں تہہ خانے کا دروازہ کھول کر باہر جاؤں اور اپنے ہاتھوں سے اسے گولیاں مار کر ہلاک کر دوں''...... ہائنا نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔ عمران کو دیکھ کر واقعی اس کا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہوتا جا رہا تھا اور اس کی آنکھیں شعلے اگلنے لگی تھیں۔

''نہیں۔ ہم ایسا کچھ نہیں کریں گے۔ ہم نے جو کام کرنا ہے وہ کریں گے اور خاموشی سے یہاں سے نکل جائیں گے۔ ہمارے لئے عمران سے اہم وہ فارمولا ہے جو ہمیں ہر صورت میں جارج

سے حاصل کرنا ہے۔ یہ تو ہمارے لئے بہت اچھا ہوا ہے کہ ایک تو ہمیں یہ خفیہ سرنگ والا راستہ مل گیا ہے اور دوسرا ہم نے نائیڈ اور اس کے ساتھیوں کو واپس بھجوا دیا ہے۔ ورنہ وہ سب عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں مارے جاتے۔ اب عمران کو اس رہائش گاہ میں سوائے لاشوں کے اور کچھ نہیں ملے گا''...... رابن نے کہا۔

''اگر وہ جارج کے کمرے میں آ گیا تو''...... ہائنا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''وہ زیادہ سے زیادہ جارج کے روم میں ہی آئے گا لیکن اس تہہ خانے تک نہیں۔ اول تو اسے تہہ خانے کا پتہ ہی نہیں چلے گا اور اگر اسے معلوم ہو بھی گیا کہ یہاں تہہ خانہ ہے تو وہ اسے کسی بھی میکنزم سے نہیں کھول سکے گا۔ میں نے اس تہہ خانے کا دروازہ لاکڈ کر دیا ہے۔ اب یہ میری اس مشین سے ہی کھل سکتا ہے باہر موجود کسی میکنزم سے نہیں کھل سکتا''...... رابن نے کہا تو ہائنا کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے انہوں نے جارج کی کراہ سنی تو وہ دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ جارج کے جسم میں حرکت ہو رہی تھی۔

''اسے ہوش آ رہا ہے۔ تم اس سکرین پر نظر رکھو اور اس بٹن سے اسے آپریٹ کرو۔ اس بٹن کے ذریعے تم رہائش گاہ میں لگے ہوئے تمام سیکورٹی کیمروں سے لنک کر کے عمران اور اس کے ساتھی کو مانیٹر کر سکتی ہو۔ تب تک میں جارج سے پوچھ گچھ کرتا

ہوں''...... رابن نے کہا تو ہائنا اثبات میں سر ہلا کر اس کے قریب آ گئی۔ رابن نے اسے مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ بتایا اور پھر اٹھ کر تیزی سے جارج کی طرف بڑھ گیا۔ جس کی آنکھیں کھل چکی تھیں۔ اس کا چہرہ خون کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بھی خون ہی خون بھرا ہوا تھا۔ رابن اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا تو جارج اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کک کک۔ کون ہو تم''...... جارج کے منہ سے ایسی آواز نکلی جیسے وہ کسی اندھے کنوئیں سے بول رہا ہو۔

''تمہارا دوست''...... رابن نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''مجھے کیا ہوا ہے۔ میرا جسم حرکت کیوں نہیں کر رہا''...... جارج نے اسی انداز میں کہا۔

''تمہارا دماغ مفلوج ہو چکا ہے جارج اور تمہارے اعصاب بھی معطل ہو چکے ہیں اس لئے اپنے دماغ پر دباؤ نہ ڈالو۔ بلکہ میں جو پوچھوں اس کا جواب دو''...... رابن نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں جواب دوں گا''...... جارج نے اسی طرح غنودگی کے عالم میں کہا۔

''فوسن تمہارا ساتھی تھا جس نے تمہیں کارمن نژاد لڑکی گریٹا کو ہلاک کر کے اس سے ٹی ایس ای فارمولے کی فائل کی مائیکرو فلم بنا

کر لا کر دی تھی۔ کیا یہ سچ ہے''...... رابن نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ سچ ہے''...... جارج نے اسی طرح خوابیدہ لہجے میں کہا۔

''تو بتاؤ فارمولے کی مائیکرو فلم کہاں ہے''...... رابن نے پوچھا۔

''اسے میں نے مائیکرو فلم سے مائیکرو چپ میں ٹرانسفر کر لیا ہے''...... جارج نے جواب دیا۔

''اوہ۔ کہاں ہے وہ مائیکرو چپ''...... رابن نے پوچھا۔

''میرے دانت میں چھپی ہوئی ہے''...... جارج نے جواب دیا۔ جواب دیتے ہوئے اس کا لہجہ اب نہ صرف لڑکھڑانا شروع ہو گیا تھا بلکہ اس کے چہرے اور آنکھوں کی رنگت اور زیادہ سرخ ہونا شروع ہو گئی تھی جیسے اس کے چہرے کے مساموں سے خون رسنا شروع ہو گیا ہو اور اگر اس نے مزید کوئی بات کی تو اس کی آنکھوں اور چہرے سے فورے کی طرح خون پھٹ پڑے گا۔

''دانت میں۔ کون سے دانت میں''...... رابن نے چونکتے ہوئے کہا تو جارج نے بغیر کسی تامل کے منہ کھول لیا۔

''دائیں سائیڈ کے اوپر والے حصے میں آخری داڑھ سے پہلے داڑھ ہے یہ نقلی ہے۔ چپ اسی میں ہے''...... جارج نے کہا اور ساتھ ہی اس کا سر ڈھلک دیا۔

''اوہ۔ لگتا ہے اس کا شعور اور لاشعور اس دانت کے بارے

میں بتانے کے لئے گڈ مڈ ہو گئے تھے۔ اس نے مجھے سچ تو بتا دیا ہے لیکن جواب دیتے ہی اس کا برین آؤٹ آف کنٹرول ہو کر ڈیج ہو گیا ہے''...... رابن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے جارج کا سر اٹھایا تو یہ دیکھ کر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ جارج ہلاک ہو چکا تھا۔ اس کے ناک اور منہ کے ساتھ کانوں سے بھی خون کی لکیریں نکل آئی تھیں۔ رابن نے دوسرے ہاتھ سے جارج کا منہ کھولا اور پھر اس نے جارج کے منہ میں انگلیاں ڈال کر اس کے منہ میں موجود نقلی داڑھ کھینچ لی۔ داڑھ آسانی سے اس کے منہ سے نکل آئی۔

رابن نے جیب سے رومال نکالا اور پھر وہ اس سے جارج کی نقلی داڑھ صاف کرنے لگا۔ داڑھ کے پچھلے حصے میں ایک ہول بنا ہوا تھا جس میں پلاسٹک میں ایک چھوٹی سی چپ موجود تھی۔

''یہ چپ تو داڑھ میں پھنسی ہوئی ہے۔ کسی باریک چمٹی سے ہی باہر آئے گی''...... رابن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا اور جارج کی داڑھ دیکھتا رہا پھر اس نے رومال میں داڑھ لپیٹی اور کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لی۔ اس نے سر گھما کر ہائنا کی طرف دیکھا جو بدستور بیڈ کے پاس مشین کی سکرین کو گھور رہی تھی۔

''کیا ہوا۔ کہاں ہیں وہ دونوں''...... رابن نے جارج کے پاس سے اٹھ کر ہائنا کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''دونوں عمارت میں داخل ہو چکے ہیں۔ لاشیں دیکھ کر بے حد حیران ہوئے تھے اور اب ہر طرف تلاشی لے رہے ہیں۔ تم چونکہ جارج سے پوچھ گچھ کر رہے تھے اس لئے میں نے تمہیں ان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا''...... ہائنا نے کہا تو رابن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مجھے چپ مل چکی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں نہیں رکنا چاہئے اور یہاں سے نکل جانا چاہئے''...... رابن نے کہا۔

''نائیڈ کو تو آ لینے دو۔ تم نے اس سے کہا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو بھیج کر دوسری کوٹھی میں جائے اور وہاں سے اس خفیہ سرنگ سے یہاں آ جائے''...... ہائنا نے کہا۔ ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اسی لمحے سرنگ سے نائیڈ نکل کر باہر آ گیا۔

''لو آ گیا ہے نائیڈ''...... نائیڈ کو دیکھ کر رابن نے کہا تو ہائنا بھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

''سوری مادام۔ اپنے ساتھیوں کو واپس بھیج کر میں دوسری کوٹھی میں چلا گیا تھا اور میں نے حفظِ ماتقدم کے طور پر وہاں تلاشی لینی شروع کر دی تھی اس لئے مجھے آنے میں تھوڑا وقت لگ گیا''۔ نائیڈ نے کہا۔ اس کی نظریں فرش پر بکھری ہوئی دولت اور سونے کی ڈلیوں پر جمی ہوئی تھیں اور وہ ان کی طرف حرص بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''کچھ ملا وہاں سے''...... رابن نے پوچھا۔

''نہیں۔ کوٹھی میں ضرورت کا سامان تو موجود ہے لیکن میرے مطلب کا وہاں کچھ نہیں ہے''...... نائیڈ نے کہا۔

''شاید یہ بکھرا ہوا سامان تمہارے مطلب کا ہے۔ اٹھا لو اسے۔ یہ سب تمہارا ہے''...... رابن نے اس کی آنکھوں میں حرص دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو نائیڈ یکلخت چونک پڑا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

''کیا۔ کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں باس۔ کیا واقعی یہ سب میں لے سکتا ہوں''...... نائیڈ نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں ہاں۔ یہ سب تمہارا ہے۔ ہمارے لئے یہ چیزیں کوئی معنی نہیں رکھتیں اور جارج بھی بے چارہ اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے اس لئے یہ سب اب اس کے بھی کسی کام کا نہیں ہے اس لئے سب کچھ تم لے سکتے ہو''...... رابن نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ تھینک یو باس۔ آپ واقعی گریٹ باس ہو۔ رئیل گریٹ باس''...... نائیڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے فرش پر پڑی ہوئی نوٹوں اور ڈالروں کی گڈیوں کی طرف جھپٹ پڑا اور انہیں اٹھا اٹھا کر اپنی جیبوں میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ اس کا ندیدہ پن دیکھ کر رابن ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ان دونوں نے دوسرے تہہ خانے کا دروازہ کھول لیا ہے''۔ اچانک ہائنا نے کہا تو رابن چونک پڑا۔

''اوہ اوہ۔ کیسے۔ کیسے کھولا ہے انہوں نے دوسرے تہہ خانے کا

دروازہ''...... رابن نے چونکتے ہوئے کہا اور سکرین کی طرف دیکھنے لگا جہاں عمران اور اس کا ساتھی دوسرے تہہ خانے کے دروازے کے ساتھ ہاتھوں میں مشین پسٹل لئے دیواروں سے لگے کھڑے تھے۔ ہائنا اسے تفصیل بتانے لگی۔

''کیا ہم ان کی آوازیں نہیں سن سکتے''...... ہائنا نے تفصیل بتا کر رابن سے پوچھا۔

''نہیں۔ اس مشین میں اسپیکر نہیں لگے ہوئے ہیں اس لئے ہم ان کی آوازیں نہیں سن سکتے''...... رابن نے کہا۔

''اچھا ایک بات بتاؤ''...... ہائنا نے کہا۔

''پوچھو''...... رابن نے کہا۔

''یہ دونوں اگر اندر چلے جائیں تو کیا تم اب بھی اس دروازے کو اس مشین سے کلوز کر سکتے ہو جیسے پہلے کیا تھا''...... ہائنا نے پوچھا۔

''ہاں بالکل۔ میں دونوں تہہ خانوں کے دروازوں کو اوپن اور کلوز کر سکتا ہوں اور لاکڈ بھی''...... رابن نے کہا۔

''تو پھر بیٹھو۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دونوں ابھی کچھ ہی دیر میں تہہ خانہ چیک کرنے کے لئے نیچے اتر جائیں گے اور میں چاہتی ہوں کہ جیسے ہی یہ نیچے جائیں تم تہہ خانے کا دروازہ بند کر دو اور اسے لاکڈ بھی کر دو۔ میں چاہتی ہوں کہ یہاں سے جانے سے پہلے میں عمران کو کوئی تو ایسی سزا دوں جسے یہ یاد رکھ سکے''...... ہائنا

نے کہا۔

''تم کیوں اس کے پیچھے پڑی ہوئی ہو۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے اور تم نے چیف کے سامنے اس بات کا اعتراف بھی کیا تھا کہ تمہارا بھی میری طرح آج تک عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سامنا نہیں ہوا پھر تم اس سے اتنی نفرت کیوں کرتی ہو''...... رابن نے کہا۔

''میں نے اس کی بہت تعریفیں سنی ہیں۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آج تک دنیا کا کوئی ایجنٹ اسے شکست نہیں دے سکا ہے اور جس نے بھی اس کی موت کی خواہش کی ہے وہ خود ہی ہلاک ہو گیا ہے۔ مسخرہ ہونے کے باوجود اسے انتہائی ذہین اور سپر بلکہ سپریم ایجنٹوں میں شمار کیا جاتا ہے اور اس کی تعریف مجھ سے ہضم نہیں ہوتی۔ میں ایک بار خود دیکھنا چاہتی ہوں کہ یہ کتنا ذہین اور خطرناک انسان ہے۔ ایسا تہہ خانہ جو باہر سے کھلتا ہو اور اسے لاکڈ بھی کر دیا جائے تو یہ اسے کیسے کھول سکے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے بارے میں جو بھی کہا گیا ہے وہ سب جھوٹ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہ اس تہہ خانے سے کسی بھی صورت میں نہیں نکل سکے گا اور بھوکا پیاسا یہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جائے گا''۔ ہائنا نے کہا تو رابن بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے نانسنس''...... ہائنا نے اسے ہنستے دیکھ کر گھور کر اور برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں۔ میں تمہاری اس حماقت پر ہنس رہا ہوں''...... رابن نے کہا۔

''کون سی حماقت''...... ہائنا نے چونک کر کہا۔

''یہی کہ اگر عمران کو تہہ خانے میں بند کر دیا جائے تو وہ وہاں سے کیسے نکلے گا''...... رابن نے کہا۔

''تو کیا تمہارے خیال میں وہ نکل سکتا ہے اس تہہ خانے سے''...... ہائنا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن صرف ایک صورت میں''...... رابن نے جواب دیا۔

''اور وہ ایک صورت کیا ہے''...... ہائنا نے پوچھا۔

''اگر ان دونوں میں سے کسی کے پاس بلاسٹر ہوا تو وہ تہہ خانے کے دروازے کو بلاسٹ کر کے باہر آ سکتے ہیں''...... رابن نے جواب دیا۔

''اور اگر ان کے پاس بلاسٹر نہ ہوا تو''...... ہائنا نے پوچھا۔

''تب پھر واقعی اس تہہ خانے سے باہر نکلنا ان کے لئے مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہو گا''...... رابن نے سنجیدگی سے کہا۔

''وہ دونوں سیڑھیاں اتر کر نیچے جا رہے ہیں''...... ہائنا نے سکرین دیکھ کر کہا۔ سکرین پر عمران اور پھر اس کا ساتھی سیڑھیاں اترتے دکھائی دے رہے تھے۔

''گڈ شو۔ اب میں ان کے پیچھے دروازہ بند کر دیتا ہوں۔ ہٹو

پیچھے“...... رابن نے کہا تو ہائنا سر ہلا کر پیچھے ہٹ گئی اور رابن مشین کے پاس بیٹھ کر اسے آپریٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک کھلے ہوئے تہہ خانے کا دروازہ بند ہوتا چلا گیا۔

”لو ہو گیا دروازہ بند اور میں نے اسے لاکڈ بھی کر دیا ہے۔ اب یہ اندر اور باہر موجود کسی فنکشن سے نہیں کھل سکتا جب تک اسے کسی بم سے نہ اُڑایا جائے“...... رابن نے کہا تو ہائنا کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

”اب ٹھیک ہے۔ اب ہم یہاں سے نکل سکتے ہیں“...... ہائنا نے مسکرا کر کہا۔

”تو چلو“...... رابن نے کہا اور مڑ کر نائیڈ کی طرف دیکھنے لگا جس نے فرش پر بکھری ہوئی ہر چیز سمیٹ کر اپنی جیبوں میں بھر لی تھی اور اس کی جیبیں پھولی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

”لے لیا تم نے سب کچھ“...... رابن نے مسکرا کر کہا۔

”یس باس“...... نائیڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو رابن کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

”تو آؤ۔ اب واپس چلتے ہیں“...... رابن نے کہا اور پھر اس نے مشین اٹھائی اور پھر وہ تینوں سرنگ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ سرنگ میں داخل ہو کر رابن نے مڑ کر مشین کا رخ دروازے کی طرف کر کے ایک بٹن پریس کیا تو سرنگ کا راستہ بند ہو گیا اور پھر

وہ آگے بڑھے اور سرنگ کے آخری حصے میں پہنچ کر وہ دوسرے دروازے سے ایک فرنشڈ کوٹھی کے ایک کمرے میں نکل آئے۔ سرنگ سے نکل کر وہ جیسے ہی کمرے میں آئے یکلخت بری طرح سے چونک پڑے۔ اس کمرے کے دروازے کے پاس ایک نوجوان کھڑا تھا۔ جس کے ہونٹوں پر انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ ناچ رہی تھی اور اس کے ہاتھوں میں مشین پسٹل دکھائی دے رہا تھا جس کا رخ لامحالہ ان کی جانب ہی تھا۔

"تمہارے پاس کوئی بلاسٹر ہے"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نو باس۔ میں مشین پسٹل اور چند فالتو میگزین ساتھ لایا تھا۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ ہم ایسی کسی سچوئیشن میں پھنسنے والے ہیں تو میں بلاسٹرز بھی ساتھ لے آتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کتنی بار کہا ہے چھوٹی موٹی ضرورت کی چیزیں ہر وقت اپنے پاس رکھا کرو"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"سوری باس"...... ٹائیگر نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے سوری کہنے سے اگر یہ دروازہ کھل جائے تو سوری کہہ کر دیکھ لو"...... اسے شرمندہ ہوتے دیکھ کر عمران نے مسکرا کر مخصوص لہجے میں کہا تو ٹائیگر پھیکی سی ہنسی ہنس پڑا۔ عمران نے سیل فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"میرے سیل فون کے سگنل بھی نہیں آ رہے ہیں۔ تم چیک

کرو۔ تمہارے سیل فون کے سگنلز ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اپنے سیل فون کے سگنلز دیکھنے لگا۔

"نو باس۔ بند تہہ خانے میں سگنلز نہیں ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے واچ ٹرانسمیٹر چیک کرنا شروع کر دیا کہ وہ اس کے ذریعے اپنے کسی ساتھی کو بلا سکے لیکن یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ واچ ٹرانسمیٹر کے بھی سگنلز ختم ہو چکے تھے۔

"واچ ٹرانسمیٹر بھی کام نہیں کر رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میرے واچ ٹرانسمیٹر کے بھی سگنلز نہیں ہیں"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ آگے بڑھا اور پھر بند دروازے کی سائیڈ کی دیوار کو سیل فون کی ٹارچ کی روشنی میں غور سے دیکھنے لگا۔

"اس دروازے کا لاک دیوار کے اس حصے میں ہے۔ اگر ہم دیوار کو ادھیڑ لیں تو لاک سے منسلک تاریں ہمارے سامنے آ جائیں گی۔ ان تاروں کو آپس میں جوڑ کر دروازے کو کھولا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں دیوار ادھیڑنے کی کوشش کرتا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک خنجر نکال لیا۔

"شکر ہے۔ کوئی تو کام کی چیز نکلی تمہاری جیب سے"...... خنجر

دیکھ کر عمران نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر مسکرا دیا۔ اس نے خنجر کی نوک سے دیوار کے اس حصے کو کھرچنا شروع کر دیا جہاں عمران کے کہنے کے مطابق دروازے کا لاک ہو سکتا تھا۔ تیز دھار خنجر سے دیوار کھرچتی چلی گئی اور پھر پندرہ بیس منٹ کی محنت کے بعد ٹائیگر نے دیوار کھرچتے ہوئے وہاں ایک بڑا سا ہول بنا لیا۔ پھر چند لمحوں بعد دیوار میں دروازے کا لاک دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ لاک کے ساتھ چند الیکٹرانک وائرز بھی دکھائی دے رہے تھے۔

''لاک مل گیا ہے باس۔ اس کے ساتھ وائرز بھی ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''گڈ شو۔ ان وائرز کو کاٹ کر ایک دوسرے کے ساتھ ٹچ کرو۔ دروازے کا لاک کھل جائے گا''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے خنجر کی مدد سے وائر کاٹے اور پھر ان کے سرے چھیل کر انہیں آپس میں ٹچ کرنے لگا۔ وائرز میں یکلخت سپارک سا ہوا ر دوسرے لمحے تہہ خانے کا دروازہ سر کی مخصوص آواز کے ساتھ تا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف لپکا اور پھر باہر نکل گیا۔ کمرے میں نظریں دوڑاتے ہوئے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھا اور پھر باہر جا کر چیک کرنے لگا لیکن کوٹھی اسی طرح بھائیں بھائیں کر رہی تھی۔ وہاں ان دونوں کے سوا کوئی ذی روح دکھائی نہ دے رہی تھی۔

عمارت کے اندر اور باہر اسی طرح لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔

''ہونہہ۔ وہ جو کوئی بھی تھا ہمیں تہہ خانے میں بند کر کے نکل گیا تھا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا لیکن اسے ٹائیگر کہیں دکھائی نہ دیا۔

''اب یہ ٹائیگر کہاں رہ گیا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر بھی تیز تیز چلتا ہوا باہر آ گیا۔

''کہاں رہ گئے تھے تم''...... عمران نے پوچھا۔

''میں کمرہ چیک کر رہا تھا باس۔ میں یہ دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کمرے میں ہمارے علاوہ اور کون موجود تھا اور وہ ایسی کون سی جگہ پر چھپا ہوا تھا کہ ہم اس کی موجودگی محسوس ہی نہ کر سکے تھے''...... ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا۔

''پھر معلوم ہوا کچھ''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ اس کمرے میں ایک اور تہہ خانہ موجود ہے''۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''ایک کمرے میں دو تہہ خانے۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا اور تمہیں دوسرے تہہ خانے کا کیسے پتہ چلا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے کمرے کا فرش اور دوسری دیواروں پر ہاتھ مار کر چیک کیا ہے۔ ہم جس تہہ خانے سے نکلے ہیں اس کے سامنے والی دیوار کے سنٹر میں کھوکھلا پن موجود ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ

اس دیوار کے پیچھے بھی کوئی خفیہ دروازہ موجود ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ تو تم نے اس دروازے کو کھولنے کے لئے کوئی کل نہیں دبائی''...... عمران نے کہا۔

''دیوار میں ویسا ہی ایک ابھار موجود ہے جیسا پہلی دیوار میں تھا۔ میں نے اس ابھار کو پریس کیا تھا لیکن ابھار پریس ہونے کے باوجود دروازہ نہیں کھلا ہے۔ شاید اسے اندر سے لاکڈ کر دیا گیا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تو ہوسکتا ہے کہ جارج اسی تہہ خانے میں ہو۔ آؤ دیکھتے ہیں''...... عمران نے کہا اور تیزی سے واپس اس کمرے کی طرف بڑھا جس سے وہ نکل کر آیا تھا۔ ٹائیگر بھی اس کے پیچھے آ گیا۔ عمران بھی اس دیوار کو ٹھونک بجا کر دیکھنے لگا جس کے بارے میں ٹائیگر نے اسے بتایا تھا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی اس دروازے کے پیچھے راستہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اب ہم اسے کھولیں گے کیسے۔ یہ بٹن تو کام نہیں کر رہا ہے''...... ٹائیگر نے دیوار کے ایک حصے پر موجود ابھار کو پریس کرتے ہوئے کہا۔

''یہ دیوار تو ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ اس پر پینٹ کر کے اسے دوسری دیواروں کے ہم رنگ کیا گیا ہے۔ یہ

دیوار خنجر سے نہیں ٹوٹے گی اور نہ ہی اسے کسی بم سے اُڑایا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر۔ کیسے کھلے گا یہ دروازہ''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''یہی میں سوچ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر اس کی دیوار پر لگے ہوئے ایک بلب پر نظریں جم گئیں۔

''اس دور میں سکے تو ناپید ہو گئے ہیں۔ اگر کہیں سے سکے جتنے سائز کا دھات کا کوئی ٹکڑا مل جائے تو کام بن سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''سکے جتنی دھات کا ٹکڑا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اگر ہم دھات کو بلب نکال کر اس ہولڈ میں لگائیں اور پھر بلب لگا کر سوئچ آن کریں گے تو یہاں شارٹ سرکٹ ہو گا۔ اگر اس دروازے کا پاور سسٹم کوٹھی کے پاور سسٹم سے لنک ہے تو شارٹ سرکٹ ہونے کی وجہ سے دروازے کا لاک کھولا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ یس۔ آپ جینیئس ہیں باس۔ ریئلی جینیئس۔ میں ابھی دھات کا ٹکڑا تلاش کر کے لاتا ہوں۔ میں نے پہلے تہہ خانے میں دھات کے چند چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دیکھے تھے''...... ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے دوسرے تہہ خانے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ

واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایلومینیم کے چند چھوٹے بڑے سکے نما ٹکڑے تھے۔ اس نے دیوار پر لگے ہوئے بلب کی طرف دیکھا اور پھر دھات کا ایک گول ٹکڑا چن کر باقی سائیڈ پر پھینکے اور پھر اس نے کمرے میں موجود ایک کرسی اٹھا کر دیوار کے پاس بلب کے نیچے رکھی اور کرسی پر چڑھ گیا۔ اس نے سائیڈ پر لگے ہوئے سوئچ سے بلب آف کیا اور پھر اس نے جیب سے رومال نکال کر بلب کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسے ہولڈر سے نکال لیا۔ اس نے ہولڈر میں دھات کا ٹکڑا پھنسایا اور پھر اس نے ہولڈر میں بلب لگا دیا۔ بلب لگا کر وہ اچھل کر کرسی سے نیچے اتر آیا۔

''اب سوئچ آن کرو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر سوئچ آن کر دیا۔ جیسے ہی سوئچ آن ہوا بلب کے ہولڈر سے تیز اسپارک سا ہوا۔ باہر ایک ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا اور بلب بجھتا چلا گیا۔ جیسے ہی بلب آف ہوا اسی لمحے کٹاک کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی اس دیوار میں موجود دروازہ کھلتا چلا گیا۔

''ویل ڈن۔ ان دروازوں کا فنکشن ایسا ہے کہ انہیں جب تک پاور سپلائی ملتی ہے یہ بٹنوں کے تحت اوپن کلوز ہوتے ہیں اور شارٹ سرکٹ ہوتے ہی یہ خود بخود اوپن ہو جاتے ہیں تاکہ اندر جانے والا ہمیشہ کے لئے اندر ہی نہ رہ جائے''...... عمران نے کہا اور مشین پسٹل لے کر تیزی سے دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں اور وہاں روشنی بھی موجود تھی۔ عمران نے سر

نکال کر اندر جھانکا پھر اس نے ٹائیگر کو اشارہ کیا تو ٹائیگر نے دبے قدموں آگے بڑھ کر ایک کرسی اٹھائی اور اسے لا کر دروازے کے پاس رکھا اور پھر اس نے عمران کے انداز میں کرسی پر ٹھوکر ماری تو کرسی سڑھیوں پر اچھلتی چلی گئی۔ عمران اور ٹائیگر تیار تھے لیکن یہاں بھی کرسی گرنے پر کوئی ردعمل نہ ہوا تو عمران ایک طویل سانس لے کر سیدھا ہو گیا۔

''یہاں بھی کوئی نہیں ہے۔ وہ جو کوئی بھی تھا اس تہہ خانے میں تھا۔ اس نے ہمیں دوسرے تہہ خانے میں جاتے دیکھ لیا تھا اور پھر جیسے ہی ہم اندر گئے وہ اس تہہ خانے سے نکلا اور اس نے اس تہہ خانے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا تاکہ ہم اندر قید ہو جائیں اور اسے یہاں سے نکلنے کا موقع مل سکے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ اور وہ جارج ہی ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں مشین پسٹل لئے تہہ خانے میں آئے اور پھر ایک آدمی کو کرسی پر جکڑے دیکھ کر چونک پڑے۔ اس آدمی کا سر ڈھلکا ہوا تھا اور اس کے ناک، کانوں اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔

''یہ تو جارج ہے''...... ٹائیگر نے تیزی سے اس کی طرف لپکتے ہوئے کہا اور پھر وہ جارج کی دل کی دھڑکن اور نبض چیک کرنے لگا جبکہ عمران غور سے تہہ خانے کی بناوٹ دیکھ رہا تھا۔

''تو یہاں لا کر جارج پر تشدد کیا گیا ہے اور اس سے کوئی اور فارمولا لے کر نکل گیا ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔ اس نے جارج کی تلاشی لی لیکن اس سے اسے کچھ نہ ملا۔

''اس تہہ خانے کے اندر کا پاور سسٹم الگ معلوم ہو رہا ہے اسی لئے یہاں لائٹ آن ہے''...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں سائیڈ کی ایک دیوار پر جم گئیں۔ وہ چونک کر آگے بڑھا اور پھر اس دیوار کو غور سے دیکھنے لگا۔

''خدا کی پناہ۔ یہ جارج نے یہاں کتنے خفیہ راستے بنا رکھے ہیں۔ دو تہہ خانے اور اب یہاں اس دیوار پر بھی ایک خفیہ راستے کے نشانات موجود ہیں''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو ٹائیگر چونک کر اس کے قریب آ گیا اور وہ بھی دیوار پر موجود ان نشانات کو دیکھنے لگا جو اس بات کو ظاہر کر رہے تھے کہ اس دیوار میں بھی ایک دروازہ نما خلاء موجود ہے۔ وہاں ایک لاکر بھی تھا جو کھلا ہوا تھا اور خالی دکھائی دے رہا تھا۔

''یس باس۔ جارج نے اپنی حفاظت کا اور یہاں سے نکلنے کا زبردست انتظام کر رکھا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کھولو یہ راستہ۔ دیکھتے ہیں۔ اب یہ راستہ ہمیں کہاں لے جاتا ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر سر ہلا کر دروازہ کھولنے کا خفیہ بٹن تلاش کرنے لگا۔ جلد ہی اسے بیڈ کے

پاس رکھے ہوئے ایک لیمپ میں ایک خفیہ بٹن مل گیا۔ اس نے بٹن پریس کیا تو سرنگ کا راستہ کھل گیا۔

''یہ تو سرنگ ہے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ سرنگ میں داخل ہو گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے لپکا۔ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے آگے بڑھے اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ سرنگ کے آخر میں موجود ایک دروازے کے پاس پہنچ گئے۔ دروازے کے پاس آتے ہی ٹائیگر آگے بڑھا اور اس نے دروازے کے کی ہول سے آنکھ لگا کر دوسری طرف جھانکا۔

''دوسری طرف کمرہ ہے باس۔ اور کمرہ خالی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا تو یہ دروازہ آسانی سے کھل گیا۔ دروازہ کھلتے ہی ٹائیگر مشین پسٹل لئے تیزی سے باہر نکل گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے باہر آیا اور پھر یکلخت ٹھٹھک گیا۔ کمرے میں تین لاشیں پڑی ہوئی تھیں جن میں دو لاشیں مردوں کی تھیں اور ایک لاش نوجوان لڑکی کی تھی۔ تینوں کے جسم گولیوں سے چھلنی دکھائی دے رہے تھے۔ ٹائیگر آگے بڑھ کر ان کی لاشیں چیک کرنے لگا اور پھر اس نے عمران کی طرف دیکھ کر انکار میں سر ہلا دیا جس کا مطلب تھا کہ ان تینوں میں سے کوئی زندہ نہیں ہے۔

''یہ سب ہو کیا رہا ہے۔ جہاں جا رہے ہیں لاشیں ہی سامنے آ رہی ہیں''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ ان میں ایک لاش کا چہرہ میں پہچانتا ہوں''۔ ٹائیگر

نے کہا۔

''کون سی لاش کا''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ لاش وائٹ کلب کے مالک نائیڈ کی ہے''...... ٹائیگر نے ایک آدمی کی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اور یہ دو لاشیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ان دونوں کو میں نہیں جانتا۔ ان کے چہروں پر میک اپ ہیں۔ میں چیک کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ دوسرے مرد کے پاس آیا اور اس کا چہرہ ٹٹولنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے اس آدمی کی گردن کے پاس چٹکی سی بھری اور دوسرے لمحے اس لاش کے چہرے پر سے ایک جھلی سی اترتی چلی گئی۔ جیسے ہی ٹائیگر نے جھلی اتار کر ایک طرف رکھی مرد کا چہرہ دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''رابن۔ یہ تو کرانسی سُپر ایجنٹ ہے جسے سائنسی فارمولے اور سائنس دانوں کو اغوا کرنے کے لئے سرکاری ایجنسیاں ہائر کرتی ہیں۔ ذرا اس لڑکی کا ماسک بھی اتارنا۔ یہ یقیناً ہائنا ہو گی اس کی ساتھی۔ کیونکہ یہ جہاں بھی دیکھے جاتے ہیں ایک ساتھ ہی دیکھے جاتے ہیں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر لڑکی کی لاش کی طرف بڑھا اور اس نے لڑکی کے چہرے پر سے بھی جھلی جیسا ماسک اتار دیا۔ لڑکی کا چہرہ دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو جارج پر تشدد کر کے اس سے رابن اور ہائنا نے ہی فارمولا

حاصل کیا تھا''...... عمران نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔

''لیکن ان تینوں کو کس نے ہلاک کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''باہر جا کر چیک کرو۔ وہ جو کوئی بھی ہے۔ ابھی زیادہ دور نہیں گیا ہو گا''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اٹھا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ عمران آگے بڑھا اور غور سے رابن اور ہائنا کے چہرے دیکھنے لگا۔

''ٹی ایس ای فارمولا تو ہر ملک کی ضرورت بنتا جا رہا ہے۔ ایک ایک کر کے کئی سُپر ایجنٹ سامنے آ رہے ہیں اور سب ہی ایک دوسرے کو ہلاک کر کے فارمولا حاصل کرنے کے درپے ہو رہے ہیں''...... عمران نے اسی طرح سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ آگے بڑھ کر رابن اور نائیڈ کی تلاشی لینے لگا لیکن ان کے پاس جو کچھ تھا انہیں ہلاک کرنے والا شاید اپنے ساتھ لے گیا تھا کیونکہ ان کی جیبیں بالکل خالی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں ٹائیگر واپس آ گیا۔

''نو باس۔ میں نے ساری کوٹھی چھان ماری ہے۔ ایک ہی آدمی تھا۔ اس کے پیروں کے نشان موجود ہیں لیکن وہ یہاں سے نکل کر جا چکا ہے البتہ باہر ایک کار موجود ہے جو وائٹ کلب کی ہے۔ یہ کار شاید نائیڈ یہاں لایا تھا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا کوئی کلیو نہیں ملا''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''نو باس۔ البتہ وہ جس کار میں آیا تھا ناہر اس کار کے ٹائروں کے نشانات موجود ہیں۔ میں نے اپنے سیل فون کے کیمرے سے ٹائروں کے نشانات کی تصویریں لے لی ہیں۔ یہ نئے ماڈل کی وائٹ اسکائی کار کے ٹائروں کے نشانات ہیں جو پاکیشیا میں بہت کم تعداد میں ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''یہ شاید بلٹ اور بم پروف کاریں ہیں اور انتہائی تیز رفتار ہیں۔ مہنگی ہونے کی وجہ سے ابھی پاکیشیا میں یہ عام نہیں ہوئی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر ایسی یہاں دو چار کاریں ہی ہوں گی۔ فوراً پتہ لگاؤ کہ وائٹ اسکائی کار کس کس کے پاس موجود ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کار کو چونکہ کرائم کے لئے استعمال کیا گیا ہے اس لئے یہ کار کسی ایسے شخص کی ملکیت ہوسکتی ہے جس کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہو گا اور انڈر ورلڈ میں ایسی کار ایک آدھ کے پاس ہی ہو گی''۔ عمران نے کہا۔

''یس باس۔ مجھے یاد آ رہا ہے۔ چند روز قبل میری ویسٹرن کلب کے جنرل مینجر سے بات ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے وائٹ اسکائی کار امپورٹ کی ہے۔ اسے مہنگی اور جدید کاریں خریدنے کا جنون کی حد تک شوق ہے اور اپنے شوق کو پورا

کرنے کے لئے وہ بڑے سے بڑے قرض حاصل کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ اسی کی کار ہو''...... ٹائیگر نے سوچتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے نہیں یہ یقیناً اسی کی کار ہے۔ نام کیا ہے اس کا''...... عمران نے پوچھا۔

''اوزی اور اس کا تعلق کارمن سے ہے۔ انڈر ورلڈ کا ڈان ہونے کی وجہ سے وہ ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا ہے۔ ایک دو بار میں نے اس کے لئے بھی کام کیا ہے لیکن اس نے ابھی تک ایسا کوئی کام نہیں کیا ہے جو ملکی مفادات کے خلاف ہو یا جس سے پاکیشیا کی سلامتی پر کوئی حرف آتا ہو اس لئے میں نے ابھی اسے فری ہینڈ دے رکھا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اب شاید اسے فری ہینڈ دینے کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ چلو ہمیں جلد سے جلد اس تک پہنچنا ہے۔ رابن اور ہائنا سے ہوسکتا ہے وہی فارمولا لے کر گیا ہو یا پھر اس نے کسی اور سپر ایجنٹ کی مدد کی ہو جو اس کی کار لے کر یہاں آیا ہو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران واپس پلٹا اور پھر وہ سرنگ کے راستے ہوتا ہوا جارج کی پہلی کوٹھی میں آ گئے۔ کوٹھی سے نکل کر وہ اپنی کار کی طرف بڑھے اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ کار میں ویسٹرن کلب کی طرف اُڑے جا رہے تھے۔

ویسٹرن کلب پہنچنے میں انہیں بیس منٹ لگے تھے۔ عمران کار

کلب کے احاطے میں لے گیا اور وہاں موجود پارکنگ میں کار پارک کر کے اتر آیا۔ ٹائیگر بھی اترا اور پھر وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے کلب کے مین دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ہال میں داخل ہوتے ہی ان کی ناک سے سستی شراب اور منشیات کی تیز بو کے بھبھکے ٹکرائے۔ ہال میں غنڈے اور بدمعاش ٹائپ افراد ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب خوش گپیاں، شراب نوشی اور منشیات کا آزادانہ استعمال کر رہے تھے۔ دیکھنے میں یہ ایک انتہائی تھرڈ کلاس کلب معلوم ہو رہا تھا۔ ایک سائیڈ پر ایک بڑا سا کاؤنٹر بنا ہوا تھا جہاں دو کاؤنٹر مین موجود تھے اور ویٹروں کو ان کے آرڈرز سپلائی کرنے میں مصروف تھے۔

''آپ میرے ساتھ آئیں۔ میں کوبرا کی حیثیت سے یہاں آسانی سے اوزی کے پاس جا سکتا ہوں۔ مجھے یہاں کوئی روک ٹوک نہیں ہے''...... ٹائیگر نے آہستہ آواز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ دونوں آگے بڑھنے لگے۔

''ارے کوبرا تم۔ کافی دنوں بعد آئے ہو۔ کہاں تھے اتنے دن''...... ایک بدمعاش نے ٹائیگر کے قریب آ کر اس سے نہایت خوش دلی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''مصروف تھا''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کیا تم باس اوزی سے ملنے آئے ہو''...... اس بدمعاش نے

کہا۔

''ہاں۔ کیا وہ اپنے آفس میں ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی وہ اپنے آفس سے اٹھ کر گیا ہے''...... بدمعاش نے جواب دیا۔

''کہاں گیا ہے''...... ٹائیگر نے ہونٹ بھینچ کر پوچھا۔

''معلوم نہیں۔ وہ باس ہے کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے اس سے ہمیں کیا لینا دینا''...... بدمعاش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر بھی اس نے کسی کو تو بتایا ہوگا۔ مجھے اس سے اہم بات کرنی ہے۔ میں اس کے لئے بڑی ڈیل لایا ہوں اور اس نے مجھ سے کہا تھا کہ بڑی ڈیل ہو تو میں ڈائریکٹ اس کے پاس آ جایا کروں بغیر کسی روک ٹوک کے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ وہ دفتر میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ میں اسے مخصوص برانڈ کی شراب دینے گیا تھا تو ایک فون آیا تھا۔ اس نے فون سنا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے مجھے شراب واپس لے جانے کا کہا تھا اور اس نے کہا تھا کہ وہ ایک ضروری کام سے باہر جا رہا ہے اسے واپسی میں دیر ہو سکتی ہے''...... اس بدمعاش نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر استفہامیہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

''وہ کس کار میں گیا ہے''...... عمران نے اس بدمعاش سے پوچھا۔

"تم کون ہو"...... بدمعاش نے عمران کی طرف دیکھ کر اکھڑ لہجے میں کہا۔

"تمیز سے بات کرو کالے۔ یہ میرے استاد ہیں"...... ٹائیگر نے غرا کر کہا تو کالا لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"اوہ۔ تو یہ ہے تمہارا استاد جس کے بارے میں تم کہتے ہو کہ تم اس سے ڈرتے ہو اس کے علاوہ دنیا میں ایسا کوئی سورما موجود نہیں ہے جو تمہیں ڈرا سکے یا کسی مقابلے میں ہرا سکے"...... کالے نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اگر تم اس سے ڈرتے ہو تو واقعی اس میں کوئی بات ہو گی"۔ کالے نے کہا۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے۔ جواب دو مجھے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ فوسٹر کار میں گیا ہے۔ صبح میں نے اسے اسی کار میں آتے دیکھا تھا"...... کالے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ وہ فوسٹر کار میں کیوں آیا تھا۔ اس نے تو نئی کار لی ہے وائٹ اسکائی۔ آج کل تو وہ اسی کار میں آتا جاتا ہے"۔ ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن دو روز سے وہ فوسٹر کار ہی استعمال کر رہا ہے۔ میرے پوچھنے پر اس نے مجھے بتایا تھا کہ وائٹ اسکائی کار آج کل

اس کے ایک غیر ملکی دوست کے استعمال میں ہے"...... کالے نے جواب دیا۔

"کون ہے اس کا غیر ملکی دوست"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم اور نہ ہی باس نے مجھے اس کے بارے میں بتایا ہے"...... کالے نے جواب دیا۔

"کیا تم جانتے ہو کہ اس کا غیر ملکی دوست کہاں ٹھہرا ہوا ہے۔ کسی ہوٹل میں یا اس کی رہائش گاہ میں"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نہیں جانتا"...... کالے نے کہا۔

"کیوں۔ کیا اس کا غیر ملکی دوست یہاں نہیں آیا کبھی"۔ عمران نے پوچھا۔

"آیا تھا۔ لیکن وہ خود نہیں آیا تھا۔ باس اسے خود لایا تھا اور پھر وہ اکٹھے ہی یہاں سے چلے گئے تھے"...... کالے نے جواب دیا۔

"ادھر سائیڈ میں آؤ"...... عمران نے کہا تو کالے نے ٹائیگر کی طرف دیکھا۔

"باس جو کہہ رہا ہے اس پر عمل کرو"...... ٹائیگر نے غرا کر کہا تو کالے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کاؤنٹر سے ہٹ کر ایسی جگہ چلا گیا تھا جہاں ان کی دوسرا کوئی آواز نہ سن سکتا تھا۔ کالا آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔ ٹائیگر بھی اس کے ہمراہ تھا۔

"بولو۔ کیا بات ہے"...... کالے نے پوچھا۔

"تم اوزی کے غیر ملکی دوست کے بارے میں اور کیا جانتے

ہو‘‘...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

’’کچھ بھی نہیں۔ مجھے بس اتنا معلوم ہے کہ وہ باس کا دوست ہے اور بس‘‘...... کالے نے جواب دیا۔

’’کیا تم یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ غیر ملکی کس ملک سے تعلق رکھتا ہے‘‘...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

’’نہیں۔ شکل وصورت سے تو وہ یورپین ہی لگتا ہے۔ اب وہ کس ملک سے آیا ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے‘‘...... کالے نے کہا۔

’’اگر کچھ جانتے ہو تو باس کو بتا دو۔ باس جس سے خوش ہوتا ہے اسے انعام سے نواز دیتا ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’لیکن میں سچ بول رہا ہوں۔ میں واقعی اس غیر ملکی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا‘‘...... کالے نے کہا۔

’’چلو اور کچھ نہیں تو اس کا حلیہ ہی بتا دو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہاں۔ یہ میں بتا سکتا ہوں‘‘...... کالے نے کہا اور وہ اسے اوزی کے غیر ملکی دوست کا حلیہ بتانے لگا۔

’’کوبرا‘‘...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’اسے دس ہزار روپے دے دو اور میرے ساتھ آؤ‘‘...... عمران نے کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر بدستور سنجیدگی تھی۔

’’تم یہاں کیا کر رہے ہو فاکسن‘‘...... ہائنا نے دروازے پر کھڑے نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’وہی جو تم اور تمہارا یہ نیا بوائے فرینڈ کرنے آیا ہے‘‘...... اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا جسے ہائنا نے فاکسن کہا تھا۔ اسے دیکھ کر رابن کا ہاتھ آہستہ آہستہ اپنی جیب کی طرف رینگنے لگا۔

’’اپنے ہاتھ کو کنٹرول کرو رابن۔ ورنہ......‘‘ فاکسن نے سرد لہجے میں کہا تو رابن کا ہاتھ وہیں رک گیا۔

’’ہم تو جارج سے ملنے آئے تھے۔ اس سے ہمیں ایک ضروری کام تھا‘‘...... ہائنا نے بات بناتے ہوئے کہا۔

’’تم دونوں کو اس سے کیا کام تھا میں بخوبی جانتا ہوں‘‘۔ فاکسن نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’کیا مطلب۔ کیا جانتے ہو تم اور یہ تم نے ہم پر مشین پسٹل کیوں تان رکھا ہے‘‘...... ہائنا نے کہا اسی لمحے مشین پسٹل سے

ترتراہٹ کی مخصوص آواز کے ساتھ شعلے نکلے اور نائیڈ چیختا ہوا اور
لٹو کی طرح گھومتا ہوا فرش پر گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے نانسنس۔ تم نے اسے کیوں
ہلاک کر دیا ہے"..... ہائنا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
فاکسن نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ایک بار پھر
فائرنگ کی اور اس بار رابن چیختا ہوا گرا اور ساکت ہو گیا۔ رابن کو
اس طرح گولیوں سے چھلنی ہوتے دیکھ کر ہائنا جیسے گنگ سی ہو کر رہ
گئی۔

"میں نے اسے جیب کی طرف ہاتھ لے جانے سے منع کیا تھا
لیکن یہ پھر جیب میں ہاتھ ڈال رہا تھا"..... فاکسن نے غراتے
ہوئے کہا۔

"تت تت۔ تم تم......" ہائنا نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔
رابن کی لاش دیکھ کر اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

"تم یہاں رابن کے ساتھ ڈاکٹر آصف رندھاوا کا فارمولا
حاصل کرنے کے لئے آئی تھی ہائنا۔ اسی فارمولے کے لئے مجھے
بھی یہاں بھیجا گیا ہے۔ میں بھی تمہاری اور رابن کی طرح ہر طرف
ڈاکٹر آصف رندھاوا کو تلاش کر رہا تھا۔ میں ایک ہوٹل میں لنچ
کرنے کے لئے گیا تو مجھے ایک میز پر رابن بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔
اسے دیکھتے ہی میں نے پہچان لیا تھا اور میں سمجھ گیا تھا کہ اگر یہ
یہاں ہے تو تم بھی یقیناً یہاں آئی ہو گی اور تم دونوں کے آنے کا

مقصد بھی ٹی ایس ای فارمولا ہی ہو سکتا ہے اس لئے میں رابن کو
دیکھ کر فوراً انجان بن گیا تھا اور لنچ کرنے کی بجائے میں کاؤنٹر کی
طرف گیا اور پھر کاؤنٹر مین سے ادھر ادھر کی باتیں کر کے واپس چلا
گیا۔ مجھے یقین تھا کہ رابن نے بھی مجھے دیکھ لیا تھا۔ میں اسے یہی
ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں کاؤنٹر مین سے کوئی بات کرنے آیا تھا اور
پھر وہاں سے چلا گیا تھا۔

باہر جاتے ہی میں فوراً پارکنگ میں چھپ گیا۔ رابن کے ساتھ
جو آدمی بیٹھا ہوا تھا اسے میں کئی بار دیکھ چکا تھا۔ اس لئے مجھے اس
بات کا بھی یقین تھا کہ رابن اسی کے ساتھ باہر آئے گا اور اس
کے ساتھ کار میں جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ رابن اس آدمی کے
ساتھ پارکنگ تک آیا تھا اور اسے باہر بھیج کر خود ایک کار کی طرف
بڑھ گیا تھا۔ میں کاروں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ میرے پاس ایک
سپیشل گن تھی جس سے میں وائس سرچنگ نیڈل تھرو کر سکتا تھا۔
میں نے فوراً جیب سے گن نکالی اور کار کے پیچھے چھپ کر رابن کی
طرف ایک وائس سرچنگ نیڈل تھرو کر دی جو باریک اور انتہائی
حساس تھی۔ نیڈل فوراً رابن کے کوٹ میں گھس گئی۔ چونکہ نیڈل
بے حد چھوٹی تھی اور کسی بھی لباس میں گھستے ہی اٹک جاتی تھی اس
لئے رابن کو اس نیڈل کا علم نہ ہوا اور وہ کار لے کر وہاں سے روانہ
ہو گیا۔ میں اس کے جانے کے بعد پارکنگ سے نکلا اور پھر میں
نے پہلی فرصت میں اس ہوٹل کو چھوڑ دیا جو بالکل اس ہوٹل کے

سامنے تھا۔ میں نے وہاں اس آدمی کو دیکھ لیا تھا جسے رابن نے میری نگرانی کے لئے بھیجا تھا۔

میں نے ہوٹل سے نکلنے سے پہلے اپنا حلیہ اور لباس بدل لیا تھا۔ اپنا ٹھکانہ بدلتے ہی میں نے ایک کمپیوٹرائزڈ مشین سے اس نیڈل کو لنک کیا جو میں نے رابن کے لباس میں تھرو کی تھی۔ جیسے ہی نیڈل لنکڈ ہوئی مجھے وہ اور تم دونوں کمپیوٹرائزڈ سکرین پر واضح نظر آنا شروع ہو گئے تھے۔ اس مائیکرو نیڈل کے ذریعے میں نہ صرف تم دونوں کو مانیٹر کر سکتا تھا بلکہ تمہاری باتیں بھی سن سکتا تھا۔ تم دونوں نے ہوٹل میں کیا باتیں کی تھیں۔ رابن نے میرے متعلق نائیڈ سے کیا کہا تھا اور پھر نائیڈ نے ڈاکٹر آصف کے فارمولے کے حوالے سے جو کچھ بھی بتایا تھا وہ سب میں نے سن لیا تھا۔ اس کے بعد میں تم دونوں کی حرکات پر مسلسل نظر رکھتا رہا۔ میں تم دونوں کے پیچھے جارج کی رہائش گاہ تک پہنچ چکا تھا لیکن میں اندر جانے سے گریز کر رہا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ تم یا رابن، جارج سے ٹی ایس ای فارمولا حاصل کر لو تب ہی میں تمہارے سامنے آؤں گا۔ رابن نے جس مشین کے ذریعے خفیہ تہہ خانے اور اس کوٹھی کی خفیہ سرنگ تلاش کی تھی مجھے اس کا بھی علم ہو گیا تھا۔ جب میں نے تم دونوں کی باتیں سنیں کہ تم کام ختم ہونے کے بعد اسی سرنگ کے راستے اس کوٹھی میں آؤ گے تو میں فوراً یہاں پہنچ گیا۔ مجھے یہاں تک پہنچانے میں نائیڈ کا ہی ہاتھ تھا جسے تم نے اپنے آدمیوں کو واپس

بھیجنے کا کہہ کر اسی سرنگ کے راستے اپنے پاس آنے کا کہا تھا۔ جب نائیڈ سرنگ میں داخل ہو گیا تو میں خاموشی سے یہاں آ گیا۔ یہ ہے ساری کہانی اور یہ سب میں تمہیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ مرنے کے بعد تمہاری روح اس بات کے لئے تجسس میں مبتلا نہ رہے کہ میں تم تک کیسے پہنچا تھا اور میں نے نائیڈ اور رابن کے ساتھ تمہیں کیوں ہلاک کیا تھا''...... فاکسن نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ہائنا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو کیا تم مجھے بھی ہلاک کرو گے''...... ہائنا نے کہا۔

''یہ سپر ایجنٹوں کی سپر گیم ہے ہنی۔ اس گیم میں وہی کامیاب ہو سکتا ہے جو زندہ رہے۔ اگر میں نے تمہیں زندہ چھوڑ دیا تو تم بعد میں میرے لئے سر درد بن سکتی ہو اس لئے مجبوری ہے۔ سوری۔ ریئلی ویری سوری''...... فاکسن نے سرد لہجے میں کہا اس سے پہلے کہ ہائنا کچھ کہتی فاکسن نے ٹریگر پر دباؤ ڈال دیا۔ ہائنا نے اس کی گولیوں سے بچنے کے لئے دائیں طرف چھلانگ لگائی لیکن فاکسن نے صرف ڈاج دینے کے لئے ٹریگر پر دباؤ ڈالا تھا۔ وہ شاید ہائنا کی رگ رگ سے واقف تھا۔ ہائنا جیسے ہی چھلانگ لگا کر سائیڈ پر آئی، فاکسن کے مشین پسٹل سے تڑتڑاہٹ ہوئی اور بے شمار شعلے نکل کر ہائنا کے جسم میں اترتے چلے گئے۔ ہائنا چیختی ہوئی نیچے گری اور ساکت ہوتی چلی گئی۔ اسے ہلاک کرتے ہی فاکس آگے بڑھا اور اس نے احتیاطاً ایک بار پھر ان تینوں کی

لاشوں پر فائرنگ کر دی۔ پھر وہ مشین پسٹل جیب میں ڈال کر رابن کی طرف بڑھا اور اس نے رابن کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ رابن کی جیب سے اس کا رومال نکال کر اس نے کھولا تو اسے رومال میں جارج کی نقلی داڑھ دکھائی دی جس میں مائیکرو چپ موجود تھی۔ فاکسن نے مسکرا کر داڑھ دوبارہ رومال میں لپیٹی اور رومال جیب میں ڈال لیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے رابن کی جیبوں سے تمام چیزیں نکال کر اپنی جیب میں منتقل کیں اور پھر اٹھ کر نائیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ نائیڈ کی جیب سے نوٹوں اور ڈالرز کی گڈیوں کے ساتھ اس نے ہیرے اور سونے کی ڈلیاں بھی اپنی جیبوں میں ڈالیں اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ایک بار پھر سوری ہنی۔ تمہیں ہلاک کرنے کا واقعی مجھے افسوس ہے لیکن کیا کروں۔ سُپر ایجنٹ ہوں اور سُپر ایجنٹ کسی پر رحم نہیں کرتے"...... فاکسن نے کہا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ گیٹ کے پاس دو کاریں کھڑی تھیں۔ ایک نائیڈ کی کار تھی جبکہ دوسری سفید رنگ کی جدید ماڈل کی وائٹ اسکائی کار تھی۔ وہ تیزی سے وائٹ اسکائی کار کی طرف بڑھا اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ اس کار میں نہایت تیز رفتاری کے ساتھ وہاں سے نکلا چلا جا رہا تھا۔ مین روڈ پر آتے ہی اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ویسٹرن کلب سے اوزی بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی

ایک کرخت اور بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"فاکسن بول رہا ہوں"...... فاکسن نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ باس آپ۔ حکم دیں"...... اوزی نے اس کی آواز پہچان کر یکلخت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کام ہو گیا ہے۔ فوراً پوائنٹ تھری پر پہنچو"...... فاکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیل فون کان سے ہٹا کر اس کا بٹن پریس کر کے رابطہ منقطع کر دیا۔ اس نے سیل فون سامنے ڈیش بورڈ پر رکھا اور پھر کار کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔ کار فراٹے بھرتی ہوئی انتہائی سبک رفتار سے مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر آئی اور پھر نصف گھنٹے تک دوڑتے رہنے کے بعد دائیں سائیڈ پر موجود کھیتوں میں بنی ہوئی ایک کچی سڑک پر اتر گئی۔ سامنے فارم ہاؤس تھے۔ فاکسن کار تیزی سے فارم ہاؤس کے پاس لے آیا۔ فارم ہاؤس کے پاس ایک کار پہلے سے موجود تھی جس کے پاس ایک انتہائی دراز قد اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان کھڑا تھا۔ اس نے نیوی کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا۔

فاکسن نے کار اس کار کے پیچھے لے جا کر روکی اور کار سے اتر کر نیچے آ گیا۔ نیوی کلر کے سوٹ والا نوجوان تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اس نے فاکسن کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"میں آپ سے پہلے یہاں پہنچ گیا ہوں باس"...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا کیا ہے۔ ورنہ خواہ مخواہ مجھے تمہارے انتظار کی کوفت اٹھانا پڑتی''...... فاکسن نے جواب دیا اور فارم ہاؤس کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ نوجوان بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

''فارمولا مل گیا ہے آپ کو''...... نوجوان نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں''...... فاکسن نے مختصر سے لہجے میں کہا۔

''کیسے ملا اور کہاں سے ملا ہے''......نوجوان نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا تو فاکسن رکا اور مڑ کر اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھنے لگا۔

''اب میں تمہیں ساری تفصیل بتاؤں نانسنس کہ مجھے فارمولا کہاں سے اور کیسے ملا ہے''...... فاکسن نے سخت لہجے میں کہا تو نوجوان کا رنگ زرد ہو گیا۔

''نن نن۔ نو باس۔ مم مم میرا مطلب ہے۔ وہ وہ......'' فاکسن کا غصیلا لہجہ سن کر نوجوان نے بوکھلا کر ہکلاتے ہوئے کہا۔ فاکسن چند لمحے اسے تیز نظروں سے گھورتا رہا پھر وہ مڑا اور فارم ہاؤس میں داخل ہو گیا۔ فارم ہاؤس اندر سے صاف ستھرا تھا۔ اندر آتے ہی فاکسن کے کہنے پر نوجوان نے زمین کے ایک حصے پر پاؤں مارا تو زمین سے ایک تختہ سا الگ ہوا اور تیزی سے سرکتا ہوا سائیڈ پر ہٹتا چلا گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ فاکسن سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ نوجوان بھی اس کے ہمراہ نیچے آ گیا۔ نیچے ایک بڑا تہہ خانہ

تھا جسے کسی رہائشی عمارت کی طرز پر سجایا گیا تھا۔

فاکسن اور نوجوان ایک کمرے میں آ گئے۔ کمرہ سٹنگ روم کے طرز پر سجا ہوا تھا۔ فاکسن ایک صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ نوجوان صوفے کی سائیڈ پر یوں مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا جیسے وہ اس کا زرخرید غلام ہو۔

''اوزی''...... فاکسن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''......نوجوان جس کا نام اوزی تھا، نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹی ایس ای فارمولے کے حصول کے لئے ایک کے بعد ایک سُپر ایجنٹس سامنے آ رہے ہیں۔ پہلے کارمن میں آنے والی شوگرانی سائنس دان ڈاکٹر لی سان اسرائیلی ایجنٹوں کے ہاتھ لگ گئی۔ اسرائیلیوں نے ایک لیڈی سُپر ایجنٹ سینڈرا کو ڈاکٹر لی سان کے میک اپ میں پاکیشیا ڈاکٹر آصف رندھاوا کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ اسے ڈاکٹر لی شنگ کی دیا ہوا گارنٹڈ چیک دے کر اس سے فارمولے کی فائل حاصل کر سکے۔ سینڈرا نے ایسا ہی کیا لیکن فائل حاصل کرتے ہی اس نے ڈاکٹر آصف رندھاوا اور اس کے ساتھی ڈاکٹر حسن کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا اور ان کی لاشیں وہیں جلا دیں۔ سینڈرا اس بات سے بے خبر تھی کہ ایکریمین سُپر ایجنٹ گرے کا ساتھی فوسن اس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ فوسن نے سینڈرا کو ڈاکٹر

آصف رندھاوا اور اس کے ساتھی ڈاکٹر حسن کو ہلاک کرتے دیکھ لیا تھا۔ وہ باہر آ کر چھپ گیا اور جب سینڈرا ڈاکٹر آصف رندھاوا اور اس کے ساتھی ڈاکٹر حسن کو ہلاک کر کے باہر آئی تو فوسن نے اسے موقع دیئے بغیر گولیاں مار کر ہلاک کر دیا اور اس سے فارمولا حاصل کر لیا۔ فوسن فارمولے کی فائل لے کر اپنے فلیٹ میں پہنچا اور اس نے فائل کی مائیکرو فلم بنا لی۔

فارمولے کی مائیکرو فلم بنا کر اس نے فارمولے کی فائل جلا دی اور اگلے دن وہ مائیکرو فلم لے کر گرے کے پاس پہنچ گیا جو جارج کلب میں جارج کے نام سے کام کر رہا تھا۔ فوسن نے گرے کو اپنی وکٹری کا بتا کر مائیکرو فلم اسے دی تو گرے نے فوسن کو موقع پر ہی ہلاک کر دیا اور اس کی لاش کو برقی بھٹی میں جلوا کر بھسم کر دیا اور پھر اس نے ایکریمیا میں اپنے چیف کرنل مارٹن کو فارمولے کے حصول کا بتا دیا۔ گرے فارمولے کی مائیکرو فلم لے کر جلد سے جلد پاکیشیا سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس کی رات کے وقت کی ایکریمیا جانے والی ایک فلائٹ میں سیٹ بھی بک ہو گئی تھی مگر فلائٹ موسم خراب ہونے کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہو گئی تھی۔ اس کے پاس چونکہ وقت تھا اس لئے وہ مائیکرو فلم لے کر اپنی رہائش گاہ پہنچ گیا تھا۔ چونکہ راستے میں مائیکرو فلم چیک ہو سکتی تھی اس لئے اس نے مائیکرو فلم سے فارمولا ایک مائیکرو چپ میں ٹرانسفر کر لیا اور مائیکرو چپ اس نے ایسی جگہ چھپا لی جسے کسی بھی طور پر کوئی بھی سائنسی

آلہ چیک نہیں کر سکتا تھا۔

بہرحال ادھر ایکریمین سپر ایجنٹ گرے عرف جارج پاکیشیا سے فارمولا لے کر نکلنے کے لئے پر تول رہا تھا ادھر اس کے ایک ساتھی جس کا نام ریگم ہے نے اس کا کام خراب کر دیا۔ ریگم، فوسن کا جگری دوست تھا، جارج نے اسی کے ہاتھوں فوسن کی لاش کو برقی بھٹی میں جلا کر بھسم کرایا تھا۔ اپنے دوست کی جدائی پر ریگم بے حد غمزدہ تھا۔ وہ فوسن کو بے حد پسند کرتا تھا۔ گرے کے حکم پر اپنے دوست کی لاش جلا کر بھسم کر دینے کے بعد اس نے ایک بار میں جا کر بے تحاشہ شراب پی تھی۔ نشے میں آؤٹ ہو کر اس نے اپنے دوست کی بتائی ہوئی ساری باتیں لوگوں کے سامنے بیان کرنا شروع کر دیں جس کے باعث ٹی ایس ای فارمولے کے بارے میں ہر بات لیک آؤٹ ہو گئی۔ دنیا کے سپر ایجنٹ جو پہلے سے ہی ٹی ایس ای فارمولے کے بارے میں جانتے تھے وہ پہلے ہی یہاں پہنچ گئے تھے اب ٹی ایس ای فارمولے کا راز عام ہونے کے بعد مزید سپر ایجنٹ یہاں پہنچ سکتے ہیں''...... فاکسن نے رکے بغیر ساری تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ جن ملکوں کے لئے یہ فارمولا اہمیت کا حامل ہے وہ اسے حاصل کرنے کے لئے سپر ایجنٹوں کو پاکیشیا بھیجیں گے اور پھر پاکیشیا میں سپر ایجنٹوں کی بھرمار ہو جائے گی''...... اوزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں چونکہ کرانسی سُپر ایجنٹوں رابن اور ہائنا پر نظر رکھ رہا تھا اس لئے میں ان کے پیچھے جارج۔ میرا مطلب ہے گرے تک پہنچ گیا اور مجھے اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے دونوں کرانسی سُپر ایجنٹوں اور ان کے ساتھی نائیڈ کو گولیاں مار کر ہلاک کرنا پڑا۔ ہائنا کو ہلاک کر کے مجھے کوئی خوشی نہیں ہوئی ہے لیکن سُپر ایجنٹ ہونے کی وجہ سے میں مجبور تھا۔ کیونکہ اگر میں اسے ہلاک نہ کرتا تو وہ میرے پیچھے کارمن پہنچ سکتی تھی اور وہ انتہائی تربیت یافتہ اور منجھی ہوئی لیڈی سُپر ایجنٹ تھی اور وہ میرا جینا حرام کر سکتی تھی اس لئے میں نے اسے ہلاک کر دیا۔ فارمولا اب میرے قبضے میں ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ فارمولے کا راز اوپن ہو چکا ہے اور یہاں ممکنہ طور پر اس فارمولے کے حصول کے مزید سُپر ایجنٹ موجود ہو سکتے ہیں اس لئے مجھے یہاں رک کر رسک نہیں لینا چاہئے۔ ویسے بھی میری اطلاعات کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران اس فارمولے کی تلاش میں حرکت میں آ چکے ہیں اس لئے مجھے جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہاں سے نکل جانا چاہئے“...... فاکسن نے کہا۔

”یس باس۔ اگر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ چکی ہے تو پھر آپ کو واقعی جلد سے جلد یہاں سے روانہ ہو جانا چاہئے۔ عمران انتہائی ذہین اور خطرناک ترین انسان ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آپ تک پہنچ جائے اور آپ نے جو کامیابی حاصل کی ہے وہ

ناکامی میں بدل دے“...... اوزی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”فاکسن تک پہنچنا اور اس سے فارمولا چھین کر لے جانا عمران جیسے انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اگر وہ میرے راستے میں آیا تو میں اس کے ٹکڑے اُڑا دوں گا۔ میں مر تو سکتا ہوں لیکن اپنی کامیابی کو ناکامی میں نہیں بدلنے دے سکتا لیکن یہ ملک چونکہ ان کا ہے اور اس ملک میں میری زندگی تنگ ہو سکتی ہے اس لئے مجھے فارمولے کو جلد سے جلد چیف ہائیڈرو تک پہنچانا ہے۔ میں دنیا بھر کے سُپر ایجنٹوں سے اس معاملے میں بازی لے جانا چاہتا ہوں اور سب پر یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ دنیا کا سُپر ایجنٹ صرف اور صرف فاکسن ہے۔ اس سے بڑا اور دلیر سُپر ایجنٹ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ پاکیشیا سے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کی موجودگی میں دنیا کے سُپر ایجنٹوں کو پیچھے چھوڑ کر ان سے ٹی ایس ای فارمولا چھین لانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ چیف ہائیڈرو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں فارمولا لانے میں کامیاب ہو گیا تو وہ مجھے سُپر ایجنٹ سے سپریم بلکہ ٹاپ سپریم ایجنٹ کے عہدے پر ترقی دے دے گا اور تم جانتے ہو کہ اگر مجھے ٹاپ سپریم ایجنٹ کا درجہ مل گیا تو پوری دنیا میں یہ درجہ صرف میرا ہو گا کیونکہ ابھی تک کسی ایجنسی کے سُپر ایجنٹ نے ایسا کوئی کام نہیں کیا ہے کہ اسے ٹاپ سپریم ایجنٹ کا خطاب دیا جا سکے“...... فاکسن نے کہا۔

”یس باس۔ ٹاپ سپریم ایجنٹ کا خطاب آپ کے شایان شان

ہے۔ یہ خطاب اور درجہ آپ کو ہی ملنا چاہئے''...... اوزی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''سمجھ لو کہ اب مجھے مل گیا ہے یہ خطاب۔ اب بس مجھے فارمولا لے جا کر چیف ہائیڈرو کے حوالے کرنا ہے اور بس''۔ فاکسن نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ حکم دیں تو میں آپ کے لئے یہاں سے نکلنے کا بندوبست کروں''...... اوزی نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی نہیں''...... فاکسن نے کہا تو اوزی چونک پڑا۔

''ابھی نہیں۔ لیکن باس ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ آپ جلد سے جلد یہاں سے نکلنا چاہتے ہیں''...... اوزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران اور یہاں موجود دوسرے ممالک سے آئے ہوئے سپر ایجنٹوں کو اب تک اس بات کا علم ہو چکا ہو گا کہ فارمولا میرے ہاتھ لگ چکا ہے اور عمران جیسے انسان کو میں جہاں تک جانتا ہوں اسے جب علم ہو گا کہ فارمولا میرے پاس ہے تو وہ یہی سوچے گا کہ میں فارمولا لے کر فوری طور پر یہاں سے نکلنا چاہوں گا چاہے اس کے لئے مجھے کوئی بھی راستہ کیوں نہ اختیار کرنا پڑے''۔ فاکسن نے کہا۔

''یس باس۔ آپ کے بارے میں یہی مشہور ہے کہ آپ اپنا کام کرتے ہی اس ملک سے نکلنے میں دیر نہیں لگاتے''...... اوزی

نے کہا۔

''لیکن اس بار میں ایسا نہیں کروں گا''...... فاکسن نے مسکراتے ہوئے کہا تو اوزی چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں باس''...... اوزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں عمران کو ڈاج دینا چاہتا ہوں۔ یہ تو طے ہے کہ اسے میرے بارے میں انفارمیشن مل چکی ہوں گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ بہت جلد تم تک بھی پہنچ جائے۔ اس لئے تمہیں میرے ساتھ انڈر گراؤنڈ ہونا پڑے گا۔ میں چند روز تک یہیں رکوں گا اور جیسے ہی حالات سازگار ہوں گے پھر میں خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤں گا۔ میرے جانے کے بعد تم بھی منظر عام پر آ جانا۔ اگر عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس تم تک پہنچ بھی جائے تو تم صاف انکار دینا کہ تم نے میری معاونت کی تھی۔ میں نے فارمولا کب اور کیسے حاصل کیا تھا اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی تم مجھے جانتے ہو۔ عمران تمہاری بات پر نہ بھی یقین کرے گا تو اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں ایک بار یہاں سے نکل گیا اور میں نے فارمولا لے جا کر چیف کے حوالے کر دیا تو پھر مجھے کوئی فکر نہ ہو گی۔ عمران میرے پیچھے آیا تو اس کے آنے سے پہلے ہی مجھے ٹاپ سپریم ایجنٹ کا درجہ مل چکا ہو گا اور چیف ہائیڈرو تک پہنچنا یا اس سے فارمولا واپس حاصل کرنا عمران کے لئے ناممکن ہو گا۔ قطعی

ناممکن''۔ فاکسن نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن عمران مجھ تک پہنچ گیا تو میرے لئے مشکل ہو جائے گی۔ وہ مجھ سے معلومات اگلوانے کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے''...... اوزی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تو تم ایسا کرو کہ تم ویسٹرن کلب چھوڑ دو۔ وہ کلب کون سا تمہارا اپنا ہے تم نے اس کے مالک کو ہلاک کر کے اس کی جگہ حاصل کر رکھی ہے اور اس کی جگہ بیٹھ کر اپنا کام کر رہے ہو۔ اب تم نئے نام اور نئے میک اپ میں کسی اور کلب یا ہوٹل پر بھی قبضہ کر سکتے ہو۔ تمہیں واپس اس کلب میں جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے''...... فاکسن نے کہا۔

''یس باس۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن اس کلب میں جو میں نے نام کمایا ہے اور جو ساکھ بنائی ہے وہ سب ختم ہو جائے گی اور نئی جگہ، نئے نام سے یہ سب دوبارہ بنانے میں مجھے کافی وقت لگے گا''۔ اوزی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ تم کارمن کے ایجنٹ ہو۔ تمہارے لئے دولت حاصل کرنا کیا مشکل ہو سکتا ہے۔ ایک جگہ نہ سہی دوسری جگہ سہی۔ تمہارے کلب کی پوری قیمت میں تمہیں دے دیتا ہوں۔ میں چیف سے بھی جا کر سفارش کروں گا کہ وہ کسی اور جگہ تمہیں پیر جمانے میں بھرپور مدد کرے۔ ٹی ایس ای فارمولا حاصل کرنے میں تم نے بھی میرا ساتھ دیا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ چیف میری

درخواست پر ضرور عمل کرے گا اور تمہیں اتنا بڑا انعام ضرور مل جائے گا کہ تم ویسٹرن جیسے دو اور کلب بنا سکو''...... فاکسن نے کہا تو اوزی اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''اوہ۔ اگر ایسا ہے تو پھر مجھے اس کلب کو چھوڑنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے باس۔ سمجھ لیں کہ میں نے کلب آج سے بلکہ ابھی سے چھوڑ دیا ہے۔ اب میرا اس کلب سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی میں اس کلب میں جاؤں گا''...... اوزی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اور رہائش گاہ کا کیا کرو گے''...... فاکسن نے پوچھا۔

''آپ فکر نہ کریں باس۔ میرے نام پر یہاں کوئی پراپرٹی نہیں ہے۔ میں نے پراپرٹی خریدنے اور سیل کرنے کے تمام انتظامات کر رکھے ہیں۔ کلب پر میرا اختیار ختم ہو سکتا ہے لیکن رہائش گاہوں پر نہیں۔ میں وہ رہائش گاہ سیل کر کے نئی لے لوں گا''...... اوزی نے کہا۔

''ویل ڈن۔ میں تمہیں جانے سے پہلے پانچ لاکھ ڈالرز کیش دے کر جاؤں گا۔ اس سے کہیں زیادہ تمہیں چیف سے مل جائے گا۔ اس اماؤنٹ میں تم یہاں رہائش گاہیں بھی بنا سکتے ہو اور کلب بھی''...... فاکسن نے کہا تو اتنی بڑی اماؤنٹ کا سن کر اوزی کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ وہ جھک جھک کر فاکسن کو سلام کرنا شروع

ہو گیا۔

''ہمارا یہ ٹھکانہ سب سے محفوظ ہے۔ ہم یہاں کئی روز رہ سکتے ہیں۔ البتہ تمہاری کار پرابلم بن سکتی ہے۔ یہ کار تم ٹھکانے لگا دو تو ہم یہاں مکمل طور پر محفوظ ہو جائیں گے''...... فاکسن نے کہا۔

''کار کی آپ فکر نہ کریں۔ کار میں یہاں نیچے بھی لا سکتا ہوں۔ اس کار کی رجسٹریشن میرے ایک دوست کے نام پر ہے۔ اس کے ذریعے میں کار بدل سکتا۔ اس میں مجھے کوئی نقصان نہیں ہو گا''...... اوزی نے کہا۔

''ٹھیک ہے پھر تم فوراً کار نیچے لا کر چھپا دو''...... فاکسن نے کہا تو اوزی نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کچھ پتہ چلا فارمولے کے بارے میں''...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ ایک اندازے کے مطابق فارمولا کارمن کی ریڈ ایجنسی کا سپر ایجنٹ فاکسن لے اُڑا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو ساری تفصیل بتا دی۔

''تو کیا ویسٹرن کلب میں ٹائیگر کے دوست کالے نے آپ کو جس غیر ملکی کا حلیہ بتایا تھا وہ آپ کے خیال کے مطابق فاکسن ہی ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''فاکسن میک اپ میں تھا۔ کالے نے مجھے اس کی ایک ایسی نشانی بتا دی تھی جس سے مجھے کنفرم ہو گیا تھا کہ وہ یقیناً فاکسن ہی ہو سکتا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا نشانی بتائی تھی اس نے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''فاکسن نے اپنے دائیں ہاتھ کی پشت پر سرخ رنگ کے بچھو کا ایک ٹیٹو بنوا رکھا ہے جس کا ڈنگ سبز رنگ کا ہے۔ یہ افریقی نسل کا کاسٹا قبیلے کا بچھو ہے جو انتہائی زہریلا ہوتا ہے اور یہ بچھو ایک بار جسے کاٹ لے وہ ایک لمحے میں زہر کے اثر سے موم کی طرح پگھل جاتا ہے۔ اس بچھو کو کاسٹا قبیلے بلکہ تمام افریقی اور برازیلین مقدس بچھو مانتے ہیں۔ کاسٹا قبیلے کے افراد بھی ہاتھوں کی پشت پر ایسے بچھو گدواتے ہیں اور اس نشان کو اپنی کامیابی کا نشان سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق جن کے ہاتھوں کی پشت پر کاسٹا بچھو کا نشان ہوتا ہے وہ کبھی اور کسی بھی کام میں ناکام نہیں ہو سکتے۔

ہر کامیابی ان کے نصیب میں ہوتی ہے اور وہ مٹی بھی چھو لیں تو وہ سونا بن جاتی ہے۔ ایکریمینز بھی اس نشان کو تقدس نشان سمجھ کر اپنے ہاتھوں کی پشت پر گدواتے ہیں اور ان کے دیکھا دیکھی کارمن، کرانس اور بہت سے ممالک کے خاص عقیدہ رکھنے والے انسانوں نے اس نشان کو ٹیٹو کے طور پر اپنے ہاتھوں کی پشت پر گدوانا شروع کر دیا ہے۔ عام طور پر یہ سرخ رنگ کا نشان ہوتا ہے لیکن میرے پاس فاکسن کے بارے میں جو رپورٹ ہے اس کے مطابق فاکسن نے ہاتھ کی پشت پر جو نشان گدوایا ہوا ہے وہ سرخ رنگ کا ہی ہے لیکن بچھو کا ڈنگ سبز رنگ کا ہے اور فاکسن نے اس نشان میں مزید رنگ بھرنے کے لئے بچھو کے ڈنگ پر ایک

انسانی تصویر بھی بنوائی ہوئی ہے جو بچھو کے ڈنگ میں پھنس کر ہوا میں اٹھا ہوا اور ہاتھ پاؤں مارتا دکھائی دیتا ہے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''ایسے نشان تو کوئی بھی بنوا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے جسے آپ فاکسن کا خصوصی نشان سمجھ رہے ہوں۔ ویسا ہی نشان کسی اور نے بھی اس کے دیکھا دیکھی بنوا لیا ہو کیونکہ اگر فاکسن یہاں میک اپ کر کے خفیہ طور پر آیا ہو گا تو اس نشان کو بھی اس نے چھپانے کی کوشش ضرور کی ہو گی ورنہ اسے پہچاننا کس کے لئے مشکل ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں لیکن اس نشان کو جو بھی بنوائے گا وہ سیدھا بنوانا پسند کرتا ہے۔ فاکسن دنیا کا ایسا بلکہ انوکھے دماغ کا مالک ہے جس نے یہ نشان الٹا گدوا رکھا ہے اور اس نے شاید جان بوجھ کر نشان اوپن رکھا تھا تاکہ فارمولا غائب ہونے پر کلب میں جب میں یا پاکیشیا سیکرٹ سروس پوچھ گچھ کے لئے آئیں تو ہمیں اس کا آسانی سے علم ہو جائے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تو کیا اسے یقین تھا کہ وہ پاکیشیا میں دنیا کے اتنے سپر ایجنٹ ہونے کے باوجود فارمولا حاصل کر کے اپنے ملک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا''...... بلیک زیرو نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

''ہاں۔ اسے خود پر ضرورت سے زیادہ زعم ہے اور وہ سائنسی یجادات کا ماسٹر ہے۔ ہر کام کے لئے وہ سائنسی آلات کا استعمال

کرتا ہے۔ یہ بات وہ بھی جانتا ہے کہ اس نشان کی وجہ سے اس کا پہچان لیا جانا مشکل نہ ہو گا لیکن اس کے بارے میں تب ہی کسی سے پوچھ گچھ کی جائے گی جب وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا ہو گا ورنہ کسی کو کیا پڑی ہے کہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرتا پھرے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ وہ اپنے بارے میں اوور کانفیڈنس رکھنے والا انسان ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"پھر تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ویسٹرن کلب کے اوزی کا ہی اس معاملے میں ہاتھ ہے اور وہی کارمن کے سپر ایجنٹ کا ساتھ دے رہا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

"تو پھر ہمیں جلد سے جلد ان دونوں کو تلاش کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ فارمولا لے کر یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائے"...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"فاکسن ایسا ہی آدمی ہے۔ اپنا کام پورا کرتے ہی وہ ایک جگہ نہیں رکتا اور فوراً نکل جاتا ہے۔ ٹائیگر کے کہنے کے مطابق آج کی تمام فلائٹس کا شیڈول تبدیل ہو چکا ہے اور رات کو اگر موسم ٹھیک ہوا تب فلائٹس کی آمد و رفت شروع ہو گی لیکن فاکسن ان سب باتوں کی پرواہ کئے بغیر دارالحکومت سے ہی نکلنے کی کوشش کرے گا

اور پھر جیسے ہی اسے موقع ملا وہ یہاں سے نکل جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر ہمیں پورے ملک میں اسے تلاش کرنا پڑے گا تاکہ وہ کسی بھی ذریعے سے فارمولا لے کر پاکیشیا سے نہ جا سکے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اس بار وہ یہاں سے جلد نکلنے کی کوشش نہیں کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"فارمولے کے لئے یہاں مسلسل سپر ایجنٹس قتل ہو رہے ہیں اور فارمولے کا شہرت ہر طرف پھیل چکا ہے۔ فارمولے کی اہمیت کے پیش نظر بہت سے ممالک کی نظریں اس فارمولے پر لگی ہوئی ہوں گی اور اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے یہاں نجانے اب تک کتنے سپر ایجنٹس پہنچ چکے ہوں گے۔ اس کے علاوہ فاکسن کو میں بخوبی جانتا ہوں۔ اس کے ذہن میں یقیناً یہی ہو گا کہ میں جلد یا بدیر اس کا پتہ چلا لوں گا اور جب مجھے پتہ چلے گا کہ فارمولا فاکسن کے پاس ہے تو میں یہی سمجھوں گا کہ وہ فارمولا لے کر یہاں سے نکل گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ کے خیال کے مطابق وہ اس بار ایسا نہیں کرے گا"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں نے کہا ہے نا کہ وہ مجھے ڈاج دینے کی کوشش کرے گا تاکہ میں فوراً اس کے پیچھے کارمن روانہ ہو جاؤں اور وہ وہاں مجھے ملے ہی نہ اور جب اسے یقین ہو جائے گا کہ میں کارمن سے ناکام واپس آ چکا ہوں تب وہ یہاں سے نکلے گا“۔ عمران نے کہا۔

”تب تو وہ کہیں انڈر گراؤنڈ ہو چکا ہو گا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اب اس چوہے کو اس کے بل سے نکالنے کا ایک ہی طریقہ ہے“...... عمران نے کہا۔

”کون سا طریقہ“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ابھی بتاتا ہوں۔ تم فون مجھے دو“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے سر ہلا کر ٹیلی فون سیٹ اٹھا کر اس کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا لیکن ابھی اس نے آدھے نمبر ملائے تھے کہ اس نے رسیور دوبارہ کریڈل پر رکھ دیا۔

”کیا ہوا“...... اسے رسیور رکھتے دیکھ کر بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”کچھ نہیں۔ میں کارمن میں جونیئر کو کال کر رہا تھا لیکن اب مجھے ایک اور خیال آیا ہے۔ اپنے اس خیال کو عملی جامعہ پہنانے کے لئے اب مجھے خود ہی کارمن جانا پڑے گا“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ شاید آپ جونیئر کی ڈیوٹی لگانا چاہتے تھے کہ وہ کارمن ایئر پورٹ پر نظر رکھے اور جیسے ہی فاکسن وہاں پہنچے اس پر اٹیک کر کے اس سے فارمولا حاصل کر سکے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ پروگرام یہی تھا لیکن ایسا کر کے مجھے وہ مقصد حاصل نہیں ہو گا جو میں حاصل کرنا چاہتا ہوں“...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

”کون سا مقصد“...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

”جب تک فارمولا یہاں ہے اس وقت تک دنیا بھر سے سُپر ایجنٹس یہاں پہنچتے رہیں گے اور خواہ مخواہ دھماچوکڑی مچاتے رہیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ آنے والے سُپر ایجنٹوں کو یہی کنفرم ہو جائے کہ ٹی ایس ای فارمولا کارمن کی ریڈ ایجنسی کے سُپر ایجنٹ فاکسن نے حاصل کر لیا ہے اور وہ فارمولا لے کر پاکیشیا سے نکل چکا ہے۔ اس بات کا پتہ چلتے ہی جو سُپر ایجنٹ یہاں موجود ہیں وہ نہ صرف واپس لوٹ جائیں گے بلکہ مزید سُپر ایجنٹوں کے یہاں آنے کا سلسلہ بھی رک جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”یہ کام تو آپ کا شاگرد ٹائیگر ہی کر سکتا ہے۔ وہ انڈر ورلڈ میں یہ ساری خبر پھیلا دے تو کسی نہ کسی طرح سے سُپر ایجنٹوں تک یہ بات پہنچ جائے گی اور پھر ایسا ہی ہو گا جیسا آپ چاہتے ہیں“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ سُپر ایجنٹ اس خبر کی تصدیق

بھی کریں گے۔ جب تک انہیں اس بات کے واضح ثبوت نہ مل جائیں گے کہ فارمولا واقعی فاکسن نے حاصل کیا ہے اور وہ اپنا مشن مکمل کر کے واپس کارمن پہنچ چکا ہے کوئی بھی سپر ایجنٹ یقین نہیں کرے گا“...... عمران نے کہا۔

”تو کیا آپ فاکسن کو یہاں سے فارمولے سمیت جانے دینے کے بارے میں سوچ رہے ہیں“...... بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ سپر ایجنٹوں کو پاکیشیا سے دور رکھنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ فاکسن کو ہم خود واپسی کا راستہ دیں“...... عمران نے کہا۔

”یہ کیا بات ہوئی۔ اگر فاکسن فارمولا لے کر یہاں سے نکل گیا تو پھر فارمولا واپس کیسے آئے گا۔ یہ تو آپ کی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی شکست ہو گی کہ مجرم کا پتہ ہونے کے باوجود اسے نکلنے کا ہم خود راستہ دیں“...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بعض اوقات شکست ہی کامیابی کا پہلا زینہ ہوتی ہے پیارے۔ ایسی شکست سے اگر ملک وقوم کا نقصان ہونے سے بچ سکتا ہو اور غیر ملکی سپر ایجنٹ واپس جانے پر مجبور ہو سکتے ہوں تو میں ایسی ایک نہیں سینکڑوں شکستوں کے لئے تیار ہوں“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ چاہتے کیا ہیں۔ کھل کر بتائیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔ وہ عمران کی الجھی ہوئی باتیں نہ سمجھ پا رہا تھا۔

”شیر پنجرے میں بند رہے تو ٹھیک رہتا ہے۔ کھل جائے تو پھر کسی کو بھی چیر پھاڑ سکتا ہے۔ اس لئے مجھے کھلنے کا نہ کہو اور اگر میں کھل گیا تو پھر سارے کا سارا ہی بکھر جاؤں گا۔ تمہارے لئے میرے بکھرے پرزے سمیٹنا مشکل ہو جائے گا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو اسے موڈ میں آتے دیکھ کر مسکرا دیا کیونکہ کافی دیر سے عمران مسلسل سوچ میں ڈوبا ہونے کی وجہ سے انتہائی سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔ اب جیسے اس کے ذہن پر چھایا ہوا غبار اتر گیا تھا اس لئے وہ نارمل ہو گیا تھا۔

”آپ روبوٹ نہیں ہیں جو آپ کے کل پرزے کھل کر بکھر جائیں گے۔ آپ زندہ جاوید انسان ہیں“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جاوید۔ ارے باپ رے۔ یہ میرا نام کب سے بدل گیا۔ آج تک تو میں خود کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سمجھتا آیا ہوں۔ اب کیا مجھے اپنے ڈگریوں سے پہلے علی عمران کی بجائے زندہ جاوید ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) لگانا ہو گا“...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”زندہ جاوید کا لفظ میں نے لغوی معنی کے طور پر استعمال کیا تھا۔ یعنی......“ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اچھا کیا جو تم مجھے بتا دیا ورنہ نام بدلنے کا سنتے ہی مجھے

اختلاج قلب ہونا شروع ہو گیا تھا“...... عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”آپ بات گھمانے کی کوشش کر رہے ہیں“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دنیا گھومتی ہے تو بات گھوم جانے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ بہرحال میں یہی چاہتا ہوں کہ فاکسن فارمولا لے کر ہی یہاں سے جائے اور پھر وہ فارمولا بڑی عزت اور احترام کے ساتھ اپنے چیف باس ہائیڈرو کے حوالے کر دے اور بس“...... عمران نے کہا۔

”لیکن آپ ایسا کیوں چاہتے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”تاکہ پوری دنیا کو علم ہو جائے کہ فارمولا کارمن پہنچ چکا ہے اور اب ریڈ ایجنسی کے چیف ہائیڈرو کے پاس ہے۔ جو سپر ایجنٹس پاکیشیا آئے ہیں یا آنے والے ہیں وہ سب پاکیشیا کو چھوڑ کر کارمن کا رخ کر لیں گے اور پھر کارمن میں ریڈ ایجنسی اور سپر ایجنٹوں کے درمیان گیم شروع ہو جائے گی۔ سپر گیم۔ یہ ایسی سپر گیم ہو گی کہ کسی کو کچھ حاصل نہ ہو گا اور ریڈ ایجنسی اور اس ایجنسی کا چیف ہائیڈرو بھی اپنے سر پر دو ہتھڑ مارتا رہ جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”لیکن یہ سب ہو گا کیسے“...... بلیک زیرو نے کہا۔ اس کے لہجے میں اب بھی حیرت تھی۔ عمران نے اسے تفصیل بتانی شروع کی تو بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”تو کیا آپ کے خیال میں یہ سب کرنا آپ کے لئے آسان ہو گا“...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ایک شعر ہے۔ میں ہنستا کھیلتا موج دریا میں اتر گیا۔ اگر مشکلیں آسان ہوں تو زندگی دشوار ہو جائے“...... عمران نے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ زندگی میں مشکلیں ہونا ضروری ہیں“۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ شاعر نے صاف صاف کہا ہے کہ مشکلیں آسان ہوں تو زندگی گزارنا دشوار ہو جاتا ہے۔ یہ دشواریاں اور مشکلیں ہی انسان کے زندہ ہونے کا ثبوت دیتی ہیں۔ ورنہ مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں“...... عمران نے شعر کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک اور شعر کا قافیہ ملاتے ہوئے کہا تو جملے میں دو شعروں کا نئے انداز میں حوالہ دینے پر بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اب ہنسی کا غبارہ بعد میں پھوڑتے رہنا پہلے میرے لئے کارمن جانے کے انتظامات کرو۔ مجھے جلد سے جلد اور فوری طور پر وہاں پہنچنا ہے۔ وہاں ابھی مجھے بہت کام کرنے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”تو جو کام آپ نے کرنے ہیں وہ کام آپ جونیئر سے کرا لیں تاکہ وہاں پہنچ کر آپ ڈائریکٹ ان ایکشن ہو سکیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کبھی کبھی دانش منزل میں بیٹھ کر واقعی تم میں دانش آ ہی جاتی

ہے جو تم ایسی دانشمندانہ باتیں کرنا شروع کر دیتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو جواب میں مسکرا دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور کارمن میں موجود جونیئر کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔

کارمن کے دارالحکومت کے ایک کمرشل پلازہ کے دسویں فلور پر ملٹی نیشنل کمپنی کا مین آفس تھا۔ اس کمپنی کا نام فائیو ون تھا۔ اس کمپنی کا مالک اور جنرل منیجر ریٹائرڈ کرنل فلپ تھا۔

کرنل فلپ نے آرمی سے ازخود قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی تھی اور اس نے اپنی صوابدید پر یہ کمپنی بنائی تھی جس کا بزنس عروج پر تھا۔ کرنل فلپ نے یہ سب دکھاوے کے طور پر کر رکھا تھا۔ اس کمپنی کی آڑ میں وہ ایک سرکاری ایجنسی کی سربراہی کرتا تھا اور اس ایجنسی کے تحت کارمن کے مفادات کا نگران تھا اور کارمن کے ساتھ پوری دنیا میں ریڈ ایجنسی کا نام دہشت کی علامت سمجھا جاتا تھا لیکن اس ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں تھا اور اس کا چیف جس کا کوڈ نام ہائیڈرو تھا اصل میں کون تھا۔ حکومت کے اعلیٰ عہدے داروں کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔

کرنل فلپ ریڈ ایجنسی کا سربراہ تھا اور وہ کارمن میں سوائے

صدر اور وزیر اعظم کے کسی کو جواب دہ نہ تھا۔ اس کے ایجنٹ ریڈ کارڈ ہولڈر تھے جن میں زیادہ تعداد سپر ایجنٹوں کی تھی۔ جن ایجنٹوں کے پاس ریڈ کارڈ ہوتے ان کا کارمن میں تمام سیکورٹی اور تمام سرکاری اداروں میں انتہائی احترام کیا جاتا تھا اور یہ ایجنٹ کسی بھی ادارے کے خلاف جارحانہ کارروائیاں کر سکتے تھے لیکن ان ایجنٹوں نے آج تک کارمن کے کسی ادارے کے خلاف اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال نہ کیا تھا۔ ریڈ ایجنسی سے ملنے والی ان کی تنخواہیں اور مراعات اتنی زیادہ تھیں کہ انہیں کسی بھی قسم کا لالچ نہیں دیا جا سکتا تھا۔ اسی لئے ریڈ ایجنسی کا شمار دنیا کی ٹاپ اور انتہائی پاورفل ایجنسیوں میں ہوتا تھا۔

ریڈ ایجنسی کا چیف کرنل فلپ اپنے شاندار آفس میں اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھا روز مرہ کے کام میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے سامنے میز پر مختلف رنگوں کے فون سیٹ پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے سرخ رنگ کے فون پر لگا ہوا ایک بلب جل بجھ رہا تھا جس سے پتہ چل رہا تھا کہ اسی فون کی گھنٹی بج رہی ہے۔ ریڈ فون خصوصی ساخت کا فون تھا جس کی کال کسی بھی صورت میں سنی یا ٹیپ نہ کی جا سکتی تھی۔ اس فون پر صدر اور وزیر اعظم سمیت صرف ہائیڈرو کے سپر ایجنٹس ہی رابطہ کر سکتے تھے اور وہ بھی صرف وہی ایجنٹس جو ریڈ کارڈ ہولڈر ہوتے تھے۔

سرخ فون کی گھنٹی بجنے کا مطلب تھا کہ کال یا تو پریذیڈنٹ ہاؤس یا پھر پرائم منسٹر ہاؤس سے آ رہی ہے یا پھر اسے کوئی سپر ایجنٹ کال کر رہا ہے۔ کرنل فلپ نے فوراً سامنے رکھی ہوئی فائل بند کی اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔ وہ جس آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس آفس کا نہ صرف دروازہ بند اور لاکڈ تھا بلکہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا۔ کرنل فلپ کی اجازت کے بغیر کوئی اس کمرے میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔

”یس۔ ہائیڈرو بول رہا ہوں“...... کرنل فلپ نے انتہائی سرد اور سخت لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں ایسی غراہٹ تھی جیسے کوئی انتہائی خونخوار بھیڑیا غرایا ہو۔

”الماٹو بول رہا ہوں چیف“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”یس۔ کیوں فون کیا ہے“...... کرنل فلپ نے اسی طرح کرخت اور سخت لہجے میں کہا۔

”چیف پاکیشیا سے فاکسن نے مجھے چینل تھری پر کال کی تھی۔ اس نے ایک اہم پیغام بھیجا ہے“...... دوسری طرف سے الماٹو نے جواب دیا۔

”اوہ۔ کیا پیغام دیا ہے اس نے چینل تھری پر“...... کرنل فلپ نے چونک کر پوچھا۔

”اس نے پاکیشیا میں مشن مکمل کر لیا ہے چیف“...... الماٹو نے

جواب دیا تو کرنل فلپ کی آنکھوں کی چمک میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔

"ویل ڈن۔ میں جانتا تھا پاکیشیا میں فاکسن ہی مشن مکمل کر سکتا ہے اسی لئے میں نے اسے خصوصی طور پر وہاں بھیجا تھا"۔ کرنل فلپ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اور اس نے مجھ سے یہ بھی کہا ہے کہ اس نے میرے نام پر سپیشل کوریئر بھی کر دیا ہے جس میں ٹی ایس ای فارمولے کی مائیکرو چپ ہے"...... الماٹو نے کہا تو کرنل فلپ بری طرح سے چونک پڑا۔

"تمہارے نام پر اس نے پارسل بھیجا ہے۔ کیا مطلب۔ اسے اگر کوریئر کرنا تھا تو میرے نام پر کرتا۔ تمہارے نام پر کیوں کیا ہے اس نے"...... کرنل فلپ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس کے پیچھے علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے۔ اسے وہاں سے نکلنے کا موقع نہیں مل رہا ہے اور اس نے پارسل احتیاطاً میرے نام پر بھیجا ہے تاکہ اگر عمران کو اس کے پارسل بھیجنے کا علم بھی ہو جائے تو اسے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ فاکسن نے پارسل کہاں بھیجا ہے"...... الماٹو نے کہا۔

"اوہ۔ کس ایڈریس پر بھیجا ہے اس نے کوریئر"...... کرنل فلپ نے پوچھا۔

"ہوٹل فائیو سٹار کے کمرہ نمبر بارہ میں میرے یعنی الماٹو ہیڈرک

کے نام پر"...... الماٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا یہ کمرہ تمہارے نام پر بک ہے"...... کرنل فلپ نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں نے وقتی طور پر فاکسن کے کہنے پر ہی کمرہ بک کرایا ہے تاکہ وہاں سے پیکٹ وصول کرتے ہی غائب ہو سکوں"...... الماٹو نے جواب دیا۔

"تو کیا تم نے کوریئر سروس سے معلوم کیا ہے کہ پیکٹ کب تک یہاں پہنچ جائے گا"...... کرنل فلپ نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں نے سرچنگ ڈیپارٹمنٹ سے معلوم کیا ہے۔ پیکٹ کارمن پہنچ چکا ہے۔ ایک سے دو گھنٹوں تک مجھے ڈلیور کر دیا جائے گا"...... الماٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم فوری طور پر ہوٹل میں شفٹ ہو جاؤ۔ میں تمہاری حفاظت کے لئے ریڈرو اور کراڈ کو بھیج دیتا ہوں تاکہ اگر کوئی تمہاری نگرانی کرے یا تمہیں نقصان پہنچا کر تم سے پیکٹ حاصل کرنے کی کوشش کریں تو وہ دونوں اسے سنبھال سکیں"۔ کرنل فلپ نے کہا۔

"مجھ سے پیکٹ چھیننا کسی کے لئے بھی آسان ثابت نہیں ہو گا چیف لیکن معاملہ چونکہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا ہے اس لئے آپ احتیاطاً ان دونوں کو بھیج دیں"...... الماٹو نے کہا۔

"او کے۔ تمہیں جیسے ہی پارسل ملے تم اسے لے کر سیدھے

میرے پاس آ جانا“...... کرنل فلپ نے کہا۔

”یس چیف“...... الماٹو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل فلپ نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

”کراڈ کلب“...... رابطہ ملتے ہی ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہائیڈرو بول رہا ہوں۔ کراڈ سے بات کراؤ“...... کرنل فلپ نے کرخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”یس۔ کراڈ سپیکنگ“...... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری اور سخت آواز سنائی دی۔

”ہائیڈرو بول رہا ہوں“...... ہائیڈرو نے کرخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس چیف۔ کراڈ بول رہا ہوں۔ حکم دیجئے“...... ہائیڈرو کی آواز سن کر دوسری جانب موجود کراڈ نے یکلخت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”میری بات دھیان سے سنو کراڈ“...... کرنل فلپ نے کہا۔

”یس چیف“...... کراڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ریڈ کارڈ ہولڈر فاکسن نے پاکیشیا میں ایک اہم مشن مکمل کیا ہے۔ اس نے ایک سائنس دان کا فارمولا جس کا کوڈ نام ٹی ایس

ای ہے سپر ایجنٹوں سے حاصل کیا ہے۔ اس فارمولے کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا خطرناک ایجنٹ علی عمران، فاکسن کو ہر جگہ تلاش کرتا پھر رہا ہے تاکہ اس سے فارمولا واپس حاصل کر سکے۔ فاکسن نے عقلمندی کا ثبوت دیتے ہوئے اس بار فوری طور پر پاکیشیا سے نکلنے کی حماقت نہیں کی ہے وہ پاکیشیا میں ہی روپوش ہو گیا ہے تاکہ عمران اس کے پیچھے فوری طور پر کارمن روانہ ہو جائے۔ اس نے یہ کام کر کے تو اچھا کیا ہے لیکن اب اس نے ایک غلطی کر دی ہے“...... کرنل فلپ نے کراڈ کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیسی غلطی چیف“...... کراڈ نے پوچھا۔

”اس نے فارمولا سپیشل کوریئر کے ذریعے پاکیشیا سے کارمن بھجوا دیا ہے اور اس نے احتیاطاً فارمولا مجھے بھیجنے کی بجائے الماٹو کے نام پر بک کرایا ہے۔ اس کے کہنے پر الماٹو نے ہوٹل فائیو سٹار میں کمرہ نمبر بارہ بک کرا لیا ہے۔ پیکٹ وہاں ڈلیور ہو گا۔ الماٹو وہیں سے پیکٹ وصول کرے گا۔ فاکسن کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اسے چاہئے تھا کہ وہ جہاں روپوش ہوا تھا فارمولا بھی اپنے پاس رکھتا اور پھر اسے جب بھی موقع ملتا تو وہ خود فارمولا لے کر آتا یا پھر مجھے کال کرتا تاکہ میں یہاں سے تمہیں یا کسی اور سپر ایجنٹ کو پاکیشیا بھیج کر اس سے فارمولا منگوا لیتا۔ خیر جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ اب

خطرہ اس بات کا ہے کہ عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنی دانست میں فوری طور پر کارمن پہنچ سکتے ہیں۔ اگر وہ یہاں نہ بھی آئے تو وہ یہاں موجود اپنے فارن ایجنٹوں کو متحرک کر سکتے ہیں تاکہ سپیشل کوریئر سے بھیجا گیا پیکٹ حاصل کر سکیں۔ الماٹو ہوٹل فائیو سٹار پہنچ گیا ہے۔ تم فوراً ریڈرو کو ساتھ لے جاؤ اور وہاں جا کر الماٹو کی بھرپور انداز میں نگرانی کرو۔ اگر اس کے پیچھے کوئی ہو تو اسے سنبھالنا تم دونوں کی ذمہ داری ہے اور اگر کوئی اس کے پیچھے نہ بھی ہو تو تمہیں ایک کام کرنا ہے اور وہ کام یہ ہے کہ جیسے ہی الماٹو سپیشل کوریئر سے پیکٹ وصول کرے۔ تم اسے فوراً ہلاک کر دو اور اس سے پیکٹ حاصل کر کے مجھے پہنچاؤ۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کوئی الماٹو کی جگہ نہ لے لے اور الماٹو کی جگہ سپیشل کوریئر سے پیکٹ حاصل کر کے غائب نہ ہو جائے۔ معاملہ چونکہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا ہے اس لئے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ سمجھ گئے تم''...... کرنل فلپ نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف سمجھ گیا۔ لیکن اگر آپ کہیں تو ہم فوری طور پر الماٹو کو ہلاک کرنے کی بجائے اس کی نگرانی ہی کرتے ہیں۔ اگر وہ پیکٹ لے کر آپ کے پاس آیا تو ٹھیک ہے اور اگر اس نے راستے میں کہیں سلپ ہونے کی کوشش کی تو ہم اسے وہیں روک لیں گے۔ الماٹو ایک بہترین اور انتہائی ذہین سپر ایجنٹ ہے۔ ریڈ ایجنسی کو اس جیسے زیرک ایجنٹ کو کھونا نہیں چاہئے''...... کراڈ نے کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ الماٹو ایک ذہین اور انتہائی زیرک ایجنٹ ہے اور اس نے ریڈ ایجنسی کے لئے بہت کام کیا ہے اور ریڈ ایجنسی کو بلندیوں تک لے جانے میں اس کا بھی ہاتھ ہے۔ لیکن یہ سوچو کہ اگر وہ الماٹو نہیں کوئی اور ہوا۔ اس کی جگہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا پھر علی عمران نے لے لی ہو تو کیا وہ آسانی سے تمہارے ہاتھ لگ سکتا ہے۔ وہ راستے میں تمہیں کہیں بھی ڈاج دے سکتا ہے اسے موقع پر اور اچانک ہی حملہ کر کے ہلاک کیا جا سکتا ہے ورنہ وہ اپنے بچاؤ کے ہزاروں راستے تلاش کر لیتا ہے اور میں نے تم سے کہا ہے نا کہ میں ایسا کوئی رسک نہیں لینا چاہتا اس لئے تم اس کی حمایت کرنا چھوڑو اور میں جیسا کہہ رہا ہوں ویسا کرو۔ سمجھے تم''۔ کرنل فلپ نے اس بار انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ سمجھ گیا''...... کراڈ نے کرنل فلپ کا سرد لہجہ سن کر سہم جانے والے انداز میں کہا۔

''الماٹو سے فارمولا حاصل کر کے تم اکیلے میرے پاس آؤ گے۔ ریڈرو کو واپس بھیج دینا''...... کرنل فلپ نے کہا۔

''یس چیف''...... کراڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرنل فلپ نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''نانسنس۔ میرے حکم کو نظر انداز کر کے الماٹو کی حمایت پر اتر آیا تھا۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ ٹی ایس ای فارمولے کی میری نظر میں کیا اہمیت ہے۔ اس فارمولے کے لئے میں ایک تو کیا ہر اس سپر

ایجنٹ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کردوں گا جو اس معاملے میں معمولی سا بھی ملوث ہو گا چاہے وہ سُپر ایجنٹ فاکسن ہو یا الماٹو یا پھر کراڈ تم''...... کرنل فلپ نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ غراہٹ اور سفاکی کا عنصر نمایاں تھا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے سامنے رکھی ہوئی فائل کھولی اور ایک بار پھر اسے انہاکی سے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ تین گھنٹوں تک وہ مختلف کام سرانجام دیتا رہا کہ ایک بار پھر سرخ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔

''اوہ۔ کام میں مصروفیت کی وجہ سے میں الماٹو اور کراڈ کو بھول ہی گیا تھا۔ اب تک الماٹو کو پیکٹ مل جانا چاہئے تھا اور کراڈ کو اس سے فارمولا حاصل کر کے مجھ تک پہنچ جانا چاہئے تھا''...... کرنل فلپ نے دیوار گیر کلاک دیکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''ہائیڈرو بول رہا ہوں''...... اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

''کراڈ بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے کراڈ کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... کرنل فلپ نے اسی انداز میں کہا۔

''وکٹری چیف۔ میں نے اور ریڈرو نے الماٹو کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس نے سپیشل کوریئر سے جو پیکٹ وصول کیا تھا وہ اب میرے

پاس ہے''...... کراڈ کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

''نانسنس۔ اگر تم نے پیکٹ حاصل کر لیا ہے تو وہاں بیٹھے مجھے فون کیوں کر رہے ہو۔ میں نے تمہیں فوری طور پر پیکٹ یہاں میرے پاس لانے کا کہا تھا''...... کرنل فلپ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سس۔ سس سوری چیف۔ میں نے سوچا کہ پہلے میں آپ کو خوشخبری سنا دوں اور پھر آپ کے پاس آؤں''...... کراڈ نے اس کا غصیلا لہجہ سن کر خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''چھوڑو یہ سب حماقتیں اور فوراً میرے پاس پہنچو''...... کرنل فلپ نے غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ اس نے سفید رنگ کا فون اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''مارٹن بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی ایک سنائی دی۔

''مارٹن۔ تھوڑی دیر میں میرے پاس ریڈ کارڈ ہولڈر کراڈ پہنچ رہا ہے۔ اسے روکے بغیر میرے پاس آنے دینا اور جب وہ مجھ سے ملاقات کر کے واپس جائے تو اس کے پیچھے جانا اور اس عمارت سے باہر کچھ دور جاتے ہی اسے گولی مار کر ہلاک کر دینا۔ اس کی لاش اس عمارت سے دور ملنی چاہئے۔ سمجھ گئے تم''...... کرنل فلپ نے کہا۔

''یس چیف۔ سمجھ گیا''...... مارٹن نے بغیر کسی عذر کے کہا تو

کرنل فلپ نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ کے بعد دوبارہ سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فلپ نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس''...... کرنل فلپ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''کراڈ آ گیا ہے چیف۔ میں نے اسے آپ کے آفس کی طرف بھیج دیا ہے''...... دوسری طرف سے مارٹن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوکے''...... کرنل فلپ نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند منٹ بعد کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تو کرنل فلپ نے میز کی دراز سے ایک ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکالا اور اس کا رخ دروازے کی طرف کرتے ہوئے ایک بٹن پریس کر دیا۔ ہلکا سا کھٹکا ہوا اور کمرے کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے پر ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی مضبوط جسم کا مالک نوجوان کھڑا تھا۔

''کم اِن کراڈ''...... اسے دیکھ کر کرنل فلپ نے کہا تو نوجوان جو کراڈ تھا اندر آ گیا۔ میز کے پاس آ کر اس نے کرنل فلپ کو مخصوص انداز میں سلام کیا۔

''بیٹھو''...... کرنل فلپ نے کہا تو کراڈ میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''پیکٹ کہاں ہے''...... کرنل فلپ نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس ہے''...... کراڈ نے کہا۔

''دو مجھے''...... کرنل فلپ نے کہا۔

''پیکٹ دینے سے پہلے میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں چیف''۔ کراڈ نے کہا۔

''کیا بتانا چاہتے ہو''...... کرنل فلپ نے پوچھا۔

''یہ کہ میں نے الماٹو سے پیکٹ کیسے حاصل کیا ہے اور جب میں نے اسے گولی ماری تھی تو اس نے مجھے مرنے سے پہلے اس پیکٹ کے بارے میں ایک اہم بات بتائی تھی''...... کراڈ نے کہا تو کرنل فلپ چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا بتایا تھا اس نے''...... کرنل فلپ نے کہا۔ کراڈ نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا پیکٹ نکالا جس پر سپیشل کوریئر کی سلپ لگی ہوئی تھی۔ پیکٹ سیلڈ تھا۔

''اس نے کہا تھا کہ اس پیکٹ میں فاکسن نے اصل فارمولا نہیں بھیجا ہے''...... کراڈ نے جواب دیا تو کرنل فلپ بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا کہا تم نے اس پیکٹ میں اصل فارمولا نہیں ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ الماٹو نے تو کہا تھا کہ اس نے چینل تھری پر خود فاکسن سے بات کی تھی اور اس نے سپیشل کوریئر سے اصل فارمولا ہی روانہ کیا ہے جو ایک مائیکرو چپ میں موجود ہے''...... کرنل فلپ نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”الماٹو نے کہا تھا کہ پیکٹ وصول کرنے سے پہلے چینل تھری کی بجائے چینل فائیو پر اسے پھر سے فاکسن کی پاکیشیا سے کال موصول ہوئی تھی اور اس نے الماٹو کو بتایا تھا کہ اس نے جان بوجھ کر ایک خالی چپ کا پیکٹ اس کے نام بھیجا ہے تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس پیکٹ کا پتہ چل جائے تو وہ اس پیکٹ کو حاصل کرنے کی کوشش کریں تو انہیں سوائے خالی چپ کے اور کچھ نہ مل سکے۔ اصل فارمولا بدستور اس کے پاس محفوظ ہے اور وہ جب بھی آئے گا خود ہی وہ مائیکرو چپ لے کر آئے گا“...... کراڈ نے کہا تو کرنل فلپ کا رنگ بدل گیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات پھیل گئے۔

”یہ فاکسن کرتا کیا پھر رہا ہے۔ وہ الماٹو سے ہی کیوں رابطہ کر رہا ہے۔ اگر اس کے پاس چینل تھری اور فائیو کی سہولت موجود ہے تو وہ مجھے کال کیوں نہیں کر رہا ہے نانسنس“...... کرنل فلپ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”معلوم نہیں چیف“...... کراڈ نے کہا۔

”ہونہہ۔ اس کی حماقت کی وجہ سے میں نے خواہ مخواہ الماٹو جیسے بہترین اور ذہین سپر ایجنٹ کو اپنے ہاتھوں تمہارے ذریعے قتل کرا دیا ہے“...... کرنل فلپ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”یس چیف“...... کراڈ نے کہا۔

”تم نے اسے کہاں اور کیسے ہلاک کیا ہے“...... کرنل فلپ نے

اس سے پوچھا۔

”وہ ہوٹل فائیو میں ہی موجود تھا اور کافی شاپ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے میک اپ کر رکھا تھا۔ اس لئے مجھے اور ریڈرو کو اسے پہچاننے میں تھوڑا سا وقت لگا تھا لیکن جب کوریئر سروس سے پیکٹ آیا تو وہ فوراً وہاں سے اٹھ گیا تھا۔ اس کی چال ڈھال دیکھ کر میں نے اور ریڈرو نے اسے پہچانا تھا۔ ہم اس کے پیچھے گئے تو وہ تھرڈ فلور کے کمرہ نمبر بارہ میں جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے ہم بھی وہاں پہنچ گئے اور پھر کوریئر والا بھی آ گیا۔ ہم راہداری میں ستونوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ جب کوریئر سروس والے نے الماٹو سے رسید پر دستخط کرائے اور پیکٹ اس کے حوالے کر کے وہاں سے چلا گیا تو ہم دونوں فوراً اس کمرے کے دروازے کے پاس پہنچ گئے۔ الماٹو کو شاید وہاں سے نکلنے کی جلدی تھی اس لئے وہ دروازہ اندر سے لاک کرنا بھول گیا تھا۔ ہم فوراً اندر داخل ہو گئے اور اندر جاتے ہی جیسے ہی ہماری نظر الماٹو پر پڑی ہم نے اس پر سائیلنسر لگے ریوالوروں سے فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ ہم نے اسے کچھ سوچنے اور سمجھنے کا موقع ہی نہ دیا تھا اور اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا تھا۔ جب وہ گر گیا تو میں نے آگے بڑھ کر اس کی جیب سے نہ صرف پیکٹ نکال لیا بلکہ اس کا مشین پسٹل بھی نکال کر اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ وہ آخری سانسیں لے رہا تھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔ ہم چونکہ میک اپ میں نہیں تھے اس لئے

اس نے ہمیں پہچان لیا تھا اور ہمیں پہچان لینے کے بعد ہی اس نے یہ بات بتائی تھی کہ آنے والے پیکٹ میں خالی مائیکرو چپ ہے''..... کراڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو کرنل فلپ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''نانسنس۔ یہ سب کیا چکر ہے۔ اگر ایسی بات تھی تو مجھے یہ ساری باتیں فاکسن خود بھی بتا سکتا تھا لیکن اس نے ایسا کیوں نہیں کیا''۔ کرنل فلپ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں چیف۔ اس کا جواب تو آپ کو فاکسن ہی دے سکتا ہے''...... کراڈ نے کہا۔ کرنل فلپ کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ اس نے غصے سے کراڈ سے پیکٹ لیا اور اسے کھولنے لگا۔ کراڈ خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کرنل فلپ نے پیکٹ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکال لی۔ ڈبیہ پر ایک بٹن لگا ہوا تھا۔ کرنل فلپ نے بٹن پریس کیا تو اچانک ڈبیہ کھل گئی اور جیسے ہی ڈبیہ کھلی اس میں سے یکلخت دھواں سا نکل کر کرنل فلپ کی ناک سے ٹکرایا۔ اس سے پہلے کہ کرنل فلپ کچھ سمجھتا اسی لمحے اس کے دماغ پر جیسے کوئی نوکیلا شکنجہ سا کس گیا۔ اس کے ہاتھ سے ڈبیہ گر گئی۔ دوسرے لمحے اس کا سر زور سے میز پر آ گرا۔ اس کے دماغ پر یکلخت تاریکی کا پردہ گر گیا تھا۔

ایئر پورٹ سے نکلتے ہی فاکسن نے سکون کا سانس لیا اور پھر وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں سامنے موجود ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایک ٹیکسی ہائر کرتے ہی وہ اس میں بیٹھ گیا۔

''فراسٹ روڈ، مارشل پلازہ''...... فاکسن نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ فاکسن نے اپنے ہاتھ میں موجود بریف کیس کی طرف دیکھا اور پھر اس کے ہونٹوں پر بے اختیار فتح مندانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

''ہونہہ۔ آخر کار میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ڈاج دے کر پاکیشیا سے فارمولا لے کر نکل آنے میں کامیاب ہو ہی گیا ہوں اور اب میں کارمن میں ہوں۔ اب مجھے کسی سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں پہلی فرصت میں فارمولا کرنل فلپ کے حوالے کر دوں گا۔ اس کے بعد عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تو کیا دنیا کی

تمام ایجنسیاں بھی یہاں آ جائیں تو انہیں سنبھالنے کی ساری ذمہ داری کرنل فلپ کی ہو گی۔ اس مشن کی کامیابی پر اب مجھے کرنل فلپ اور کارمن حکومت اعلیٰ اعزازات دینے سے انکار نہیں کر سکے گی۔ اب میں سُپر ایجنٹ سے سپریم ایجنٹ کے عہدے پر فائز ہو جاؤں گا۔ کارمن میں سُپر ایجنٹ سے سپریم ایجنٹ تک کا کامیاب سفر طے کرنے اور سپریم ایجنٹ کا خطاب پانے والا میں پہلا ایجنٹ بن جاؤں گا۔ سپریم ایجنٹ بنتے ہی مجھے گولڈن کارمہیا کر دیا جائے گا اور پھر میں کارمن میں ہر سیاہ و سفید کا مالک بن جاؤں گا''۔ فاکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''آپ نے مجھ سے کچھ کہا جناب''...... ٹیکسی ڈرائیور نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ کچھ نہیں''...... فاکسن نے سر جھٹک کر کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ فاکسن نے کچھ سوچا پھر اس نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔ وہ چند لمحے سیل فون کو دیکھتا رہا پھر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ہارٹ کلب''...... رابطہ ملتے ہی ایک کرخت آواز سنائی دی۔

''فاکسن بول رہا ہوں۔ الماٹو سے بات کراؤ''...... فاکسن نے سخت لہجے میں کہا۔

''الماٹو۔ سوری جناب یہاں اب الماٹو نہیں اس کلب کے جنرل مینجر ہیرلڈ صاحب ہیں''...... دوسری طرف سے کہا۔

''ہیرلڈ۔ کیا مطلب۔ یہ کلب تو الماٹو کا ہے''...... فاکسن نے چونک کر کہا۔

''جی ہاں لیکن الماٹو نے اب یہ کلب ہیرلڈ کو فروخت کر دیا ہے''...... جواب ملا۔

''تم کون بول رہے ہو''...... فاکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جیرم ہوں جناب۔ شاید آپ نے میری آواز نہیں پہچانی''۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔

''ہاں۔ تمہارا شاید گلا خراب ہے اس لئے میں تمہاری آواز واقعی نہیں پہچان سکا تھا۔ خیر جیرم یہ بتاؤ کہ الماٹو نے یہ کلب کب اور کیوں بیچا تھا۔ میرے خیال میں تو وہ مالی طور پر انتہائی مستحکم تھا اور اسے ایسا کوئی مسئلہ بھی نہ تھا کہ وہ کلب بیچ دے''...... فاکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے نہیں معلوم جناب۔ دو روز سے الماٹو کلب نہیں آیا تھا۔ ان کی غیر موجودگی میں کلب کا تمام انتظام میں ہی سنبھالتا ہوں۔ آج صبح اچانک ہیرلڈ آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ الماٹو نے کلب اسے فروخت کر دیا ہے۔ اس کے پاس الماٹو صاحب کی طرف سے جاری کی گئی سیل ڈیڈ تھی جس پر الماٹو صاحب کے دستخط بھی تھے۔ مجھے بھلا اس پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ میں نے الماٹو صاحب کا پوچھا تو ہیرلڈ صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ اپنے کسی نجی کام کے لئے

ایکریمیا روانہ ہو گیا ہے۔ وہ ایکریمیا کیوں گئے ہیں اور کب واپس آئیں گے اس کے بارے میں ہیرلڈ صاحب نے مجھے کچھ نہیں بتایا ہے''...... جیرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہیرلڈ اور ایکریمیا۔ حیرت ہے۔ اسے تو ایکریمیا سے سخت نفرت تھی اور وہ ایکریمیا کا نام سنتے ہی بھڑک جاتا تھا کیونکہ ایکریمیا میں اس کی بیوی اور دو بچوں کی روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاکت ہو گئی تھی تب سے وہ ایکریمیا کا نام سنتے ہی بھڑک جاتا تھا اور اب وہ خود کسی نجی کام کے سلسلے میں ایکریمیا چلا گیا ہے''۔ فاکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں جناب۔ اس بات پر تو مجھے بھی حیرت ہے لیکن وہ مالک ہیں اور میں ایک ملازم۔ میں بھلا کیا کہہ سکتا ہوں''...... جیرم نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اسے اس کے سیل فون پر کال کر لیتا ہوں''۔ فاکسن نے کہا۔

''کوئی فائدہ نہیں جناب۔ میں متعدد بار ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کر چکا ہوں لیکن ان کا سیل فون آف ہے۔ شاید انہوں نے نمبر تبدیل کر لیا ہے''...... جیرم نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں''۔ فاکسن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کان سے سیل فون ہٹا کر رابطہ ختم کر دیا۔

''حیرت ہے۔ یہ الماٹو کو اچانک کیا ہو گیا کہ اس نے اپنا کلب بھی فروخت کر دیا اور یہاں سے ایکریمیا بھی روانہ ہو گیا ہے۔ کیا اسے چیف نے ایکریمیا جانے کی اجازت دے دی تھی''۔ فاکسن نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کئے۔

''کراڈ کلب''...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''فاکسن بول رہا ہوں۔ کراڈ سے بات کراؤ''...... فاکسن نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''باس کراڈ نہیں ہیں۔ وہ پچھلے چند روز سے اہم کام کے سلسلے میں ملک باہر گئے ہوئے ہیں''...... دوسری طرف سے جواب ملا۔

''تم رابرٹ بول رہے ہو نا''...... فاکسن نے کہا۔ اس کے چہرے پر موجود حیرت دوسری طرف سے جواب سن کر مزید گہری ہو گئی تھی۔

''ہاں۔ میں رابرٹ ہی ہوں''...... جواب ملا۔

''کیا تم جانتے ہو کہ کراڈ کہاں گیا ہے''...... فاکسن نے پوچھا۔

''نہیں۔ باس نے مجھے کچھ نہیں بتایا کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ دو روز سے وہ کلب نہیں آئے تو میں نے انہیں سیل فون پر کال کیا تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ ملک سے باہر ہیں اور انہیں واپس آنے میں چند دن لگ جائیں گے اور بس''...... رابرٹ نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... فاکسن نے کہا اور اس نے ایک بار پھر رابطہ ختم کر دیا۔

"کیا چکر ہے۔ الماٹو بھی نہیں مل رہا اور کراڈ بھی دو روز سے غائب ہے۔ کیا چیف نے انہیں کسی مشن پر بھیجا ہے"...... فاکسن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کیے۔

"کراڈ بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی کراڈ کی مخصوص آواز سنائی دی تو فاکسن کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا۔

"فاکسن بول رہا ہوں"...... فاکسن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ فاکسن تم۔ کہاں سے بول رہے ہو تم۔ کیا ابھی تک تم پاکیشیا میں ہی ہو"...... دوسری طرف سے کراڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں کارمن میں ہوں"...... فاکسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کارمن۔ تمہارا مطلب ہے کہ تم پاکیشیا سے نکل کر آنے میں کامیاب ہو گئے ہو لیکن کیسے اور وہ فارمولا"...... کراڈ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں وہاں چند روز انڈر گراؤنڈ رہا تھا۔ وہاں میں میک اپ اور اپنے ٹھکانے بدلتا رہا تھا اور پھر جیسے ہی مجھے موقع ملا میں نے

وہاں سے فلائٹ پکڑی اور کافرستان نکل گیا۔ کافرستان سے میں پالینڈ پہنچا اور پھر پالینڈ سے فلائٹ پکڑ کر اب میں سیدھا کارمن پہنچ چکا ہوں"...... فاکسن نے کہا۔ وہ لاطینی زبان میں بات کر رہا تھا تاکہ ٹیکسی ڈرائیور اس کی باتیں سن بھی لے تو کچھ نہ سمجھ سکے۔

"اوہ۔ پھر بھی کافی دن لگ گئے ہیں تمہیں۔ چیف شدت سے تمہارا منتظر ہے"...... کراڈ نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ میں اب چیف کے پاس ہی جا رہا ہوں لیکن تم کہاں ہو۔ میں نے تمہارے کلب فون کیا تھا تو مجھے رابرٹ نے بتایا کہ تم کئی روز سے غائب ہو اور الماٹو کے بارے میں مجھے جیرم نے بتایا ہے کہ اس نے اپنا کلب فروخت کر دیا ہے اور وہ ایکریمیا چلا گیا ہے۔ کیوں۔ اس نے اپنا کلب کیوں فروخت کیا ہے اور وہ ایکریمیا کیا کرنے گیا ہے"...... فاکسن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"اس وقت میرے پاس تمہارے سوالوں کے جواب دینے کا وقت نہیں ہے فاکسن۔ تم چیف سے ملاقات کر کے اپنے فلیٹ میں آؤ گے تو مجھے کال کر لینا پھر میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا اور پھر میں اطمینان کے ساتھ تمہیں ساری باتیں بتا دوں گا"...... کراڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فلیٹ۔ تمہارا مطلب ہے کہ تم یہیں ہو"...... فاکسن نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اور یہ بات میں صرف تمہیں بتا رہا ہوں۔ تم یہ بات کسی کو بھی نہیں بتاؤ گے۔ چیف کو بھی نہیں۔ شام کو ملاقات ہو گی۔ گڈ بائی"...... کراڈ نے کہا۔ اس سے پہلے کہ فاکسن اس سے مزید کوئی بات کرتا دوسری طرف سے کراڈ نے رابطہ منقطع کر دیا۔ رابطہ منقطع ہوتے ہی فاکسن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا کہ میں اس بات کا ذکر چیف سے بھی نہ کروں کہ کراڈ دارالحکومت میں ہی موجود ہے۔ کیا وہ چیف سے چھپ رہا ہے لیکن کیوں"...... فاکسن نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹیکسی رک گئی۔ فاکسن نے چونک کر دیکھا تو یہ دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ ٹیکسی منزل پر پہنچ گئی تھی جس کا پتہ اس نے ڈرائیور کو بتایا تھا۔

"آپ کی منزل آ گئی جناب"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا تو فاکسن نے اثبات میں سر ہلایا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ۔ یہ تو بڑا نوٹ ہے جناب۔ میرے پاس چینج نہیں ہے"۔ ڈرائیور نے بڑا نوٹ دیکھ کر ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ باقی تم رکھ لو"...... فاکسن نے مسکرا کر کہا تو ڈرائیور چونک کر اسے یوں دیکھنے لگا جیسے فاکسن انسان نہ ہو بلکہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہو۔ دوسرے لمحے اس کا چہرہ فرطِ مسرت سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ وہ فوراً ٹیکسی سے اترا اور اس نے پیچھے آ کر

فاکسن کے لئے نہایت عزت اور احترام سے دروازہ کھول دیا۔ فاکسن نے اپنا بریف کیس اٹھایا اور نیچے اتر آیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے اسے جھک کر فرشی سلام کیا اور پھر وہ تیزی سے ٹیکسی میں بیٹھا اور ٹیکسی کو یوں دوڑاتا لے گیا جیسے اسے ڈر ہو کہ فاکسن اپنا ارادہ نہ تبدیل کر لے اور اس سے بڑا نوٹ واپس نہ مانگ لے۔ اس کی تیزی دیکھ کر فاکسن مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے سر اٹھا کر فلک بوس مارشل پلازہ کی عمارت دیکھی اور پھر وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

یہ ایک بزنس پلازہ تھا اور اس کی ہر منزل پر بڑی بڑی کمپنیوں کے آفسز تھے اس لئے وہاں آنے جانے والوں کا خاصا رش دکھائی دے رہا تھا۔ لفٹیں اوپر نیچے آ جا رہی تھیں۔ وہ بھی ایک لفٹ میں سوار ہو کر دسویں منزل پر پہنچ گیا۔ یہاں مختلف کمپنیوں کے دفاتر تھے۔ وہ راہداری کے آخر میں موجود ایک کمپنی کے آفس کے دروازے کے پاس پہنچ گیا۔ شیشے کا دروازہ تھا جس پر فائیو ون لکھا ہوا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہاں ہال میں بڑے بھرپور انداز میں کام ہو رہا تھا جبکہ کونے میں ایک بیضوی کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی موجود تھی۔ جس کے عقب میں ایک اور شیشے کا بنا ہوا دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ فاکسن کاؤنٹر کے پاس پہنچ گیا۔

"یس"...... کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی ہوئی لڑکی نے اس کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

''فاکسن۔ ریڈ کارڈ ہولڈر''...... فاکسن نے کہا تو لڑکی چونک پڑی۔ فاکسن نے چونکہ میک اپ کر رکھا تھا شاید اسی لئے لڑکی اسے پہچان نہ سکی تھی۔ اس نے فوراً انٹر کام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... دوسری طرف سے کرخت اور انتہائی سرد آواز سنائی دی۔

''فاکسن آیا ہے چیف''......لڑکی نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بھیج دو اسے اندر''...... چیف نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔لڑکی نے رسیور رکھ دیا۔

''جائیں۔ چیف نے آپ کو اندر بلایا ہے''......لڑکی نے کہا تو فاکسن نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ کر کاؤنٹر کے ساتھ بنا ہوا شیشے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام ایک کمرے کے دروازے پر ہوا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا اس کے چہرے پر سختی جیسے ثبت تھی۔ اس کی آنکھوں میں بھی تندی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''بیٹھو''...... اس ادھیڑ عمر نے سخت اور سرد لہجے میں کہا تو وہ میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تو تم پہنچ گئے یہاں''...... چیف نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ سوری مجھے واپس آنے میں تھوڑا وقت ضرور لگا ہے لیکن آپ کے لئے خوشخبری ہے۔ میں ٹی ایس ای فارمولا پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے جبڑوں سے کھینچ کر نکال لانے میں کامیاب ہو گیا ہوں''...... فاکسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کہاں ہے فارمولا''...... کرنل فلپ نے بغیر کسی تاثر کے اسی طرح سخت لہجے میں کہا تو فاکسن نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا پیکٹ نکالا اور اسے کرنل فلپ کی طرف بڑھا دیا۔ کرنل فلپ نے اس سے پیکٹ لے کر اسے غور سے دیکھا اور پھر اس نے اطمینان بھرے انداز میں پیکٹ کھولے بغیر اسے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

''فارمولا ایک مائیکرو چپ میں ہے چیف''...... فاکسن نے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ چپ ایک انسانی جبڑے کی نقلی داڑھ میں پھنسی ہوئی ہے اور یہ نقلی داڑھ ایکریمین سپر ایجنٹ گرے کی تھی جو پاکیشیا میں جارج کلب میں جارج کے نام سے کام کر رہا تھا''...... کرنل فلپ نے مسکرا کر کہا تو فاکسن یکلخت اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر تحیر کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ سب آپ کو کیسے پتہ چلا چیف"...... فاکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل فلپ نے اسے وہ تمام واقعات کہہ سنائے کہ کس طرح اسے کرانسی سُپر ایجنٹ رابن اور ہائنا کا علم ہوا تھا اور کس طرح وہ ان تک پہنچا تھا اور کس طریقے سے اس نے ان دونوں کو ہلاک کر کے وہ داڑھ حاصل کی تھی جو انہوں نے جارج کو ہلاک کر کے اس کے جبڑے سے نکالی تھی۔

"تم داڑھ لے کر اوزی کے ساتھ انڈر گراؤنڈ ہو گئے تھے اور تم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس خاص طور پر علی عمران کی نظروں سے غائب ہو گئے ہو۔ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جیسے ہی یہ پتہ چلتا کہ ہائنا اور رابن کو تم نے ہلاک کیا ہے اور فارمولے کی مائیکرو چپ تمہارے ہاتھ لگ گئی ہے تو وہ یہی سمجھتے کہ تم فارمولا لے کر کارمن نکل گئے ہو کیونکہ تم کوئی بھی مشن مکمل کر کے اس ملک میں نہیں ٹھہرتے اور ہر ممکن ذرائع سے وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو جاتے ہو"...... کرنل فلپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے چیف۔ آپ تو سب کچھ جانتے ہیں۔ کیا آپ نے میرے جسم میں کوئی مانیٹر چپ لگا رکھی ہے جس سے آپ مجھے لمحہ بہ لمحہ مانیٹر کرتے رہے ہیں"...... فاکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی سمجھ لو"...... کرنل فلپ نے اسی طرح سے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہرحال چیف۔ میں اپنے مشن میں کامیاب لوٹا ہوں اور ٹی ایس ای فارمولا بھی آپ کو دے دیا ہے۔ اب مجھے یقین ہے کہ آپ بھی مجھ سے کیا ہوا اپنا وعدہ ضرور پورا کریں گے"...... فاکسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کون سا وعدہ"...... کرنل فلپ نے پوچھا۔

"آپ نے کہا تھا کہ اگر میں پاکیشیا سے آپ کو ٹی ایس ای فارمولا لا کر دے دوں گا تو آپ فوری طور پر میری پرموشن کر دیں گے اور مجھے سُپر ایجنٹ سے سپریم ایجنٹ بنا دیں گے اور مجھے گولڈن کارڈ بھی جاری کر دیں گے جس سے میرے اختیارات میں مزید اضافہ ہو جائے گا"...... فاکسن نے کہا۔

"ہاں ضرور۔ میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا اور اس کے ساتھ ساتھ تمہارا ایک دوست بھی یہاں موجود ہے جو تمہیں اس کامیابی پر تمہیں نقد تحفہ دینا چاہتا ہے"...... کرنل فلپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دوست۔ تحفہ۔ میں سمجھا نہیں چیف"...... فاکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی سمجھاتا ہوں"...... کرنل فلپ نے کہا۔ اس نے انٹرکام کا بٹن پریس کیا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''میکلے کو میرے پاس بھیجو''...... کرنل فلپ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... لڑکی نے کہا تو کرنل فلپ نے انٹرکام آف کر دیا۔

''میکلے۔ یہ میکلے تو آپ کا نمبر ٹو ہے جو اس آفس میں کام کرتا ہے''...... فاکسن نے چونک کر کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور ورزشی جسم کا خوش شکل نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان چیف سے اجازت لئے بغیر اندر آیا اور وہ جیسے ہی میز کے پاس آیا کرنل فلپ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''آئیں باس۔ یہاں بیٹھیں۔ آپ کا مجرم حاضر ہے''...... کرنل فلپ نے کہا تو فاکسن بری طرح سے اچھل پڑا۔

''باس۔ مجرم۔ یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے چیف''...... فاکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا اچانک کٹاک کٹاک کی تیز آوازیں سنائی دیں اور فاکسن جس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس پر یکلخت راڈز ابھرے اور فاکسن ان راڈز میں جکڑتا چلا گیا۔ کرنل فلپ نے میز کے نیچے ہاتھ لے جا کر کوئی بٹن پریس کیا تھا جس کے نتیجے میں کرسی پر راڈز ابھرے تھے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں چیف۔ آپ نے مجھے کیوں جکڑا ہے''...... فاکسن نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''تمہاری اس بات کا جواب میں دوں گا سپر ایجنٹ فاکسن''۔

میکلے نے مسکراتے ہوئے کہا اور یہ دیکھ کر فاکسن کی آنکھیں اور زیادہ پھیل گئیں کہ میکلے جو کرنل فلپ کا اسسٹنٹ تھا بڑے اطمینان بھرے انداز میں اس کی کرسی پر بیٹھ گیا تھا اور کرنل فلپ اس کے قریب یوں مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا تھا جیسے وہ اس کا غلام ہو۔

''تت تت۔ تم تم چیف کی کرسی پر کیسے بیٹھ سکتے ہو اور یہ سب کیا ہو رہا ہے چیف''...... فاکسن نے کہا۔ اس کی حالت واقعی ابتر تھی اور وہ مر جانے کی حد تک حیران ہو رہا تھا۔

''تم نے ابھی مجھے بتایا تھا کہ تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس خاص طور پر علی عمران کے جبڑوں سے ٹی ایس ای فارمولا کھینچ نکالا ہے۔ یہی کہا تھا نا تم نے''...... کرنل فلپ نے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس چیف''...... فاکسن نے کہا۔

''کس علی عمران کی بات کر رہے ہو۔ کبھی دیکھا ہے اسے کبھی وہ سامنے آیا تو اسے پہچان سکتے ہو''...... میکلے نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں اسے پہچان سکتا ہوں''...... فاکسن نے کہا تو میکلے نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ رکھ کر انگلیوں سے چہرے پر ہلکا سا دباؤ ڈالا اور ساتھ ہی اس نے جیسے ہی چہرے سے ہاتھ ہٹائے اس کے چہرے سے ایک ماسک سا اتر آیا۔ ماسک کے پیچھے سے ظاہر ہونے والا چہرہ دیکھ کر فاکسن اس بری طرح سے اچھلا کہ اگر وہ کرسی کے راڈز

میں نہ جکڑا ہوتا تو کرسی سمیت الٹ کر گر پڑتا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تت تت۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو''۔ فاکسن نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا کیونکہ اس کے سامنے علی عمران بیٹھا ہوا تھا۔

''میں تو صرف بیٹھا ہوا ہوں۔ میں نے اور کیا کرنا ہے۔ جو کرنا تھا تمہارے چیف کرنل فلپ نے پہلے ہی کر دیا ہے اور تم نے خود ہی اسے فارمولے کی چپ لا کر دے دی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فاکسن چونک کر کرنل فلپ کی طرف دیکھنے لگا اور پھر یہ دیکھ کر فاکسن کو اپنے سینے میں سانس اٹکتا ہوا محسوس ہوا جب کرنل فلپ نے بھی عمران کی طرح چہرے سے ایک ماسک اتار لیا تھا۔ اب اس کے سامنے کرنل فلپ کی جگہ ایک اجنبی آدمی کھڑا مسکرا رہا تھا۔

''حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میرا شاگرد ٹائیگر ہے جسے میں ساتھ لے آیا تھا۔ اس کا قد کاٹھ چونکہ کرنل فلپ سے ملتا تھا اس لئے میں نے اسے چیف بنا کر یہاں بٹھا دیا تھا تاکہ تم جب بھی آؤ تو اسے چیف سمجھ کر فارمولا اس کے سپرد کر دو اب یہ فرمانبردار قسم کا شاگرد ثابت ہوا ہے جو اتنی بڑی کمپنی اور ایجنسی کا چیف ہونے کے باوجود مجھ جیسے حقیر فقیر بندہ پر تقصیر کے لئے اپنی کرسی چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا ہے ورنہ جسے ایک بار جو کرسی مل جائے اور کرسی طاقتور بھی ہو تو وہ مر جانا پسند کرتا ہے کرسی چھوڑنے کا نام

نہیں لیتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تت تت تم۔ چیف تک کیسے پہنچے اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں سیدھا چیف کے پاس آؤں گا اور فارمولا چیف کو ہی دوں گا''...... چند لمحے سکتے میں رہنے کے بعد فاکسن نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''تم نے یہ فارمولا کرنل فلپ کے کہنے پر ہی حاصل کیا تھا اس لئے ظاہر ہے پاکیشیا سے واپس آتے ہی تم نے فارمولا لا کر اسی کے حوالے کرنا تھا۔ کرنل فلپ تمہارا شایان شان استقبال کرتا یا نہ کرتا اس لئے میں تم سے پہلے یہاں پہنچ گیا۔ کرنل فلپ میری بے حد قدر کرتا ہے۔ اس نے خود ہی مجھے اپنی جگہ دے دی اور میں نے اپنے شاگرد کو کرنل فلپ کا میک اپ کرا کر یہاں بیٹھا دیا تاکہ جب تم آؤ تو تم اسے کرنل فلپ سمجھو اور فارمولا اس کے سپرد کر دو۔ اس طرح جو چیز جہاں سے چلی تھی' وہیں پہنچ جائے گی۔ قصہ ختم''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں مانتا کہ چیف نے خود تمہیں یہاں بیٹھنے کی اجازت دی ہو گی۔ بتاؤ۔ کیسے پہنچے تم چیف تک جبکہ ریڈ ایجنسی کا چیف کون ہے اور کہاں ہوتا ہے اس کے بارے میں سوائے سپر ایجنٹوں کے اور کوئی نہیں جانتا ہے''...... فاکسن نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''اب تم نے چونکہ فارمولا خود ہی شرافت کے ساتھ ہمارے

حوالے کر دیا ہے اس لئے میں تمہیں ساری تفصیل بتا دیتا ہوں تاکہ مرنے کے بعد تمہاری روح بے چین نہ رہے کہ آخر ہوا کیا تھا اور کارمن کی ریڈ ایجنسی کا پاورفل چیف جو کارمن کا سیاہ وسفید کا مالک تھا پاکیشیائی ایجنٹوں خاص طور پر مسخرے علی عمران کے ہتھے کیسے چڑھ گیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ میرے لئے واقعی مر جانے کی حد تک حیرت کا مقام ہے کہ تم نہ صرف یہاں ہو بلکہ کرنل فلپ کی جگہ تمہارے ساتھی نے لے رکھی ہے۔ اگر مجھے ذرا سا بھی شک ہوتا کہ یہاں کرنل فلپ کی جگہ تم یا تمہارا ساتھی ملے گا تو میں فارمولا لے کر یہاں کبھی نہ آتا اور ایسی جگہ جا کر غائب ہو جاتا جہاں تمہارا خیال بھی مجھ تک نہ پہنچ سکتا تھا''...... فاکسن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اب جو ہونا تھا ہو گیا۔ کیسے ہوا۔ کیوں ہوا یہ سب کہنا فضول ہے۔ بہرحال مجھے اس بات کا یقین تھا کہ تم پاکیشیا سے فارمولا لے کر وہاں سے جلد نکلنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ تم اس بار اپنی عادت کے برعکس کرو گے اور فارمولا لے کر انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ گے تاکہ میں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس فوراً کارمن پہنچ جائیں اور تمہاری تلاش شروع کر دیں لیکن ظاہر ہے کارمن پہنچنے کے بعد بھی جب ہمیں تمہارا کوئی سراغ نہ ملتا تو ہم نے ناکام ہو کر واپس ہی لوٹنا تھا اور پھر تمہیں جب یقین ہو جاتا کہ ہم کارمن سے ناکام لوٹ آئے ہیں تو تم موقع پا کر وہاں سے فرار ہو جاتے اور سیدھے کرنل فلپ

تک پہنچ جاتے تاکہ فارمولا اسے دے کر تم اس سے کیا ہوا اپنا وعدہ ایفا کرا سکو۔ تم نے اپنی طرف سے پاکیشیا میں انڈر گراؤنڈ ہو کر عقلمندی کی تھی لیکن تمہاری یہی عقلمندی تم پر بھاری پڑ گئی۔ مجھے تمہارے وہاں رکنے کا فائدہ ملا۔ میں فوراً اپنے شاگرد کو لے کر یہاں پہنچ گیا۔ ریڈ ایجنسی اور اس کے چیف کرنل فلپ کے بارے میں پتہ چلانا مشکل مرحلہ تھا لیکن میں نے یہاں فارن ایجنٹ کے ساتھ مل کر تم جیسے ریڈ کارڈ ہولڈر ایک اور سپر ایجنٹ کا پتہ چلا لیا جس کا نام الماٹو تھا۔ الماٹو کا پتہ چلا تو ہم نے اسی کے کلب میں جا کر اسے اٹھایا اور پھر بس اس پر تھوڑا سا ہی ہاتھ صاف کرنا پڑا تھا اور اس نے سب کچھ اگل دیا تھا''۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو فاکسن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو الماٹو کے غائب ہونے میں تمہارا ہاتھ ہے''...... فاکسن نے کہا۔

''نہ صرف الماٹو بلکہ اس کے بعد کراڈ اور ریڈرو کے غائب ہونے میں بھی ہمارا ہی ہاتھ ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فاکسن ایک بار پھر چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کراڈ اگر غائب ہوا ہے تو پھر میری اس سے بات کیسے ہوئی تھی''...... فاکسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اس کا فون مجھ ناچیز کے پاس تھا۔ تمہاری کال میں نے ہی اٹنڈ کی تھی اور اتفاق سے میری آواز اس وقت کراڈ سے ہی ملتی

جلتی بن گئی تھی اس لئے تمہیں کوئی شک نہ ہوا۔ تم ایسا سمجھ لو کہ جو کراڈ تم سے شام کو ملنے تمہارے فلیٹ میں آنے والا تھا وہ اب میری شکل میں تمہارے سامنے ہے''...... عمران نے کراڈ کی آواز میں کہا تو فاکسن اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

''جب تم الماٹو کی جگہ لے چکے تھے تو تم نے کراڈ اور ریڈرو کو کیوں نشانہ بنایا تھا''...... فاکسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہم نے نہیں۔ ان دونوں کو تمہارے چیف کرنل فلپ نے ہمیں نشانہ بنانے کے لئے بھیجا تھا لیکن وہ الٹا ہمارے نشانے پر آ گئے۔ میں نے کرنل فلپ کو الماٹو کی آواز میں کال کی تھی اور اسے بتایا تھا کہ تم نے چینل تھری پر مجھ سے میرا مطلب ہے الماٹو سے بات کی ہے اور سپیشل کوریئر سے مجھے ٹی ایس ای فارمولا بھی بھیج دیا ہے۔ ایک طرف کرنل فلپ نے فارمولا لے کر مجھے اپنے پاس آنے کا کہا تھا اور دوسری طرف اس نے الماٹو کو اس خطرے کے پیش نظر ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس کے ذریعے اس تک نہ پہنچ جائیں اس لئے اس نے کراڈ اور ریڈرو کو الماٹو سے فارمولا چھیننے اور اسے ہلاک کرنے کا ٹاسک دے دیا تھا۔ ان دونوں نے مجھے ہوٹل کے کمرے میں گھیرنے اور ہلاک کرنے کی کوشش کی لیکن الٹا میرے ہاتھ مارے گئے۔ ان کا نشانہ ناپختہ تھا یا پھر شاید ابھی تک وہ گولی ہی ایجاد نہ ہوئی تھی جو مجھے لگ سکتی۔ بہرحال انہیں ہلاک کر کے میں نے اور میرے شاگرد

نے ان کی جگہ لے لی اور پھر میں کراڈ بن کر یہاں پہنچ گیا۔ اس کے بعد میں نے اپنی طرف سے ایک پیکٹ کرنل فلپ کو دیا تھا۔ کرنل فلپ کو میں نے بتا بھی دیا تھا کہ پیکٹ میں خالی مائیکرو چپ ہے لیکن اس نے میری بات پر یقین نہ کیا تھا اور پیکٹ کھول لیا۔ پیکٹ کھولتے ہی وہ بے چارہ انٹا غفیل ہو گیا کیونکہ میں نے اس پیکٹ میں ماکس پلس گیس کا کیپسول توڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس گیس کے اثر سے بے ہوش ہوتے ہی کرنل فلپ کی جگہ میرے ساتھی نے لے لی اور پھر اس نے مجھ پر مہربانی کرتے ہوئے اپنی کمپنی میں مجھے اسسٹنٹ کی نوکری بھی دے دی۔ اب ساری صورتحال تمہارے سامنے ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فاکسن نے تھکے تھکے انداز میں آنکھیں موند لیں جیسے ساری پلاننگ سن کر اس میں مزید کچھ سننے کا حوصلہ باقی نہ رہ گیا ہو۔

''اور ہاں۔ سیکرٹ سروس نے تمہارا اور تمہارے ساتھی اوزی کا خفیہ ٹھکانہ بھی تلاش کر لیا تھا۔ یہ سب اوزی کی حماقتوں کی وجہ سے ہوا تھا جس نے کلب تو چھوڑ دیا تھا لیکن کلب کے دفتر سے اپنا سامان نکالنا بھول گیا تھا۔ وہاں ہمیں اس کے آفس کی میز کی ایک خفیہ دراز سے ایک ڈائری مل گئی تھی جس میں اس کے ہر ٹھکانے کا پتہ موجود تھا۔ سیکرٹ سروس نے ان ٹھکانوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو ایک ٹھکانے پر انہیں تمہاری موجودگی کا بھی علم ہو گیا''...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ اگر سیکرٹ سروس کو میرے ٹھکانے کا پتہ چل گیا تھا تو پھر انہوں نے مجھے وہاں روکنے اور وہیں مجھ سے فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی تھی"...... فاکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ہمارے نقاب پوش چیف کا حکم تھا۔ وہ تمہیں پاکیشیا سے فارمولے سمیت آزادی سے کارمن جانے دینا چاہتا تھا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کیوں"...... فاکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تاکہ پاکیشیا میں اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے آئے ہوئے سُپر ایجنٹوں کو یہ باور کرایا جا سکے کہ فارمولا تم حاصل کر کے وہاں سے نکل چکے ہو۔ جیسے ہی ایجنٹوں کو پتہ چلتا کہ فارمولا تمہارے پاس ہے اور تم کارمن پہنچ چکے ہو تو ان سب کے رخ لامحالہ کارمن کی طرف ہو جاتے پھر ان سے تم اور تمہارا کرنل فلپ نپٹتا رہتا کم از کم پاکیشیا تو ان سُپر ایجنٹوں سے پاک ہو جاتا"۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ سارا کھیل تم نے پاکیشیا کی بلا کارمن کے سر منڈھنے کے لئے کھیلا تھا"...... فاکسن نے غرا کر کہا۔

"ہاں اور یہ بلا کارمن کے سر منڈھ چکی ہے۔ تم فارمولا لے کر اپنا مشن مکمل کر کے کارمن پہنچ چکے ہو۔ یہ کوئی نہیں جانتا ہے کہ ریڈ ایجنسی کا چیف بدل چکا ہے اور تمہارے ساتھ کیا ہونے والا

ہے۔ پوری دنیا کے سُپر ایجنٹ اب پاکیشیا کا پیچھا چھوڑ کر کارمن میں اپنی کارروائیوں کا آغاز کریں گے۔ اب یہ ان کی قسمت ہی ہو گی کہ وہ تم تک اور تمہارے کرنل فلپ تک پہنچ سکیں"...... عمران نے کہا۔

"کھیل تو تم نے اچھا کھیلا ہے لیکن......" فاکسن نے غراتے ہوئے کہا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ یہ سُپر گیم تھی جو سُپر ایجنٹوں کے درمیان ہوئی ہے۔ میں تو ایجنٹ ہی نہیں ہوں اس لئے میرے سُپر ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے بہرحال ہمارا کام ہو گیا ہے۔ فارمولا ہمیں مل گیا ہے۔ اب بس تمہیں گولی مارنی ہے اور پھر ہم یہاں سے نکل جائیں گے۔ اس کے بعد ساری سُپر گیم ختم"۔ عمران نے کہا۔

"کرنل فلپ کا تم نے کیا کیا ہے۔ اُسے یہاں سے کیسے نکالا تھا تم نے"...... فاکسن نے پوچھا۔

"بے ہوش ہونے کے بعد میرے ساتھی نے اس کی جگہ لے لی تھی اور پھر ہم نے اسے دوسرا میک اپ کر دیا اور اس کی طبیعت خراب ہونے کا بہانہ بنا کر اسے یہاں سے لے گئے۔ چیف ساتھ ہو تو بھلا یہاں کس کی ہمت ہے کہ اس سے کچھ پوچھ سکے یا کچھ کہہ سکے"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا کیا ہے تم نے چیف کے ساتھ"...... فاکسن نے

سرد لہجے میں کہا۔

''بے چارے کو مرنے کی جلدی تھی۔ میں نے اسے خفیہ ٹھکانے پر لے جا کر اس سے پوچھ گچھ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میری شکل دیکھتے ہی اسے خوف فوبیا ہو گیا تھا۔ اس نے دانتوں میں زہریلا کیپسول چھپایا ہوا تھا۔ میرے سوال و جواب سے بچنے کے لئے اس نے زہریلا کیپسول چبا لیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران۔ تم نے جو کھیل کھیلا ہے واقعی ذہانت سے بھرپور تھا جس کی میں تعریف کرتا ہوں۔ آج تک دنیا کا کوئی ایجنٹ کرنل فلپ تک نہیں پہنچ سکا تھا لیکن تم نہ صرف اس تک پہنچ گئے بلکہ تم نے اس کی جگہ اپنے ساتھی کو بٹھا دیا اور اتنے دنوں سے یہ یہاں موجود سُپر ایجنٹوں کو کنٹرول بھی کر رہا ہے یہ تمہاری اور اس کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں اپنی اس ناکامی اور تمہاری کامیابی کا کھلے دل سے اعتراف کرتا ہوں۔ تم نے کرنل فلپ کو ہلاک کر دیا ہے۔ الماٹو، کراڈ اور ریڈرو جیسے ذہین سُپر ایجنٹ تمہارے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں اور فارمولا بھی میں نے خود لا کر تمہیں دے دیا ہے۔ اب تم واقعی یہ حق رکھتے ہو کہ مجھے بھی ہلاک کر دو اور فارمولا لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔ تمہاری کامیابی پر میں تمہیں اب مبارک باد ہی پیش کر سکتا ہوں۔ مبارک ہو تمہیں''...... فاکسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ویل ڈن۔ یہ ہوتا ہے سُپر ایجنٹ جو کامیابیاں حاصل کرنے

کی صرف داد ہی نہیں سمیٹتا بلکہ ناکامی کا بھی کھلے دل سے اعتراف کرتا ہے اور اپنی موت سے بھی نہیں گھبراتا۔ مابدولت تمہاری اس بڑائی کی تعریف کرتا ہے اور تمہیں موت کی سزا سے آزاد کرتا ہے۔ اب تم نہ صرف زندہ رہ سکتے ہو بلکہ تمہاری اس ناکامی پر میں تمہیں اپنی طرف سے ایک بڑے اعزاز سے بھی نوازتا ہوں''۔ عمران نے شاہانہ لہجے میں کہا۔

''اعزاز۔ ہونہہ۔ تم مجھے کیا اعزاز دے سکتے ہو''...... فاکسن نے منہ بنا کر کہا۔

''مابدولت کے حکم سے تمہیں اس کمپنی کا جنرل منیجر اور ریڈ ایجنسی کا چیف بنایا جاتا ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو فاکسن بری طرح سے چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس کمپنی کا جنرل منیجر بھی بن جاؤں اور ریڈ ایجنسی کا چیف بھی''...... فاکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بہت آسان ہے۔ جس طرح میرے ساتھی نے تمہارے چیف کی جگہ لے رکھی ہے اسی طرح تم کرنل فلپ کی جگہ لے لو۔ تمہارا قد کاٹھ بھی اس سے ملتا جلتا ہے اور آواز پر بھی تم قابو پا سکتے ہو۔ ریڈ ایجنسی کا ہائیڈرو اب بھی اپنے احکامات صادر کر سکتا ہے اور اس کمپنی کے افراد بھی کرنل فلپ کے ماتحت کام کر سکتے ہیں۔ اس میں کیا مشکل ہے''...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہو تو سکتا ہے لیکن یہاں مجھے سب نے آتے دیکھا ہے۔ اگر میں یہاں کرنل فلپ کا میک اپ کر کے رک گیا تو مشکل ہو جائے گی“...... فاکسن نے اس انداز میں کہا جیسے وہ عمران کی اس آفر کو قبول کرنا چاہتا ہو لیکن اس کے راستے میں یہ مشکل حائل ہو۔

”اس کی تم فکر نہ کرو۔ میں پہلے ہی میکلے کے روپ میں ہوں۔ میرا شاگرد تمہارا میک اپ کر کے میرا مطلب ہے فاکسن بن کر یہاں سے نکل جائے گا۔ پھر تم یہاں کی بادشاہت کی گدی سنبھال لینا اور ساری زندگی عیش کرنا۔ کرنل فلپ کی ساری دولت اور عزت تمہاری ہو گی۔ تم صرف سپریم ایجنٹ بننے کا خواب دیکھ رہے تھے جب یہاں بادشاہت ہی تمہاری ہو گی تو کئی سپریم ایجنٹ تمہارے ماتحت ہو جائیں گے اس سے بڑا تمہارے لئے اور کیا انعام ہو سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا واقعی تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے اور مجھے کرنل فلپ کی جگہ لینے دو گے“...... فاکسن نے اس کی طرف دیکھ کر لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اگر تم وعدہ کرو کہ ریڈ ایجنسی کا آئندہ کوئی مشن پاکیشیا کے خلاف نہیں ہو گا اور نہ ہی تم ہمارے پیچھے اپنے سپر ایجنٹوں کو دوڑا کر ان کی جوتیاں چٹخاؤ گے تو میں ایسا کر سکتا ہوں“...... عمران نے مسکرا کہا۔

”مجھے منظور ہے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ ریڈ ایجنسی کا کوئی بھی ایجنٹ میری زندگی میں پاکیشیا کا رخ نہیں کرے گا اور اگر تم اپنا وعدہ پورا کرو تو میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں اور تمہارے ساتھی کو یہاں سے عزت و احترام سے نکلنے کا موقع بھی دوں گا۔ تمہارے اور تمہارے ساتھی کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا جائے گا“...... فاکسن نے فوراً حامی بھرتے اور وعدے کرتے ہوئے کہا۔

”ٹی ایس ای کے لئے یہاں جو بھی سپر ایجنٹس آئیں گے ان سے نپٹنا تمہارا اور ریڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹوں کا کام ہو گا۔ انہیں اس بات کا پتہ نہیں چلنا چاہئے کہ فارمولا مابدولت کے پاس ہے۔ اگر یہ راز کھلا تو پھر اس راز کے کھلنے میں بھی دیر نہیں لگے گی کہ تم کون ہو۔ تمہارا راز کھل گیا تو ریڈ ایجنسی کے ساتھ ساتھ کارمن حکومت کو بھی اس بات پر یقین آ جائے گا کہ تم نے ہی کرنل فلپ کو راستے سے ہٹایا ہے اور اس کی جگہ لے کر خود اس کمپنی کے مالک اور ریڈ ایجنسی کے چیف بن بیٹھے ہو۔ اس کے بعد تمہارے ساتھ کیا ہو گا یہ تم بخوبی سمجھ سکتے ہو“...... عمران نے کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ میں اپنے ہاتھوں سے اپنے پیروں پر کلہاڑی نہیں ماروں گا۔ میرے لئے اس سے بڑی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ میں اتنی بڑی کمپنی کا مالک بن رہا ہوں اور ریڈ ایجنسی کا چیف بھی۔ اس کے علاوہ مجھے اور کیا چاہئے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں

عمران۔ تم نے جو کہا ہے میں اس پر حرف بہ حرف عمل کروں گا''...... فاکسن نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میں نے کرسی پر ٹائمر لگا دیا ہے۔ بیس منٹ کے بعد راڈز خود بخود کھل جائیں گے۔ جانے سے پہلے میں تمہاری ہونے والی بیوی۔ مم مم میرا مطلب ہے سیکرٹری کو کہہ جاتا ہوں کہ تم ضروری کام میں مصروف ہو اس لئے آدھے گھنٹے تک تمہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ تب تک تم کرسی سے آزاد ہو جاؤ گے اور کرنل فلپ کا میک اپ کر کے یہاں کا کنٹرول کیسے سنبھالنا ہے یہ سب تمہارا اپنا کام ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''کک کک۔ کیا تم نے واقعی راڈز اوپن ہونے کا ٹائمر لگایا ہے یا ٹائم بم''...... فاکسن نے لرزتے ہوئے کہا۔

''بے فکر رہو۔ میرا نام علی عمران ہے۔ بم کا نام سنتے ہی خوف سے میرے پسینے چھوٹ جاتے ہیں اس لئے میں نے تمہاری کرسی کے نیچے۔ دائیں بائیں، اوپر یا نیچے کوئی ٹائم بم نہیں لگایا ہے۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے انٹر کام پر کرنل فلپ کی آواز میں کاؤنٹر گرل کو آدھا گھنٹہ ڈسٹرب نہ کرنے کا کہا اور پھر ٹائیگر کو لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ آفس سے نکلنے سے پہلے اس نے چہرے پر ایک بار پھر کرنل فلپ کے اسسٹنٹ میکلے کا ماسک چڑھا لیا تھا جبکہ ٹائیگر نے ماسک تھپتھپا کر اپنا چہرہ فاکسن جیسا بنا لیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ آفس کے احاطے سے نکل کر ایک کار میں سوار وہاں سے نکلے جا رہے تھے۔ عمران نے ٹائیگر کو پاکیشیا کے ایک فارن ایجنٹ گلوک کے ٹھکانے کی طرف جانے کا کہا تھا تاکہ وہ اس سے مل کر وہاں سے نیا میک اپ کر کے پاکیشیا روانہ ہو سکیں۔

''کیا ہم نے فاکسن کو زندہ چھوڑ کر ٹھیک کیا ہے باس''۔ ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو پچھلی سیٹ پر سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آواز سن کر اس نے آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو گیا۔

''ہاں۔ میں نے اس کی آنکھوں میں لالچ دیکھ لیا تھا۔ اس کے لہجے سے بھی مجھے اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ وہ جو کہہ رہا ہے سچ کہہ رہا ہے۔ وہ یہاں کی بڑی اور انتہائی فعال ایجنسی کا چیف بننے جا رہا ہے۔ میں نے چونکہ نہ صرف اس کی زندہ چھوڑ دیا ہے بلکہ اسے ریڈ ایجنسی کا چیف اور کرنل فلپ کی کمپنی کا بلا شرکت غیرے مالک بنا دیا ہے اس لئے وہ اب میری قدر کرے گا۔ ویسے بھی اس کا یہ راز میرے اور تمہارے پاس ہے۔ ہم اس راز کی اس سے جب چاہیں جو چاہیں قیمت وصول کر سکتے ہیں اور اس قیمت میں اگر کارمن میں کبھی کوئی کام ہوا تو اسے خوشی سے یا مجبوری سے ہمارے کام آنا ہی پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ اگر آئندہ کسی مشن میں ہمیں مسئلہ ہوا تو کارمن کی

ریڈ ایجنسی ہی ہماری مدد گار ثابت ہو سکتی ہے اور یہ ہمارے لئے واقعی بہت خوشی کی بات ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

''خوشی کی بات تو تمہارے لئے ہو سکتی ہے۔ مجھے تو تب خوشی ملے گی جب چیف مجھے اس مشن کی کامیابی پر بڑا سا چیک دے دے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیشہ کی طرح نحیف و ناتواں چیک میرے حوالے کر دے جس سے میں سلیمان کا قرض ہی نہ اتار سکوں اور مجھے اس کی بنائی ہوئی مونگ کی دال کھا کھا کر ہی اپنا معدہ چوپٹ کرنا پڑے"...... عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

ختم شد